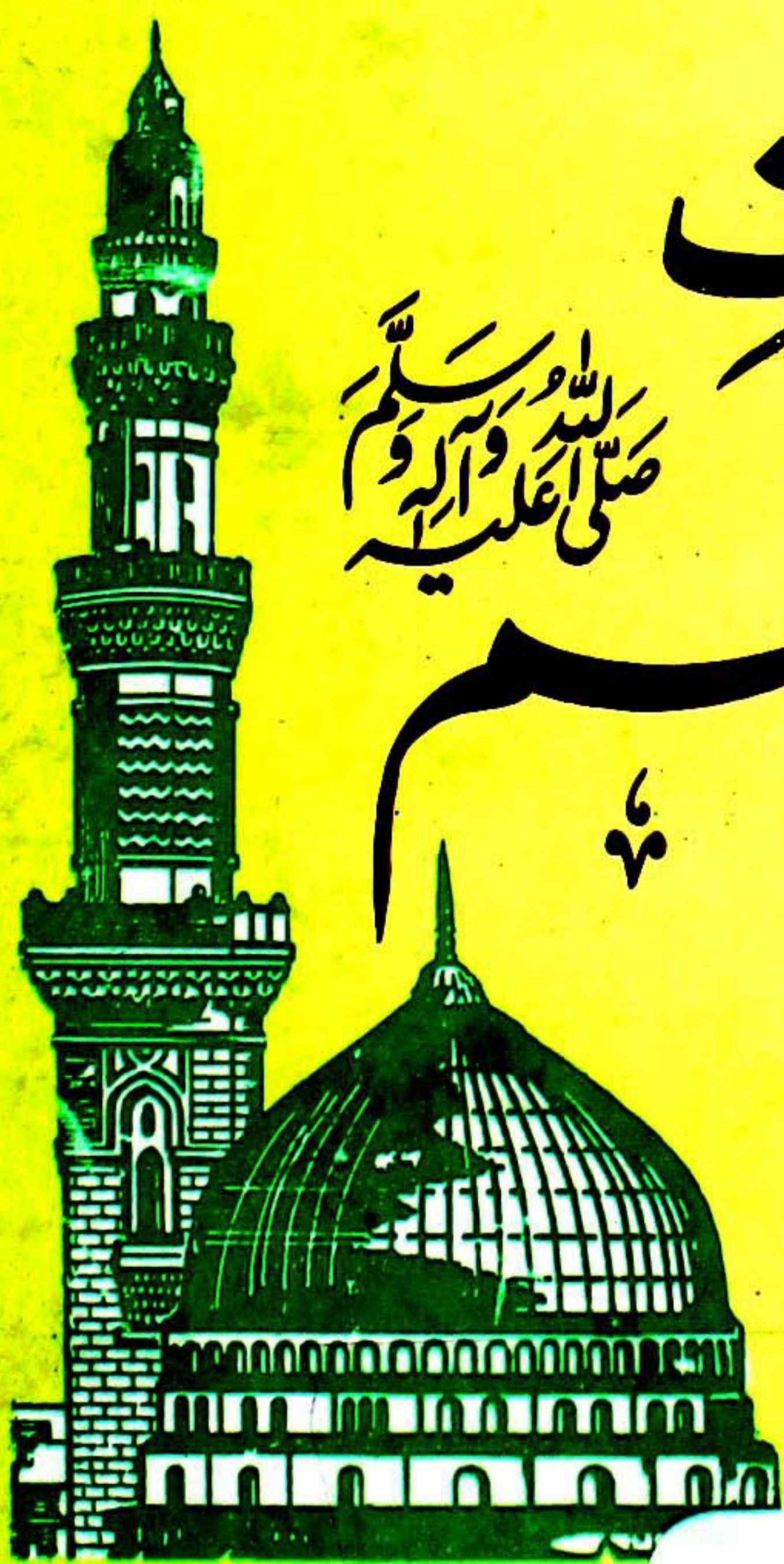


لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ



سیرت رسول عظیم

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

مصنف:

علامہ محمد عثمانیہ احمد کاکوری
مصنفی

3668

۲۸۸۴ فون
مسجد نورج روڈ
ضلع سیالکوٹ

ناسی: علیہ ہا ایچ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فخر المنشأ از نفوس صاحبزاده میسر محمد علی احمد صاحب

دامت برکاتہم

سجادہ کتبیں آستانہ عالیہ میسر علی احمد صاحب

شرقیہ پور شریف ضلع شرقیہ پورہ
کی خدمت عالیہ میں:

طالب دعا:

محمد اسد حسین شرقیہ پورہ

کمالہ، ضلع شرقیہ پورہ

26/11/2000

حضرت
عبدالمجید

حضرت
عمر فاروق

تفہیم کائنات لکھنؤ فی رسول اللہ اُسوۃ حسنہ

تواضع



3668

صلی اللہ علیہ وسلم

طہ

مصنف

مجمع الفقہ والفتویٰ علامہ مفتی عنایت احمد کارو کوی

باعتناء

مفتی محمد امجد علی صاحب
مفتی محمد امجد علی صاحب
مفتی محمد امجد علی صاحب

حضرت
عبدالمجید

حضرت
عبدالمجید

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب : تواریخ حبیب اللہ
مصنف : علامہ عنایت احمد کاکوروی
کاتب : محمد حفیظ قریشی دھندلی
ناشر : مکتبہ مہر بہ رضویہ - کالج روڈ دسکہ
مطبوعہ :
تعداد : ۱۱۰۰
طباعت : آفسٹ سفید کاغذ
سائز : ۲۲ x ۱۸
ضخامت :
قیمت :

فیصل آباد میں ملنے کا پتہ

بخاری کتب خانہ

جامعہ مسیحی بخاری، کئی نمبر

محلہ رنگین لویہ، فیصل آباد

لاہور میں ملنے کا پتہ

قاری دوست محمد خاں چشتی سیالوی

جامعہ جامعہ حیات القرآن

بازار پاپڑ منڈی

انڈرون شاہ عالمی گیت، راجہ پور نمبر ۸

عرضِ ناشر

مدت سے یہ خواہش تھی کہ مکتبہ مہر یہ رضویہ ڈسکہ کی جانب سے سرکارِ دو عالم آقائے دو جہاں
 سید المرسلین رحمۃ اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی سیرت طیبہ پر ایک ایسی مستند
 کتاب جس میں آپ کے فضائل و مناقب سیرت و کردار اور شمائل و معجزات کا بیان ہو اور جسے عام
 پڑھا لکھا بخوبی سمجھ سکے شائع کی جائے۔ الحمد للہ خدا رب ذوالجلال نے یہ دیرینہ خواہش پوری کرنے
 کی توفیق ارزانی کی اور مزید یہ کرم فرمایا کہ ایک ایسی کتاب جسے اردو میں بزرگوار پاک ہند میں سیرت کے
 موضوع پر ایک اولین کتاب ہونے کا اعزاز حاصل ہے یعنی توارخ حبیب الامم علامہ مفتی
 عنایت احمد کاکوروی علیہ الرحمۃ شائع کرنے کی سعادت بخشی۔ کتاب کسی تعارف کی محتاج نہیں اس
 کے بیسیوں ایڈیشن شائع ہو کر عوام و خواص میں سند قبولیت حاصل کر چکے ہیں۔ ناچیز کی نظروں سے
 جو مطبوعہ نسخے نئے ہیں ان میں سے اکثر و بیشتر کتابت و طباعت اور کاغذ کے اعتبار سے اس
 عظیم کتاب شاہین تان نہ تھے۔ حسب استطاعت اس کی کو اس ایڈیشن میں پورا کرنے کی کوشش
 کی گئی ہے۔ قارئین کی سہولت کے پیش نظر فہرست مضامین کے اضافے کے ساتھ ساتھ حاشیے پر
 دیئے گئے معنونات کو بھی معمولی ترمیم و اضافہ کے ساتھ کتاب میں شامل کر دیا گیا ہے۔ عربی
 عبارتوں پر اعراب کے اضافے کے ساتھ ساتھ قرآن پاک کی مختلف آیات کو پارہ اور رکوع کے حوالے
 کے ساتھ مزین کیا گیا ہے تاکہ مطالعہ کے دوران قارئین کسی قسم کی وقت محسوس نہ کریں جناب
 پروفیسر آفتاب احمد نقوی جنہوں نے علامہ مفتی عنایت احمد کاکوروی علیہ الرحمۃ کے تفصیلی حالات
 نہایت ہی تماش و جستجو کے بعد تحریر کیے ہیں کا شکوہ ادا نہ کرنا احسان فراموشی ہوگی۔

آخر میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ پر چلنے کی
 توفیق عطا فرمائے کیونکہ یہی وہ صراطِ مستقیم ہے جس پر عمل پیرا ہو کر ہم مسلمان دنیا و آخرت میں کامیاب کامران
 ہو سکتے ہیں اور بقول حکیم الامت علامہ محمد اقبالؒ

کلمت سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں!

احقر محمد رفیق تادری رضوی عفی عنہ
 خادم دارالعلوم نقشبندیہ رضویہ جامع مسجد نور ڈسکہ

فہرست



۲۶	عقبتہ کی ہلاکت کا واقعہ	۷	مقدمہ سبب تالیف
۲۷	حبشہ کی جانب ہجرت	۹	باب اول
۲۹	حضرت عمر کا ایمان لانا	۹	فصل ۱: حال نور پاکت اور ولادت
۳۲	شعب بنی ہاشم کا ذکر	۱۰	حال قصہ اصحاب فیل
۳۵	طائف جانے کا واقعہ	۱۲	قصہ آپ کے حمل میں رہنے کا
۳۶	فصل ۲: معراج کا بیان	۱۳	فصل ۳: ولادت باسعادت میں
۴۱	ایک نکتہ	۱۴	ذکر محفل میلاد کا
۴۲	نکتہ اور ذکر فرضیت نماز	۱۶	فصل ۴: رضاعت و طفولیت کا بیان
۴۴	مشاہدہ عجائبات	۱۸	ذکر شوق صدر کے نکتوں کا۔
۴۸	باب دوم	۱۸	ذکر وفات والدہ شریفیہ کا۔
۴۸	فصل ۱: اسباب ہجرت و حالات راہ کا بیان	۱۹	ذکر آپ کی برکت سے بارش کی طلب کا
۴۹	شیخ نجدی کا آنا دارالندوہ میں	۱۹	گوامی بخیر راہب کی
۵۱	کفار کا گھیرنا اور آپ کا تشریف لے جانا	۲۰	فصل ۵: حالات شباب و نبوت
۵۳	غار ثور کے واقعات	۲۱	حال قریش کا از سر نو کعبہ بنانا
۵۴	فضیلت حضرت ابو بکر و حضرت علی	۲۲	فصل ۶: حالات نبوت تا معراج
۵۵	نکتہ عجیبہ	۲۳	نزول سورہ فاتحہ
۵۶	ام مہدی کے خیمہ سے گزرنا	۲۴	حضرت بلال کے آزاد ہونے کا قصہ

۱۱۴	عمر بن عبدود کا قتل ہونا۔	۵۸	قصہ خست قارون کا
۱۱۸	فصل ۱۱: غزوہ بنی قریظہ	۶۲	فصل ۱۲: رونق افروزی مدینہ طیبہ تا
۱۱۹	ابولبابہ کی توبہ کا واقعہ		غزوہ بدر۔
۱۲۱	فصل ۱۲: کعب بن اشرف کا قتل ہونا۔	۶۴	عبداللہ بن سلام کے اسلام کا بیان۔
۱۲۳	فصل ۱۳: ابورافع کا قتل ہونا	۶۵	سلمان فارسی کا مسلمان ہونا۔
۱۲۴	فصل ۱۴: واقعہ انک کا بیان	۶۶	بیر رومہ خریدنے کا حال
۱۲۹	فصل ۱۵: آیت تیمم کا نزول	۶۷	فصل ۱۵: غزوہ بدر
۱۳۰	فصل ۱۶: صلح حدیبیہ کا بیان	۷۱	ایک شبہ کا جواب
۱۳۳	ذکر سعیت رضوان کا۔	۷۵	ابو جہل کے قتل کا واقعہ۔
۱۳۴	حال: ابوبصیر کا	۸۰	اسیران بدر کے متعلق مشورہ کرنا۔
۱۳۸	فصل ۱۷: غزوہ خیبر میں گدھے کے گوشت اور متعہ کے حرام ہونے کا بیان۔	۸۳	فضیلت اصحاب بدر
۱۴۲	فصل ۱۸: عمرۃ القضا کا بیان	۸۴	فصل ۱۸: نکاح حضرت فاطمہ کا۔
۱۴۳	فصل ۱۹: خالد ولید، عمر بن عاص، عثمان	۸۷	ذکر امام مہدی کا۔
	بن طلحہ کے مسلمان ہونے کا بیان	۸۷	فصل ۱۹: غزوہ احد کا بیان
۱۴۴	فصل ۲۰: مکتوبات لکھنے کے بیان میں۔	۹۰	شہادت حضرت امیر حمزہ
۱۴۵	سر قتل بادشاہ کا حال	۹۴	فصل ۲۰: غزوہ بدر ثانی
۱۴۸	نجاشی شاہ حبشہ کا حال	۹۷	فصل ۲۱: سر تیرہ جمع کا بیان
۱۴۹	مقوقس بادشاہ اور پرویز کا حال	۱۰۰	حضرت خلیف کو سولی دینے کا واقعہ
۱۵۰	فصل ۲۱: سر یہ حضرت ابوعبیدہ کا بیان	۱۰۳	فصل ۲۱: قصہ بیر معونہ کا
۱۵۱	فصل ۲۲: غزوہ موتہ کا بیان	۱۰۵	حضرت عامر بن فہیر کا حال
۱۵۳	فصل ۲۳: فتح مکہ کا بیان	۱۰۶	فصل ۲۲: غزوہ بنی نضیر
۱۵۵	حاطب بن ابی بلتعہ کے خط کا حال	۱۰۹	فصل ۲۳: غزوہ خندق
		۱۱۰	حال: حضرت جابر کی دعو پکانا

۱۹۶	مسواک کی فضیلت	۱۶۱	بتوان کے گرانے کا حال اور واقعہ حضرت علی
۲۰۰	خلیفہ کا انتخاب	۱۶۲	جن لوگوں کا خون بدر فرمایا۔
۲۰۳	فائدہ عظیمہ در بیان زیارت	۱۶۹	فصل ۲۳: غزوہ حنین کا بیان
۲۰۵	باب سوم	۱۷۰	حال غزوہ اوطاس کا بیان
۲۰۵	علیہ شریف اور معجزات کا بیان	۱۷۱	فصل ۲۴: وفود کے بیان میں
۲۰۵	فصل ۱: علیہ شریف	۱۷۲	میلہ کذاب کا حال
۲۱۰	فصل ۲: اخلاق کریمہ کا بیان	۱۷۳	فصل ۲۵: غزوہ تبوک کا بیان
۲۱۳	قیام قیومی کا مسئلہ	۱۷۴	مسجد خرا کا حال
۲۱۵	فصل ۳: معجزات کے بیان میں	۱۷۷	حضرت کعب بن مالک اور ان کے ساتھیوں کا واقعہ
۲۱۷	حجاز کی آگ کا ذکر	۱۸۱	فصل ۲۶: فرضیت حج کا بیان
۲۲۱	معجزہ شق القمر	۱۸۲	فصل ۲۷: مباہلہ کا بیان
۲۲۳	معجزہ رد شمس	۱۸۳	فصل ۲۸: حجۃ الوداع کا بیان
۲۲۶	نماز حاجت کا بیان	۱۸۷	فصل ۲۹: وفات شریف کا بیان
۲۳۱	شفاعت کبریٰ کا بیان	۱۸۹	نکتہ شہادت
۲۳۸	خاتمہ کتاب	۱۹۰	نماز پڑھانا حضرت صدیق اکبر
		۱۹۲	شکر اسامہ کا حال
		۱۹۴	خلافت لکھنے کا واقعہ



حیات مبارکہ

حضرت علامہ مولانا مفتی عنایت احمد کاکوروی

(پروفیسر آفتاب احمد نقوی شعبہ اُردو گورنمنٹ جناح اسلامیہ کالج سیالکوٹ)



حضرت علامہ مولانا مفتی عنایت احمد کاکوروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نسباً قریشی مسلماً
 حنفی اور مولداً دیودی تھے۔ والد ماجد غشی محمد بخش اور جد امجد غشی غلام محمد، دیوہ
 (ضلع بارہ بنگی) کے علماء و فضلاء میں شمار ہوتے تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت
 ۹ شوال المکرم ۱۲۲۸ ہجری بمطابق ۵ اکتوبر ۱۸۱۳ء میں ہوئی بلکہ گویا آپ نے برصغیر
 پاک و ہند میں مسلمانوں کے سیاسی اور معاشرتی دور زوال کو اپنی نوجوانی کے عالم میں دیکھا
 جس کے اثرات اُن کی آنے والی زندگی میں واضح طور پر محسوس کیے جاسکتے ہیں۔ چھوٹی
 عمر میں ہی اپنے خاندان اور عزیز واقرباء کے ہمراہ ترک سکونت اختیار کر کے کاکوروی چلے
 آئے جہاں جو لکھنؤ سے چند میل کے فاصلے پر مغرب کی جانب ایک مردم خیز قصبہ ہے۔

۱۔ حیات و حید الزماں ص ۱۰، نوافل جنگ آزادی، ۱۸۵۷ء نے صفحہ ۴۴۵ اور بعض دیگر مورخین نے آپ کی
 پیدائش کاکوروی میں لکھی ہے۔

۲۔ اساذ العلماء ص: ۱۱، حیات و حید الزماں ص: ۱۰، جنگ آزادی، ۱۸۵۷ء ص: ۴۴۵

۳۔ تذکرہ معنیفین دس نظامی ص: ۱۰۰

مفتی صاحب نے ابتدائی دینی کتب کا مطالعہ اپنے آبائی قصبے دیوہ اور
 کاکوری میں کیا۔ تیرہ برس کی عمر میں مزید دینی تعلیم کے لیے رامپور تشریف لے گئے جہاں
 حضرت مولانا سید محمد رامپوری سے صرف و نحو، مولوی حیدر علی ٹونکی اور مولوی نور اللہ
 سے دیگر کتب بہ متداولہ کا مطالعہ کیا۔ کتب احادیث کے مطالعہ کے لیے دہلی روانہ ہوئے
 جہاں مولانا شاہ محمد اسحاق (م ۱۲۶۲ھ) کے شاگرد ہوئے اور تھوڑے ہی عرصے
 میں اپنی قابلیت اور استاد کی خصوصی عنایت و شفقت سے سند فضیلت حاصل کی۔
 دہلی میں شیخ الحدیث سے کسب فیض کے بعد علی گڑھ چلے گئے جہاں علامہ عصر حضرت
 مولانا بزرگ علی مارہروی سے قلعہ کی جامع مسجد میں معقولات کا درس لیا۔ یہ مولانا بزرگ علی
 مارہروی حضرت شاہ عبدالعزیز اور حضرت شاہ رفیع الدین کے نامور شاگردوں میں
 سے تھے۔ ۱۲۶۲ھ / ۱۸۴۸ء میں اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوئے۔

مفتی عنایت احمد کاکوریؒ اپنے زمانہ طالب علمی میں کس قدر ذہین اور ذریک
 تھے اور آپ کے استاد حضرت مولانا بزرگ علی مارہرویؒ اپنے شاگرد رشید کے
 علم و فضل کے کس قدر معترف تھے اس کا اندازہ اس حقیقت سے بخوبی لگایا جاسکتا
 ہے کہ مولانا کی بعض کتب پر مفتی عنایت احمد کاکوری کے قلم سے لکھی ہوئی نہ صرف
 عبارتیں موجود ہیں بلکہ مولانا کے ایک قلمی رسالے کا دیباچہ بھی آپ نے تحریر کیا تھا۔
 نواب محمد حبیب الرحمن شروانی اپنی تالیف ”استاذ العلماء“ میں لکھتے ہیں:
 ” ایک اور قلمی رسالہ میرے یہاں سے۔ یہ ایک قلمی معما کی شرح ہے جو
 قاضی القضاة نجم الدین علی خاں نے تفضل حسین کے نام پر لکھا تھا اور
 جس میں بہت سی علمی اصطلاحیں درج کی ہیں۔ اس کا دیباچہ مفتی
 عنایت احمد نے استاد کی زندگی میں ہی لکھا تھا۔ اس پر بھی مفتی صاحب

لے حیات دھیالزماں ص ۱۷ - استاذ العلماء ص ۱۱

کے قلم کی عبارتیں ہیں: "۱۰"

آپ حضرت مولانا بزرگ علی مارہرویؒ کے وصال کے بعد استاد کی منہ تدیس پر متمکن ہوئے اور ایک عرصے تک تدریسی خدمات انجام دینے کے ساتھ ساتھ عہدہ افتاء پر بھی فائز رہے۔ آپ کا یہ مدرسہ محمد شاہ کے عہد میں نواب ثابت خاں والی کول (علی گڑھ) نے اپنی تعمیر کردہ مسجد میں بنایا تھا۔ استاد محترم کے فیض نظر اور مفتی صاحب کے خصوصی اہتمام کی وجہ سے دور و نزدیک سے طالبان علم دین اس دینی درسگاہ میں جوق در جوق آنے لگے اور زیور تعلیم سے جھولیاں بھر کر لے جانے لگے۔

علی گڑھ میں قیام کے دوران تدریسی خدمات کے انجام دینے کے ساتھ ساتھ سرکاری ملازمت بھی اختیار کی۔ پید منصف و مفتی کے عہدے پر فائز ہوئے اور کچھ ہی عرصے کے بعد صدر امین کی حیثیت میں بریلی تبادلو ہو گیا۔ سرکاری ملازمت کے ساتھ ساتھ بریلی میں بھی ترویج و اشاعت علم دین میں منہمک رہے۔ آپ کی علمی اور دینی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے نواب حبیب الرحمن شردانی لکھتے ہیں:

وہ وہاں (بریلی) کے ملازمہ میں قاضی عبد المجید صاحب قاضی شہر اور مولوی فدا حسین منصف شامل تھے۔ بڑا ہازا مرہ نواب عبدالعزیز خاں کو (باوجود اس کی آزاد نشی و صاحبزادگی) پڑھا دینا تھا۔ نواب صاحب نواب رحمت خان حافظ الملک شہید مرحوم کے پوتے تھے: "۱۰"

۱۸۵۵ء میں بریلی میں سرکاری سرپرستی سے قائم ہونے والے کتب خانے کی مجلس انتظامیہ میں آپ کو آپ کے علمی مقام و مرتبہ کے پیش نظر رکن منتخب کیا گیا۔

۱۰ "اشاد العلماء" ص ۱۱ - مطبوعہ مکتبہ قادریہ ناہور ۱۰ "اشاد العلماء" ص ۹

۱۱ "عمدۃ الخبار بحوالہ معارف" ج ۶۹ ش ۲ بحوالہ تذکرہ مصنفین و درس نظامی ص ۱۷۸

جو اس دور میں آپ کے لیے ایک بڑا اعزاز تھا۔ بریلی ہی میں ترقی پا کر اگرہ کے صدر الصدور مقرر ہوئے۔

علامہ مفتی عنایت احمد کا کوروی صدر الصدور کے عہدے پر ترقی حاصل کر کے اگرہ جانے والے ہی تھے کہ جنگ آزادی کے شعلے بھڑک اٹھے۔ غیر ملکی تاجروں کے روپ میں آنے والے برطانوی سامراج کے خلاف متحدہ ہندوستان کی تمام اقوام نے علم بغاوت بلند کیا۔ نظام حکومت کے درہم برہم ہوجانے اور عام افراتفری کے باعث آپ اگرہ نہ جاسکے البتہ بریلی اور رامپور میں قیام کیا اور جنگ آزادی میں لڑنے والے بریلی کے مجاہدین آزادی کے ساتھ معرکوں میں بھرپور حصہ لیا۔ میا عبد الرشید نے اپنے ایک مضمون میں آپ کے جہاد آزادی میں اہم کردار کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔
 آپ بریلی میں نواب بہادر خاں کی زیر قیادت جہاد حریت کی تنظیم کے لیے سرگرم عمل رہے۔ ان دنوں روہیل کھنڈ بریلی مجاہدین آزادی کا اہم مرکز تھا اور مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے جہاد مولانا رضا علی خاں اس تحریک کے قائدین میں سے تھے۔ مفتی عنایت احمد نے مجاہدین کی تنظیم پر ہی اکتفا نہ کی بلکہ نواب بہادر خاں کے دست راست کی حیثیت میں مختلف معرکوں میں عملی حصہ بھی لیا۔ لے
 پروفیسر ڈاکٹر محمد الوب قادری نے آپ کے اس تاریخی ساز کردار کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

”بریلی میں تحریک ۱۸۵۷ء کے شروع ہوتے ہی انگریزوں کے خلاف وہاں بڑا جوش و جذبہ تھا اور بڑے خاص انداز سے تیاریاں جاری تھیں۔ قائدین تحریک حالات کا بالکل اندازہ نہیں ہونے دیتے تھے۔ انقلاب سے پہلے بریلی میں اس تحریک کے دو ممتاز کارکن موجود تھے، امام المجاہدین مولوی سرفراز علی

لے ترجمان اہل سنت (جنگ آزادی ۱۸۵۷ء ص ۱۱۸)

اور دوسرے مفتی عنایت احمد کا کو روئی لے۔

۱۸۵۷ء کی تحریک آزادی بعض وجوہ کی بنا پر کامیاب نہ ہو سکی البتہ فرنگی سامراج کو براہ راست اقتدار حاصل ہو گیا۔ تحریک کے مجاہدین کے خلاف انتقامی کارروائیوں کا آغاز ہوا۔ مفتی صاحب کا فتویٰ برائے فراہمی مالیات برائے مجاہدین انگریزوں کے ہاتھ لگ گیا۔ چنانچہ بغاوت کے الزام میں آپ پر مقدمہ چلایا گیا اور اس طرح بطل حریت مفتی عنایت احمد کا کو روئی کو جس دوام کی منزا سنا کر جزیرہ انڈیمان میں بھیج دیا گیا۔

جنگ آزادی ہند کے اس نامور مجاہد نے آزاد و خود مختار وطن کا خواب دیکھنے کے "جرم عظیم" میں جزیرہ انڈیمان میں عمر کا ایک بڑا حصہ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتے ہوئے گزارا۔ آپ کے ایک ساتھی علامہ فضل حق خیر آبادی نے انڈیمان کی آب و ہوا اور ماحول کی تصویر ان الفاظ میں پیش کی ہے۔

"انڈیمان کی نسیم صبح بھی گرم و تیز ہوا سے زیادہ سخت اور اس کی نعمت زہرِ لالہ سے زیادہ مضر تھی۔ اس کی غذا حنظل سے زیادہ کڑوی، اس کا پانی سانپوں کے زہر سے بڑھ کر ضرر رساں، اس کا آسمان غموں کی بارش کرنے والا، اس کی زمین آبلہ دار، اس کے سنگریزے بدن کی پھنسیاں اور اس کی ہوا ذلت و خواری کی وجہ سے پیڑھی چلنے والی تھی۔ ہر کو ٹھڑی پر چھیر تھا جس میں رنج و مرض بھرا ہوا تھا۔ میری آنکھوں کی طرح اس کی چھتیں ٹپکتی تھیں۔ ہوا بدبو دار اور بیماریوں کا مخزن تھی۔" یہ وہ موسمی کیفیت اور ماحول تھا جس میں اگر کچھ مبالغہ بھی تسلیم کر لیا جائے تب

۱۔ "جنگ آزادی ۱۸۵۷ء" ص ۱۱۸

۲۔ "باغی ہندوستان" (ترجمہ عبد اللہ بن علی شردانی) ص ۲۹۲

بھی قید و بند کی زندگی اور وہ بھی جزیرہ انڈیمان میں اس سے کیا کم ہوگی۔ اس ماحول میں مفتی عنایت احمد کاکوروی نہ معلوم کن کن امراض جسمانی میں مبتلا ہوئے ہوں گے لیکن ان کے رفقاء میں علامہ فضل حق خیر آبادی، مفتی مظہر کریم، مفتی سید احمد بریلوی اور مولوی ایوب کیفی جیسی نابغہ روزگار شخصیات شامل تھیں اس لیے یہ قید خانہ بھی مرکز علم و ادب بن گیا۔ علامہ فضل حق خیر آبادی کی "الثورة الهندية" (باعنی ہندوستان) اور قصائد فتنہ ہند" اسی دور کی یادگار ہیں۔ مفتی مظہر کریم نے "مرآة الاطلاع" کا اردو ترجمہ کیا اور مفتی صاحب نے کلام مجید حفظ کرنے کے ساتھ ساتھ بہارت کے موضوع "تواریخ حبیب الہ" خانم امیر خان نیو ڈاکٹر انڈیمان کی فرمائش پر تحریر کی۔ کتاب کا سبب تالیف بیان کرتے ہوئے ایک جگہ لکھتے ہیں:

در راقم الحروف نیزنگ تقدیر سے فی الحال جزیرہ بلرانڈ من میں واروے اور کوئی کتاب کسی طرح کی اپنے پاس نہیں رکھتا۔ پاس خاطر شفیق و غمگنا و مصدر عنایات بر حال ناز حکیم امیر خان صاحب نیو ڈاکٹر کے یہ سالہ "تواریخ حبیب الہ" (صلی اللہ علیہ وسلم) ۱۲۷۵ھ میں لکھا ہے اور

تاریخی نام اس کا تواریخ حبیب الہ ہے" لے

یہ کتاب مفتی صاحب نے محض اپنی یادداشت کے بل بوتے پر تحریر کی۔ وطن واپس آکر اصل ماخذ سے ملایا تو اس میں کوئی فرق نہ تھا۔ اردو زبان میں سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر ایک اعلیٰ درجے کی کتاب ہے۔ "تواریخ حبیب الہ" کے علاوہ آپ نے انہی ایام اسیری میں علم الصیغہ کے نام سے عربی صرف کے موضوع پر ایک گرانقدر رسالہ ۱۲۷۶ھ میں ترتیب دیا۔ اس رسالے کا سبب تالیف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اے رسالہ الیت در علم صرف کہ پاس خاطر شفیق محسن مجمع محاسن حافظ وزیر علی صاحب بجزیرہ انڈیمان بمعرض تحریر درآمد و رد و تحیر و رآں جزیرہ

از نیرنگ تقدیر بودہ و کتاب از بیچ علم نزد خود نداشت لہ "
 مفتحہ ۵۰ احب نے انہی ایام اسارت میں ایک انگریز کی فرمائش پر عربی کی
 یم باب تقویم البلدان کا اردو ترجمہ بھی کیا جو دو سال کی مدت میں مکمل ہوا اور
 یہی ترجمہ آپ کی رہائی کا باعث بنا لہ

۱۲۷۷ھ میں تقویم البلدان کے اردو ترجمے کے صلے میں چار سالہ قید نیرنگ سے
 رہائی نصیب ہوئی۔ اندھیمان سے واپسی پر اپنی بیش قیمت کتب و رسائل کے علاوہ علامہ
 فضل حق خیر آبادی کے رسائل التورۃ الہندیہ " اور قلنہ الہند " بھی ساتھ لائے اور
 آپ کے نامور فرزند مولانا عبدالحق کے سپرد کیے گئے۔ اس طرح یہ بیش قیمت تاریخی
 نوادرات جن سے جنگ آزادی میں علمائے دین کے عدیم النظیر کردار پر روشنی پڑتی
 ہے اور اس جنگ کے مقاصد و نتائج کو سمجھنے میں خاصی مدد ملتی ہے محفوظ ہو گئے۔ آپ
 کے شاگرد رشید اور نامور عالم دین حضرت مولانا لطف اللہ علی گڑھی نے اس پر مسرت
 موقع پر تاریخ کہی اور خود کا کوری پہنچ کر پیش کی۔

چول بفضل خالق ارض و سما | استاد مہشذ ز قید غم رہا
 بہر تاریخ خلاص آنجناب | بزوشتم "ان استاذی نجاہ
 بعض روایات کے مطابق رہائی کے بعد حکومت نے بجالی ملازمت اور
 صدر الصدور کے منصب پر ترقی دینے کی پیشکش کی جسے ان کی غیرت ملی نے قبول
 نہ کیا۔ سرکاری افسر کے زیادہ مجبور کرنے پر بادل نخواستہ یہ پروانہ ملازمت لے لیا

- ۱ "علم الصیغہ" ص ۲
 ۲ "استاذ العلماء" ص ۱۴
 ۳ "باغی ہندوستان" ص ۱۵۴ جنگ آزادی، ۱۸۵۷ء ص ۳۸
 ۴ "استاذ العلماء" ص ۱۴

لیکن حج کے لیے جہاز پر سوار ہو کر اس کو مسکراتے ہوئے پھاڑ کر اسے ہمیشہ کے لیے سمندر کی لہروں کے سپرد کر دیا۔

علامہ مفتی عنایت احمد کاکوروی نے وطن واپس آکر کراچی میں مستقل قیام کیا اور یہیں ۱۲۷۷ھ / ۱۸۶۰ء میں فیض عام کے نام سے ایک دینی مدرسے کی بنیاد رکھی اور پھر سے زندگی کے تلخ ترین ایام اسارت گزارنے کے بعد اشاعتِ علم دین میں مصروف ہو گئے۔ مفتی صاحب علم دین کی اشاعت اور اسلامی علوم و فنون کی ترویج کے ساتھ کس قسم کے افراد تیار کرنا چاہتے تھے گورنمنٹ نیشنل کالج کراچی کے مجلہ علم و آگہی کے خصوصی شمارے "ادارے" میں اس کا ذکر ان الفاظ کے ساتھ کیا گیا ہے۔

” اس زمانے میں مفتی صاحب کی ساری توجہ مدرسہ فیض عام کی ترقی اور اور اسلامی علوم و فنون میں کامل تعلیم و تربیت سے مزین ایسے افراد کی تیاری پر مرکوز تھی جو سائنٹیفک بنیادوں پر مختلف میدانوں میں اسلام اور ملت اسلامیہ کی خدمات سرانجام دے سکیں۔“

اپنے اس مقصد کے حصول کے لیے مفتی صاحب نے جس خصوصی انہماک اور محنت کا مظاہرہ کیا تاریخ میں اس کی کم ہی مثالیں ملتی ہیں۔ یہ آپ ہی کے حسنِ سیرت اور حسنِ اخلاق کا فیضان تھا کہ اس مدرسے میں ترقی کے نامور علماء اور آپ کے شاگرد و تلمیذ تدریس سے وابستہ ہو گئے۔ چنانچہ دیکھتے ہی دیکھتے مولوی سید حسین شاہ، واصف بخاری، مولانا لطف اللہ علی گڑھی، نواب عبدالعزیز اور مولوی سید عمر زیدین شکارپوری نے اپنے استاد محترم کے سلسلے تدریسی فرائض انجام دینے شروع کیے۔

۱۔ "مسار" ج ۶۹ ش ۳ بحوالہ تذکرہ مصنفین درس نظامی ص ۱۸۱

۲۔ "علم و آگہی" (۱۹۷۴-۷۵) ص ۲۳۳

مولف "استاذ العلماء" لکھتے ہیں :

» مفتی صاحب شاگردوں کی بہاریں دیکھ دیکھ کر باغ باغ ہوتے تھے۔
 بالآخر مولوی سید حسین شاہ صاحب کو مدرس اول اور مولوی لطف اللہ صاحب کو
 مدرس ثانی مقرر فرما کر حج کو روانہ ہو گئے یہ

مفتی صاحب مرحوم کا قائم کیا ہوا یہ مدرسہ "مدرسہ فیض عام" فیض عام اسٹریٹ
 کالج کی شکل اختیار کر چکا ہے ۔

حج بیت اللہ اور زیارت روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش مفتی صاحب
 کے دل میں ایک عرصے سے چل رہی تھی۔ جس کا اظہار اپنی کتاب "علم الصیغہ" میں
 ایک جگہ ان الفاظ کے ساتھ کرتے ہیں۔

» حقیر گناہگار سیاہ تبار از مکاہ ذبیوہ بر آوردہ۔ عافیت تامہ عنایت
 فرمودہ۔ بر آستانہ خود آستانہ حبیب خود برساند " لہ

مفتی صاحب کی یہ دیرینہ خواہش ۱۲۷۹ھ / ۱۸۶۲ء میں پوری ہوئی اور
 آپ حج حرمین شریفین کے لیے روانہ ہوئے۔ قافلے کا امیر بھی آپ ہی کو منتخب
 کیا گیا۔ جہاز مسزین حجاز میں پہنچ کر جدہ کے قریب ناموافق آب ہوا کی وجہ سے
 جھٹک گیا اور ایک چٹان سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گیا۔ آفتاب شریعت و امتیاز
 طہ لقیق بطلان حریت حضرت علامہ مفتی عنایت احمد کاوردی بحالت نماز احرام باندھے
 ہوئے سمندر کی لہروں کی نذر ہو کر مرتبہ شہادت سے سرفراز ہوئے۔ یہ حادثہ ناچھ
 ہوا

لہ "استاذ العلماء" ص ۱۴

لہ "تذکرہ مصنفین درس نظامی ص ۱۴۱

لہ "علم الصیغہ" ص ۱۰۰

۱۷ سوال ۱۲۹: ۱۷/۱۷ اپریل ۱۸۶۳ء کو پیش آیا جب آپ کی عمر صرف ۵۲ سال تھی یہ

حضرت علامہ مفتی عنایت احمد کاکوروی کی تمام تر حیات مستعار تبلیغ و اشاعتِ علمِ دین سے عبارت ہے۔ آپ نے جہاں بہت سی کتب و رسائل کے ذریعے علمِ دین کی ترویج و اشاعت میں حصہ لیا وہاں آپ نے عملی میدان میں جہادِ آزادی میں بھی بھرپور حصہ لیا جس کی "صلے" میں چار سال تک حسرت انڈیمان میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ علی گڑھ کے قیام سے لے کر درستہ فیض عام کاپور تک کی تاریخ کا مطالعہ نشی صاحب کی جہد مسلسل کی گواہی دیتا ہے۔ وہ جہاں اشاعتِ دین میں سرگرم رہے وہاں انہوں نے عام مسلمانوں کی اصلاح و ترقی اور فکر و نظر میں وسعت پیدا کرنے کے سلسلہ میں بھی بہت سا کام کیا۔ بریلی میں قیام کے دوران "حلبہ تائید دین متین" کے نام سے ایک اصلاحی ادارہ قائم کیا جس نے عام مسلمانوں کی معاشرتی اصلاح کے لیے بہت سی خدمات سر انجام دیں۔ مولف "جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء" نے آپ کی ان خدمات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

"مفتی صاحب نے اپنی صلہ میں بریلی میں دینی لٹریچر کی نشر و اشاعت کے لیے ایک انجمن کی بھی تشکیل کی تھی جس میں بریلی، بدایوں، پٹی پتہ مراد آباد، آلولہ، امر وہہ وغیرہ کے ائمہ و شرفاء کی امدادی رقوم سے لٹریچر تیار کر کے تقسیم کیا جاتا تھا اور زیادہ تر یہ کتابیں مفتی عنایت احمد کاکوروی کی تالیف ہوتی تھیں۔ یہ کتابیں اصلاحی اور تبلیغی تھیں اور حقیقت یہ ہے کہ جنگِ آزادی سے پہلے ہندوستان کے مسلمانوں کی سب سے پہلی یہ

۱ "استاذ العلماء" ص ۱۵، "جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء" ص ۲۲۸، "چاندیہ الزماں" ص ۱۸، "مہر منیر" ص ۷۴۔

حضرت علامہ مفتی عنایت احمد کا کوروی علم و فضل کے بحر بے کنار تھے! ایم
اسیری میں بھی تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری رہا۔ آپ کی یادداشت کس قدر تیز
تھی اس کا اندازہ تواریخ حبیب الہ سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے جو آپ نے محض اپنی
یادداشت اور حافظے کے بل بوتے پر تحریر کی تھی لیکن وطن واپس آکر جب اصل ماخذ
سے منے رکھے تو اس میں سرموفرق نہ تھا۔ عربی زبان میں آپ کی مہارت تامہ کا
اندازہ ان کتب سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے جن کا آپ نے اردو ترجمہ کر کے اردو نثر
میں گرا قدر اضافہ کیا۔ عربی سے آپ کی گہری واقفیت کے سلسلے میں آپ کی نامکمل
تالیف "لوامع العلوم و اسرار العلوم" کا ذکر کیا جاسکتا ہے جس میں چالیس مختلف
علوم و فنون کا خلاصہ پیش کرنا مقصود تھا اور تمام کتاب کو بے نقط حروف میں
لکھنا۔ لیکن زندگی نے وفانہ کی اس لیے اسے مکمل نہ کر سکے۔ حج کے سفر میں اصل
مسودہ بھی ساتھ لے گئے تھے اس لیے یہ نامکمل مسودہ بھی سمندر کی لہروں کی نذر
ہو گیا۔

علم مہیت و مہندسہ میں آپ کی مہارت تامہ کے سلسلے میں آپ کی تصنیف
مواقع النجوم کو پیش کیا جاسکتا ہے جس کا موضوع مہیت جدید (نیشا غورس) تھا
جسے مہیت کے ماہر انگریزوں نے بھی تحسین کی نظروں سے دیکھا ہے۔
اسلامی علوم جن میں قرآن و حدیث، فقہ و تفسیر شامل ہیں میں آپ کی مہارت
کلیہ کے لیے آپ کی دوسری کتب رسائل کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ جن کی تعداد موجود
تحقیق کے مطابق بیس سے زائد ہے۔ آپ کے کمالات علمیہ کے ساتھ ساتھ آپ کی
برحبتہ گوئی اور ذوق شعری کے بھی بے شمار واقعات ملتے ہیں۔

۱۔ "جنگ آزادی ۱۸۵۷ء" ص ۱۱۸، علم و آگہی (۱۹۴۰-۵۰) ص ۳۳۳

”معارف، جلد ۶۹ شماره ۳ سے ایک واقعہ مولفؒ تذکرہ مصنفین درس نظامی“
نے ان الفاظ میں نقل کیا ہے:

” ایک دفعہ کچھ افراد بیٹھے اس مصرعہ کی خوبی سے لطف اٹھا رہے تھے
اور گرہ لگانے کی فکر میں غلطیاں تھے

سحر برجا ستم از خواب و بوسیدم در خود را
اتنے میں مفتی صاحب تشریف لے آئے۔ انہوں نے مصرعہ سن کر
فی البدیہہ پہلا مصرع لگا کر شعر مکمل کر دیا۔

بر بخت و خواب دیدم بر در خود و لبر خود را
سحر برجا ستم از خواب و بوسیدم در خود را ۴۱

حضرت علامہ مفتی عنایت احمد کاکوروی کثیر التصانیف مصنف تھے آپ
کی کتابیں جہاں اردو شکر کا ایک بیش قیمت سرمایہ ہیں وہاں ان کے موضوعات میں
خاصاتنوع اور رنگارنگی بھی پائی جاتی ہے۔ آپ کے منفرد اسلوب تحریر کا ذکر
کرتے ہوئے نواب محمد حلیب الرحمن شروانی لکھتے ہیں:

وہ اردو میں بہت سے مفید عام رسالے جن کے نام عموماً بے تکلف اور تالیخی
ہیں۔ عام مولویوں کی روش کے خلاف ان رسالوں کی زبان صاف اور محاورہ
ہے۔ مضامین عملی اور اخلاقی ہیں۔ اس زمانہ کی مقبول عام روش سے بچ کر
پیرائے بیان ایسا اختیار کیا ہے جو دلنشین ہے و پذیر ہے۔ ہنگامہ آرائی سے
پاک ہے۔ خلاصہ یہ کہ مصری کی ڈلیاں بھڑوں کے چھتے میں نہیں لکھی ہیں،
آپ کی ان کتب کے علمی اور تحقیقی ہونے کے سلسلے میں اتنا عرض کرنا ہی کافی

۱۸۲ ص ۱۸۲

۱۸۳ ص ۱۵ -

ہے کہ آج تک کسی بھی کتاب پر کسی بھی عالم اور مصنف نے اعتراض کے طور پر قلم نہیں اٹھایا بلکہ آپ کی ان شاہکار کتابوں کے بعض مؤلفین نے جا بجا حوالے دے کر اپنی تصانیف کی قدر و قیمت میں اضافہ کیا ہے۔ یہ آپ کی کچھ کتابوں کو عہد حاضر کے بعض علماء نے نام کی تبدیلی اور مواد کے معمولی رد و بدل کے ساتھ اپنے نام سے بھی شائع کرایا ہے۔ یہ آپ کی تمام تصانیف کے نام تاریخی ہیں:

- (۱) علم الفرائض (۲) ملخصات الحساب (۳) تصدیق المسیح
- (۴) الکلام المبین فی آیات رحمة العالمین (۵) ضمان الفردوس
- (۶) رسالہ در مذمت میلہ ہا (۷) بیان شب قدر (۸) محاسن العمل
- الافضل (در بیان نماز) (۹) ہدایت الاضاحی (۱۰) فضائل درود و سلام
- (۱۱) الدر الفریدی فی مسائل الصیام والقیام والعیہ (۱۲) احادیث الجیب المتبرکہ
- (۱۳) تواریخ جیب الہ (۱۴) حجتہ بہار (شرفاری بہ انداز گلستان)
- (۱۵) وظیفہ کریمیہ (۱۶) علم الصیغہ (۱۷) فضائل علم و علمائے دین (۱۸)
- ترجمہ تقویم البلدان (۱۹) نقشہ مواقع النجوم

مؤلف "استاذ العلماء" نے آپ کے ان تین کتابوں پر حواشی لکھنے کا ذکر بھی کیا ہے:

- (۲۰) شرح ہدایۃ الحکمتہ صدر شیرازی (۲۱) تصدیقات حمد اللہ
- (۲۲) شرح چمنغینی (۲۳) زینت القاری (۲۴) لوامع العلوم و سرار العلوم (مکمل)

۱۔ اس سلسلے میں مولانا اشرف علی تھانوی کی کتاب "نشر الطیب فی ذکر النبی الجیب" کو پیش کیا جا سکتا ہے۔

۲۔ یہاں کسی کی توہین مقصود نہیں محض یہ ظاہر کرنا کہ سچائی کو کسی طور چھپایا نہیں جا سکتا۔

۳۔ مرکزی مجلس صفا کی جانب سے دوبارہ شائع ہو رہی ہے

۴۔ مکتبہ مہریہ رضویہ دسکہ کی جانب سے دوبارہ شائع ہو رہی ہے۔ "استاذ اعجاز" ص ۱۵

۵۔ مسودہ سفر حج میں شہادت کے ساتھ ہی منائع ہو گیا تھا۔

علامہ منشی غنایت احمد کلکتہ میں کے تھانہ کی خیریت بنانا بدلتا نو۔ ایک
 موصداغ معنی ہے۔ آپ نے علی گڑھ اور کانپور کے مدرسوں کے علاوہ سرکاری
 ذمہ کے دوران بھی علم و ادب کی شمع کو فروزاں رکھا۔ آپ کے ایک شاگرد مولانا سید
 حسین شاہ بخاری نے ہدایہ کی تعلیم آپ سے اس وقت حاصل کی جب آپ مفتی منصف
 کے عہدے پر علی گڑھ میں فائز تھے۔ شاہ صاحب مولانا کے طریق تدریس کا ذکر کرتے
 ہوئے کہا کرتے تھے:

” مفتی صاحب مجھ کو ہدایہ اجلاس میں پڑھاتے۔ میں حاضر رہتا جب دوران
 مقدمہ فرصت ملتی اشارہ ہوتا، میں پڑھنا شروع کر دیتا۔ اسی اشارہ میں پھر
 کام میں مصروف ہو جاتے۔ باوجود اس کے ایسا پڑھایا کہ ساری عمر اس کی
 یاد رہی یہ

مورخین آپ کے جن شاگردوں کے نام تاریخ میں درج کر سکے ہیں ان میں مولانا
 وحید الزماں، مولانا مفتی لطف اللہ علی گڑھی، مولوی سید حسین شاہ بخاری مصنف
 ”خلعتہ الہنود“ نواب عبدالعزیز خاں، مولوی سید عزیز الدین شکار پوری، قاضی عبدالجمیل اور
 مولوی فدا حسین شامل ہیں۔

حضرت علامہ مفتی غنایت احمد کا کوڑی کے علم و فضل، سیر و کردار اور کارہائے
 نمایاں کا ہر دور میں اعتراف کیا گیا ہے چنانچہ مور اہل قلم اور صاحبان علم و فضل کی
 آراء یہاں پیش کی جاتی ہیں:

۱۔ ”استاذ العلماء“ ص ۱۲

۲۔ آپ کی سوانح ”حیات وحید الزماں“ کے نام سے شائع ہو چکی ہے۔

۳۔ آپ کی سوانح ”استاذ العلماء“ کے نام سے حال ہی میں مکتبہ قادیان لاہور نے دوبارہ شائع کی ہے۔

۴۔ ”استاذ العلماء“ ص ۱۴۔ حیات وحید الزماں ص ۱۹۔ مہر منیر ص ۷۳

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مولانا شاہ احمد رضا خاں آپ کے علم و فضل اور شخصیت و کردار کے کس قدر معترف تھے اس کا اندازہ اس عبارت سے لگایا جاسکتا ہے جسے مولف "استاذ العہد" نے ان الفاظ کے ساتھ درج کیا ہے :

اس موقع پر جو رسالہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے پیش کیا تھا اس میں مفتی عنایت احمد کاکوری صاحب، مولوی لطف اللہ صاحب اور مولوی احمد حسن صاحب کی بڑی شاندار الفاظ میں مدح و ثناء کی تھی یہ

ممتاز مؤرخ محمد علی حیدر نے اپنی تالیف "تذکرہ مشاہیر کاکوری" میں ان الفاظ کے ذریعے آپ کی ہمہ گیر شخصیت کا احاطہ کیا ہے :

"یہ نہایت ہی متقی و متورع و متبحر فاضل تھے۔ علمکار با نیتین میں شمار کیے جاتے تھے۔"

مولف تذکرہ مشاہیر کاکوری کے بقول آپ کی علم ہیئت کے موضوع پر کتاب "نقشہ مواقع النجوم" کی تالیف کے صلے میں آپ کو حکومت وقت کی طرف سے خاں بہادر کا خطاب دیا گیا تھا۔

لیکن اس واہیت کی تصدیق کسی دوسرے ماخذ سے نہیں ہوتی۔ ویسے بھی علمی خدمات کے اعتراف میں شمس العلماء یا ایسا ہی کوئی خطاب ملنا چاہیے تھا۔ خان بہادر کا خطاب سن ۱۳۰۵ء کے لیے نہیں دیا جاتا تھا۔

مولانا فیض احمد فیض کاکوری آپ کی شخصیت و کردار کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"آپ ایک اعلیٰ پایہ کے منصف و مدرس ہونے کے ساتھ ساتھ بہت بڑے تہذیب و مجاہد بھی تھے۔"

جناب عبدالشاد خاں شروانی مترجم "التورۃ البندیہ" دہلی ہندوستان، آپ کی تالیفات

"تواریخ حبیب الہ" اور "علم الصیغہ" کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"ان دونوں کتابوں کے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ ان حضرات کے سینے علم کے

سفینے بن گئے تھے۔ تاریخی یا دراشت، ترتیب واقعات، تواریخ، ضرب علوم

سبھی حیرت انگیز کرشمے دکھا رہے ہیں۔“
 پروفیسر ڈاکٹر محمد الوب قادری آپ کے حالات و تصانیف کا ذکر کرتے ہوئے آپ کے ایک
 لافانی شاہکار "تاریخ حبیب الہ" کے متعلق لکھتے ہیں:

” اردو زبان میں سیر مبارکہ پر شمالی ہند میں یہ پہلی قابل ذکر کتاب ہے۔“
 مولف ”سمنوراں کا کوری“ نے آپ کی عظیم شخصیت اور کارہائے نمایاں کا ذکر کرتے ہوئے
 لکھا ہے: ” ان اگرچہ شہید ہوئے لیکن آج بھی ان کا فیض جاری ہے۔ ان کی زندگی اس
 وعدہ کے مصداق تھی ہے ”صلو شہید کیا ہے تب تاب جاودانہ“ آئے
 دورِ حاضر کے قادر الکلام شاعر امیر البیان سہروردی نے بطل حریت مفتی عنایت احمد
 کاوردی کو شہرت عظیم پیش کرتے ہوئے جو منقبت لکھی ہے اس کے چند اشعار پیش کیے
 جلتے ہیں:

<p>جو رہا باطل کے ہر ظلم و ستم پر خندہ زن جس کی ٹھوکوں میں ہا تاج سلاطین زمین مرد میدان، قوت بازوئے حق باطل شکن زندگی سے کھیننے والا شہید بے کفن کاٹ ڈالے جس نے محکوموں کے زنجیر و سن ماحی کفر و ضلالت، حامی دین حسن اب بھی جس کی قبر پر بے سایہ ہے سایہ فلک</p>	<p>اللہ اللہ اس رنِ حق کے مسافر کا چلن وہ نشانِ عظمت اسلام، بطل حریت شیر دل بے باک، جرات آزما، جنگ آشنا موت کا رسیا، طلبگار شہادت، مرد حق جس نے بنیادیں ہلا دیں قصر استعمار کی کعبہ اہل صفا و قبلہ ارباب دین تادمِ آخر عنایت جس پر احمد کی رہی</p>
--	--

جس سے تاریخ جہاد حریت تابندہ ہے
 نام جس کا زندہ ہے جس کا عمل پائندہ ہے



۱۔ ”باعنی ہندوستان“ ص ۱۵۴۔ ۲۔ ”جنگ آزادی، ۱۸۵۷ء“۔ سمنوراں کا کوری ص ۲۶
 ۳۔ ”ترجمان اہل سنت“ (جنگ آزادی، ۱۸۵۷ء مہینہ) ص ۱۶۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 وَنُصِبِي عَلَى رَسُولِهِ

نہراں بہار احمد جناب رب العزت کو جس نے سب سے پہلے نور اپنے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیدا کیا اور سارے عالم کو اس نور سے ہویدا کیا اور درود نامہ و نثار جناب محبوب رب العالمین سید المرسلین جن کی ہدایت سے گشتگان بادیہ ضلالت راہ پر آئے اور ان کی آل و اصحاب پر جن کی سعی و کوشش سے دین قوی ہوا اور اکاسرہ اور قیصرہ تھرائے۔ بعد حمد اور صلوات کے کہتا ہے نیاز مند درگاہ رب الصمد المتعصم بذیل سید الانبیاء محمد عنایت احمد غفرلہ الاحد کہ مطلع ہونا احوال برکت اشمال جناب حبیب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر موجب سعادت و نہراں برکت سے جیسا کہ وارد ہے عِنْدَ ذِكْرِ اَوْلِيَاءِ اللّٰهِ تَنْزِيلُ الرَّحْمَةِ یعنی وقت ذکر اولیاء اللہ کے رحمت نازل ہوتی ہے۔ پس وقت ذکر سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت زیادہ رحمت نازل ہوتی ہے اور بھی خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي
 يُحِبُّكُمْ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ
 وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

یعنی کہہ اے محمد اگر دوست رکھتے ہو تم خدا کو تو میری راہ پر چلو اور میرے تابع ہونا کہ خدا تمہیں دوست رکھے تمہارے گناہ بخش دے اور اللہ بہت بخشنے والا ہے نہایت مہربان

(پ: ۳ - رکوع: ۱۲)

۱۔ اکاسر جمع ہے کسری کی معنی بادشاہ فارس ۱۲ لے جمع جمع ہے قیصر کی معنی بادشاہ روم ۱۳۔
 صلی اللہ علیہ وسلم۔

اور ظاہر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور آپ کے طریقہ پر چلنا بغیر اطلاع آپ کے حالات سے ممکن نہیں پس مطلع ہونا آپ کے حالات پر سبب سے بندے کے مقبول اور محبوب خدا ہونے کا اور سبب ہے گناہوں کے نختے جانے کا لہذا راقم حروف کہ نیرنگ تقدیر سے فی الحال جزیرہ پورٹ بلیر انڈین میں وارد ہے اور کوئی کتاب کسی طرح کی پاس اپنے نہیں رکھتا۔ پیاس خاطر شفیق عم گسار مصدر عنایت بر حال زار حکیم محمد امیر خان صاحب نیٹو ڈاکٹر کے یہ رسالہ بیان تواریخ حبیب الہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ۱۲۴۵ ہجری میں لکھتا ہے اور نام تاریخی اس کا تواریخ حبیب الہ ہے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (پ: ۱- رکوع: ۱۵)

”اے رب ہمارے قبول فرما ہم سے بیشک تو سننے والا دانابے۔“

یہ رسالہ مشتمل ہے تین باب اور ایک خاتمہ پر۔ باب اول میں حالات نور مبارک اور ولادت باسعادت اور طفولیت اور شباب اور آغاز نبوت سے تا ہجرت کا بیان ہے۔ باب دوم میں ہجرت سے تا وفات کے حالات کا بیان ہے۔ باب سوم میں حلیہ شریفیہ اور اخلاق کریمہ اور معجزات کا بیان ہے۔ خاتمہ میں شفاعت کبریٰ کا بیان ہے اور ہر باب کو فصلوں پر منقسم کیا ہے اور ہر حال کے شروع میں لفظ حال لکھ دیا ہے۔

۱۰ بعد از برکت جناب مستطاب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کتاب کے مؤلف نے اس بلا سے نجات پا کے وطن میں پہنچ کے سارے مضامین کتاب کے حرف بحرف احادیث معتبرہ سے تصدیق کر دیئے ۱۲

باب اول

احوال نور مبارک اور ولادت باسعادت اور طفولیت اور شباب
اور آغاز نبوت سے تا ہجرت کے بیان میں

فصل اول بیاحال نور مبارک میں تا ولادت باسعادت

حدیث میں وارد ہے اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللهُ نُورِيَّ لَعْنِي سَبَّ سَهْلَةَ اللهُ حَلَالَةَ
نے میرے نور کو پیدا کیا اور کتب اخبار میں وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے
آپ کے نور کو پیدا فرمایا اور سارے عالم کو اس نور سے جلوہ ظہور میں لایا۔ آسمان
اور زمین اور ستارے اور چاند اور سورج اور سب انبیاء اور اولیاء پر تو اسی
نور کے ہیں اور حقیقت محمدی سب کا منشا ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ آپ نے فرمایا میں پیغمبر تھا اس وقت میں کہ آدم پانی
اور مٹی میں تھے یعنی خدا تعالیٰ نے سب سے پہلے پیغمبری جناب محمد مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم کو عنایت کی اگرچہ ظہور آپ کا اس عالم میں سب سے بعد ہوا۔
بعد پیدائش آسمان و زمین وغیرہ کے جب خدا تعالیٰ کو منظور ہوا کہ زمین میں اپنا
ایک خلیفہ یعنی نائب رکھے اور زمین کو اس سے آباد کرے اور نور محمدی کی روشنی
دنیا میں پھیلا دے تب اللہ جل جلالہ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور نور محمدی
ان کی پیشانی میں چمکایا، پھر حضرت آدم علیہ السلام سے وہ نور منتقل ہوا طرف
شیعت علیہ السلام کے کہ اشرف اولاد آدم تھے اور بعد حضرت آدم علیہ السلام کے ان
کے جانشین اور پیغمبر ہوئے بعد ازاں وہ نور اصلا بے طاہرہ اور ارحامہ طیبہ میں
میں منتقل ہوتا چلا آیا یہاں تک کہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ (والد ماجد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

لہ اصلا بے طاہرہ و پستین پاک ارحامہ طیبہ شکم پاک مراد ہے کہ آپ کے سب باپ بھی
اور سب امیں بھی آپ کی پاک تھیں ۱۲۔

کو پہنچا۔ انبیاء میں سے حضرت ادریس اور حضرت نوح اور حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل علیہ السلام آپ کے اجداد میں ہیں اور ہمیشہ اجداد آپ کے بمرکت نور مبارک رئیس عظیم اور معظم اور مکرم رہے اور عظمت اور برکت اس نور کی ان کے چہروں سے ظاہر ہوتی تھی۔

حال | قصہ اصحاب فیل کی تعظیم کا عبدالمطلب | جب ابرہہ بادشاہ اصحاب فیل
جدّ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو | کا خانہ کعبہ کے منہدم کرنے کو مکہ

پر چڑھ آیا تھا عبدالمطلب جدّ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چند آدمی قریش کے ساتھ لے کے جبل بئرہ پر چڑھے۔ اس وقت نور مبارک عبدالمطلب کی پیشانی میں گول بطور ہلال کے نمودار ہو کے خوب درخشاں ہوا یہاں تک کہ شعاع اس کی خانہ کعبہ پر پڑی۔ عبدالمطلب نے یہ بات دیکھ کر قریش سے کہا کہ پھر چلو یہ نور اس طرح میری پیشانی میں جو چمکایا وہ دلیل اس بات کی ہے کہ ہم لوگ غالب ہیں گے اور عبدالمطلب کے اونٹ ابرہہ کے لشکر کے لوگ بکرا کر لے گئے۔ عبدالمطلب ان اونٹوں کو چھڑانے کو اس کے پاس گئے۔ ان کی صورت دیکھتے ہی بایں جہت کہ عظمت اور مہابت نور شریف کی ان کے چہرے سے نمایاں تھی، ان کی نہایت تعظیم کی اور سخت سے اتر بیٹھا اور ان کو اپنے برابر بٹھالیا اور ان سے پوچھا کہ کس مطلب کے لیے آئے ہو۔ انہوں نے اپنے اونٹوں کے واسطے کہا۔ اس نے فوراً حکم دلا دینے اونٹوں کا دیا اور کہا کہ تمہاری عزت اور عظمت میرے دل میں ایسی آئی ہے کہ اگر خانہ کعبہ کے محفوظ رکھنے کے واسطے تم کہتے تو میں اس کو منہدم نہ کرتا۔ عبدالمطلب نے کہا کہ اس گھر کا خدا آپ ہی اسے بچالیوے گا میرے کہنے کی حاجت نہیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جب لشکر اس

۱۔ علیہ السلام لے بفتح ثانی مثلثہ کسبائی موحده کئی پہاڑ ہیں۔ مکہ معظمہ میں کہ اضافت سے ان کی تمیز ہوتی ہے۔ بئر بئر الصنع بئر الزنجیر وغیرہ۔ کذا فی التاموس ۱۲۔

بادشاہ کا مع ہاتھیوں کے خانہ کعبہ کے ڈھانے کو چلا اللہ تعالیٰ نے طیر (پرندے) اباہل کو بھیجا کہ سارے لشکر کو کنکریوں سے ملاک اور تباہ کر دیا بالجملہ ایسی عظمت نوز مبارک کی تھی کہ بسبب اس کے بادشاہ ہیبت میں آجاتے تھے اور تعظیم و تکریم کرتے تھے۔

چاہ زمزم نکالنا عبدالمطلب کا اور
 عبدالمطلب نے خواب میں جبکہ چاہ زمزم
 کی دیکھی تھی۔ چاہ زمزم کی اصل تو حضرت
 حال ذبح ہونا آپ کے والد ماجد کا

اسمعیل علیہ السلام سے ہے، جب ان کی ماں ہاجرہ کو انہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام اس جنگل میں کہ بے آب دانہ تھا بحکم خدا چھوڑ گئے تھے اور مشک پانی کی اور تھوڑے چھوڑے دے گئے تھے بعد ختم ہو جانے پانی کے جب حضرت اسمعیل علیہ السلام بیقرار ہوئے تب حضرت جبریل علیہ السلام کے پر مارنے سے یہ پانی نکلا اور حضرت ہاجرہ نے اس کو گھیرا دیا تھا کہ صورت کنویں کی ہو گئی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اگر ہاجرہ پانی کو نہ گھیر دیتی تو سارا عالم اس کا پانی پیتا۔ بعد زمانہ اسمعیل علیہ السلام کے ایک مدت تک وہ کنواں رہا پھر ٹپ گیا تھا اور جگہ اس کی معلوم نہ تھی۔ عبدالمطلب نے خواب میں وہ جگہ دیکھ کے ارادہ کھودنے کا کیا، قریش مانع ہوئے اور لڑنے کو تیار ہوئے اور عبدالمطلب کا کوئی معین نہ تھا اور اولاد بھی ان کی ایسی نہ تھی جو کام آدے، صرف ان کا ایک بیٹا تھا وہ عبدالمطلب قریش سے لڑے اور بفضلہ تعالیٰ غالب آئے اور چاہ زمزم کھودنا شروع کیا اس دن بسبب نہ ہونے زیادہ اولاد عبدالمطلب کو رنج ہوا، تب انہوں نے منت کی کہ جو میرے دس بیٹے ہوں اور چاہ زمزم میں کھود کے نکالوں، ایک بیٹے کو قربانی کروں۔ خدائے تعالیٰ نے عبدالمطلب کو دس بیٹے دیئے اور چاہ زمزم بھی عبدالمطلب کے کھودنے سے نکل آیا تب انہوں نے چاہا کہ ایک بیٹے کو قربان کریں تعین کے لیے قرعہ ڈالا، عبد اللہ کا نام نکلا۔ عبدالمطلب عبد اللہ کا ہاتھ پکڑ کر قربانی کی جگہ لائے اور چاہا کہ قربان کریں سب قریش مانع ہوئے اور

عبداللہ سبب ہونے نور محمدی کے اُن کی پیشانی میں بہت خوبصورت تھے سبب انہیں چاہتے تھے۔ بھائی بھی نہیں چاہتے تھے کہ عبداللہ ذبح ہوں۔ ایک کامنڈ کے پاس اس قصہ کو لے گئے اس نے کہا کہ قرعہ اس طرح ڈالو کہ دس اڈمٹوں کا نام لکھو اور عبداللہ کا نام لکھو، اگر اڈمٹوں کا نام نہ نکلے تو دس اڈمٹ اور بڑھاؤ اور بڑھاتے جاؤ یہاں تک کہ اڈمٹوں کے نام پر قرعہ نکلے۔ عبدالمطلب نے ایسا ہی کیا ہر بار عبداللہ کا نام قرعہ میں نکلتا تھا یہاں تک کہ نوبت سوا اڈمٹوں کی پہنچی، تب اڈمٹوں کا نام نکلا۔ عبدالمطلب اڈمٹوں کو قربان کر کے نذر سے ادا ہوئے۔ حدیث میں جو آیا ہے اَنَا بِنُ الذَّبِيحِينَ میں بیٹا دو ذبیحوں کا ہوں ایک ذبیح سے مراد حضرت اسمعیل ہیں اور دوسرے سے عبداللہ والد ماجد آپ کے۔

حال۔ قصہ آپ کے حمل میں رہنے کا

جب نوراً حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عبداللہ سے منتقل ہو کر پاس آمنہ والدہ

ماجدہ آپ کی کے آیا اور آپ حمل سے ہوئیں بہت خیر و برکت اس سال میں شامل حال قریش کے ہوئی۔ قحط دفع ہوا، مینہ برسنا، زمین سرسبز ہوئی حتیٰ کہ قریش نے اس سال کا نام سنۃ الفتح "والا بتجاج رکھا یعنی سال فتح اور خوشی کا! اور دو مہینے حمل پر گزرے تھے کہ عبداللہ آپ کے والد کا مدینہ میں انتقال ہوا، شام کو قافلہ قریش کے ساتھ تجارت کو گئے تھے۔ وہاں سے پھرتے ہوئے مدینہ میں اپنے ماموں کے پاس بیمار ہو کے ٹھہر گئے تھے کہ وفات پائی۔ ایام حمل میں آپ کی والدہ شریفیہ کو کوئی تکلیف اور گرانی جیسے حمل والی عورتوں کو معادوم ہوتی ہے۔۔۔۔۔ معلوم نہیں ہوئی اور ان ہی ایام میں آپ کی والدہ ماجدہ نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ تیرے حمل میں ایسا شخص ہے کہ نہ دربار سے عالم کا جب پیدا ہو نام اس کا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھو اور بوقت ولادت آپ کے یہ آپ کی والدہ ماجدہ نے خواب میں دیکھا کہ ایک نوراًن سے نکلا جس سے انہیں مکاناتا شام کے نظر پڑے۔ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں دُعا ہوں ابراہیم

کی اور بشارت عیسیٰ کی اور جو دیکھا میری ماں نے سو ان کے دیکھنے سے یہی نور مراد ہے اور دعائے ابراہیم سے وہ مراد ہے جو سورہ بقرہ میں مذکور ہے :

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا
 مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ
 الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ
 أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ - (پ: ۱۵: ۱۵)

(ترجمہ) اے رب ہمارے اور قائم کر ان میں
 اپنا پیغمبر ان میں سے کہ پڑھے ان پر تیری آیتیں
 اور سکھائے انہیں کو کتاب اور پاکیزہ کرے انہیں
 بیشک تو ہے زبردست حکمت والا۔

جب حضرت ابراہیم اور اسمعیل نے خانہ کعبہ مکہ میں بنایا بعد فراغت کے اس کی بنا سے یہ دعائیں تھی اور بشارت عیسیٰ علیہ السلام سے وہ بشارت مراد ہے جو انجیل میں ہے اور سورہ صفت میں اس کا ذکر آیا

وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِيهِمْ
 مِنْ بَدْيِ اسْمَاءِ أَحْمَدٍ -

خوشخبری دینے والا ہوں ایک پیغمبر کی کہ آویں گے
 بعد میرے کہ نام ان کا احمد ہے۔

پ: ۲۸: ۹۷

میں ہے۔

فصل دوسری بیان ولادت باسعادت میں

بارہویں تاریخ ربیع الاول کی اسی سال میں جس میں قصہ اصحاب قبل واقع ہوا تھا بروز دو شنبہ بوقت صبح صادق جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اور سارا عالم آپ کے نور سے روشن ہوا اور بہت سے عجائب و خوارق اس رات ظہور میں آئے۔ از انجملہ یہ کہ فاطمہ بنت عبد اللہ والدہ عثمان بن ابی العاص نے بیان کیا کہ شب ولادت باسعادت میں میں پانچ آمنہ والدہ ماجدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھی۔ میں نے دیکھا ستارے آسمان سے لٹک آئے

لے معجزہ۔

تھے اور زمین حرم سے ایسا قریب ہو گئے تھے کہ گمان ہوتا تھا زمین پر گر پڑیں گے اور از انجملہ یہ کہ سارے بت روئے زمین کے اس وقت منرگوں ہو گئے اور یہ بات سوائے اہل اسلام کے زردشتیوں کی تاریخ میں بھی لکھی ہے۔ زردشتی مجوسی ہیں کہ زروشت کو پنجم جانتے ہیں۔ اور از انجملہ یہ کہ آگ فارس کی گبران آتش پرست نے باہتمام تمام ہزار برس سے روشن کر رکھی تھی بچھ گئی اور از انجملہ یہ کہ نوشیرواں بادشاہ فارس کا ایوان زلزلے میں آیا اور چودہ کنگرے اس کے گر پڑے۔

انکتہ عجیبہ متعلقہ معجزات و لاوت شریفہ | انکتہ ستاروں کے متصل ہونے میں زمین سے اشارہ اس بات کی طرف تھا کہ سب انوار زمین کی طرف بسبب آپ کی ولاد کے متوجہ ہوئے اور زمین روشنی سے مالا مال ہو جائے گی اور بتوں کا منرگوں ہونا اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ بسبب اس مولود مسعود کے بت پرستی موقوف ہو جائے گی اور آگ کا بچھ جانا اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ آتش پرستی بسبب آپ کے باطل ہو جائے گی اور نوشیرواں کے محل میں زلزلہ آنا اور چودہ کنگروں کا گزنا اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ سلطنت خاندان نوشیرواں کی کہ آتش زمانہ میں اتنی بڑی سلطنت زمین پر کوئی نہ تھی جاتی رہے گی اور چودہ بادشاہ اس کے خاندان میں ہوں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور سب ملک نوشیرواںیوں کا حضر عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں اہل اسلام کے تصرف میں آیا اور یزدگرد اس خاندان کا بادشاہ حضرت عثمان کے وقت میں ہلاک ہوا۔ پھر ان میں کوئی بادشاہ نہ ہوا۔

نکتہ لطیفہ | پیدائہ ہونا آپ کا بروز جمعہ یا ہلاہ رمضان یا اور کسی دن میں جو متبرک مشہور ہیں اس میں یہ نکتہ ہے کہ بات نہ کہی جاوے کہ آپ کو برکت دن اور مہینے سے حاصل ہوئی بلکہ ایسے دن اور مہینے میں پیدا ہوئے کہ اس کو برکت آپ کے بسبب ہوئی۔

ذکر محفل میلاد شریف | ماہ ربیع الاول روز دوشنبہ کو آپ کے بسبب سے شرف عظیم

حاصل ہوا۔ حرمین شریفین اور اکثر بلاد اسلام میں عادت ہے کہ ماہ ربیع الاول میں محفل میلاد شریف کرتے ہیں اور مسلمانوں کو مجتمع کر کے ذکر مولود شریف کرتے ہیں اور کثرت درود کی کرتے ہیں اور بطور دعوت کے کھانا یا شیرینی تقسیم کرتے ہیں سو یہ امر موجب برکات عظیمہ ہے اور سبب سے ازیاد محبت کا ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ بارہویں ربیع الاول کو مدینہ منورہ میں یہ محفل متبرک مسجد شریف میں ہوتی ہے اور مکہ معظمہ میں مکان ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے انوار دیکھا | شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے فیوض الحرمین میں لکھا ہے کہ میں حاضر ہوا اس مجلس میں جو مکہ معظمہ میں مکان مولد شریف میں تھی بارہویں ربیع الاول کو اور ذکر ولادت شریف اور خوارق عادات وقت ولادت کا پڑھا جاتا تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک بارگی کچھ انوار اس مجلس سے بلند ہوئے میں نے ان انوار میں تامل کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ انوار تھے ملائکہ کے جو ایسی محافل متبرکہ میں حاضر ہوا کرتے ہیں اور بھی انوار تھے رحمت الہی کے انتہی سو۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ بمقتضائے محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محفل شریف کیا کریں اور اس میں شریک ہوا کریں مگر شرط یہ ہے کہ یہ نیت خالص کیا کریں، ریا اور نمائش کو دخل نہ دیں اور بھی احوال صحیح اور معجزات کا حسب روایات معتبرہ بیان ہو کہ اکثر لوگ جو محفل میں فقط شعر خوانی پر اکتفا کرتے ہیں یا روایات و اہمہ نامعتبر سناتے ہیں خوب نہیں۔ اور بھی علما نے لکھا ہے کہ اس محفل میں ذکروفات شریف کا نہ چاہیے، اس لیے کہ یہ محفل واسطے خوشی میلاد شریف کے منعقد ہوتی ہے۔ ذکر غم جانکاہ اس میں محفل نازیبا ہے جو حرمین شریفین میں ہرگز عادت ذکر قصہ وفات کی نہیں ہے۔

فصل تیسری بیاحالِ رضا و دیگر حالاتِ زمانِ طفولیت میں

سات روز تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ اپنی والدہ ماجدہ کا پیا
بعد اس کے ثویبہ نے دودھ پلایا۔ ثویبہ لوزی ابو لہب کی تھی کہ ابو لہب نے
اُسے بوقت پہنچانے خبر ولادت شریف کے آزاد کیا تھا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابو لہب کو بعد موت
کے خواب میں دیکھا اور حال پوچھا، اس نے کہا کہ عذاب شدید میں مبتلا ہوں مگر
ہمیشہ شب و دن کو درمیان انگشت شہادت اور وسطی سے کہ اشارے سے
اُن کے میں نے ثویبہ کو بسبب پہنچانے بشارت ولادت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
کے آزاد کیا تھا کچھ پانی مجھے چوسنے کو مل جاتا ہے کہ اس سے ایک گونہ عذاب میں
تخفیف ہو جاتی ہے۔ علمائے محدثین نے بعد لکھنے اس روایت کے لکھا ہے کہ
جب ابو لہب سے کافر کو جس کی مذمت قرآن شریف میں تصریح وار ہے بسبب
خوشی ولادت شریف کے تخفیف عذاب ہوئی تو جو مسلمان خوشی ولادت شریف سے
ظاہر کرے خیال کرنا چاہیے کہ اس کو کیسا ثواب عظیم ہوگا اور کیا کیا برکات شامل
حال اس کے ہوں گے۔ بعد ثویبہ کے حلیمہ سعدیہ نے آپ کو دودھ پلایا۔ قریش
کا دستور تھا کہ لڑکوں کو دودھ پلانے والیوں کو دے دیا کرتے تھے اور ۵۰ اپنے
گھر لے جا کر دودھ پلایا کرتی تھیں اور بعد ختم ایام رضاعت کے پاس ماں باپ کے
پہنچا دیا کرتی تھیں اور ماں باپ لڑکوں کے دودھ پلانے والیوں کو نقد و جنس دے کر
رضامند کرتے تھے سو حضرت حلیمہ اپنے وطن سے کہ نواح طائف میں تھا ساتھ اور
عورتوں کے مکہ کو واسطے لینے لڑکوں کے آئیں اور عورتوں نے آپ کو تلمیح سمجھ کر نہ
لیا، یہ سعادت نصیب حلیمہ سعدیہ کے ہوئی اور بہت برکتیں بسبب آپ کے شامل
حلیمہ کے ہوئیں۔ مادہ نخر سواری حلیمہ کی بسبب لاغری کے چل نہیں سکتی تھی جب

آپ ساتھ حلیمہ کے اس پر سوار ہوئے ایسی تیز رفتار ہو گئی کہ سب قافلہ کی سواریوں کے آگے جاتی تھی اور جب حلیمہ رضی اللہ عنہا کے گھر آپ پہنچے تو بہت فراخی و عیش حلیمہ کو حاصل ہوئی۔ بکریاں ان کی خوب تازہ و فربہ ہو گئیں اور قوم قحط میں مبتلا تھی۔ ان کے مویشی جنگل سے بھوکے آتے تھے اور لاغر تھے وہ لوگ اپنے چرواہوں سے کہتے تھے کہ تم بھی بکریوں کو وہیں چراؤ جہاں حلیمہ (رضی اللہ عنہا) کی بکریاں چرتی ہیں دیکھو وہ کیسی سیر آتی ہیں اور تازہ و فربہ ہیں۔

حال آپ پستان راست کا شیر پیا کرتے تھے اور پستان چپ اپنے بھائی رضاعی حلیمہ (رضی اللہ عنہا) کے بیٹے کے لیے ہمیشہ چھوڑ دیتے تھے۔ ایسی عدالت آپ کی جبلت میں تھی اور لڑکپن میں کبھی بول و براز کپڑے میں نہیں کیا بلکہ دونوں کے وقت مقرر تھے کہ اسی وقت رکھنے والے آپ کو اٹھا کر جائے ضرورت پیشاب کر لیتے تھے اور کبھی ستر عورت آپ کا برہنہ نہیں ہوتا تھا اور جو کپڑا آفاقاً اٹھ جاتا تو فرشتے فوراً ستر چھپا دیتے تھے۔

حال چاند آپ کے اشارے کے موافق جھک جاتا اور آپ کو رونے سے بہلاتا۔ خزانچہ کتب احادیث میں بروایت حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہے اور صابونی محدث نے اس حدیث حسن کو باب معجزات میں لکھا ہے۔

حال ذکر شوق صدر شریف کا جب آپ پاؤں چلنے لگے اور دو برس کے ہوئے حضرت حلیمہ (رضی اللہ عنہا) کے لڑکوں کے ساتھ

جنگل کو جہاں مویشی ان کے چرتے تھے تشریف لے جاتے تھے۔ ایک دن آپ وہیں تشریف رکھتے تھے کہ دو فرشتے آئے اور انہوں نے آپ کو چت لٹا کے سینہ مبارک کو ناف تک چاک کیا اور دل مبارک کو نکال کر دھویا اور سکینہ سے کہ ایک چیز عالم قدس کی بصورت لپی ہوئی دوا کے تھی پیر کیا اور پھر اپنی جگہ رکھ کے شکاف سینہ کو سی دیا اور مطلق تکلیف آپ کو معلوم نہ ہوئی۔

یہ حال دیکھ کر بیٹا حلیمہ (رضی اللہ عنہا) کا گھبرا کر پاس حلیمہ (رضی اللہ عنہا)،

کے گیا اور کہا کہ ہمارے بھائی مکے والے کا دو آدمیوں نے آکر پیٹ چاک کیا۔ یہ بات سن کر حلیمہ جلدی سے وہاں پہنچیں دیکھا کہ آپ بیٹھے ہیں اور رنگ مبارک کا ہمدہ اور متغیر ہو گیا ہے۔ آپ سے حال پوچھا آپ نے بیان کیا پھر اپنے ساتھ گھر لے آئیں ذکر اس بتا کہ شق صدر شریف چار بار ہوا ہے اور حکم شریف کا

ف مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ العزیز نے تفسیر سورہ الم نشرح میں لکھا ہے کہ شق صدر مبارک چار بار واقع ہوا۔ اول جب آپ حلیمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تھے۔ دوسری بار قرظانہ جوانی میں جب آپ دس برس کے ہوئے۔ تیسری بار قبل نزول وحی کے۔ چوتھی بار شب معراج میں اور نکتہ اس میں یہ لکھا ہے کہ پہلی بار شق کرنا اس لیے تھا کہ آپ کے دل سے جب لہو ولہب جو لڑکوں کے دل میں ہوتی ہے نکال ڈالیں اور دوسری بار اس لیے کہ جوانی میں آپ کے دل میں رغبت ایسے کاموں کی جو بمقتضائے جوانی خلاف مرضی الہی کے سرزد ہوتے ہیں نہ رہے۔ اور تیسری بار اس لیے کہ آپ کے دل کو قوت تحمل وحی کی ہو اور چوتھی بار اس لیے کہ آپ کے دل کو طاقت مشاہدہ عالم ملکوت اور لاموت کی ہو فقط حلیمہ رضی اللہ عنہا احوال شق صدر شریف کا دیکھ کے ڈریں اور آپ کو مکہ میں آپ کے گھر پہنچا دیا۔

حال ذکر وفات والدہ شریفہ و کفالت عبدالطلب - جب آپ چھ برس کے ہوئے آپ کی والدہ شریفہ نے انتقال کیا پاس اپنے اقارب کے

مدینہ کو گئی تھیں وہاں سے پھرتے ہوئے موضع البواء میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئیں۔ عبدالطلب دادا آپ کے پرورش کے کفیل ہوئے اور بیٹوں سے زیادہ چاہتے تھے۔ نہرا جان سے آپ پر عاشق تھے۔ آپ کے صنغیر سن میں ہی کہ آپ آٹھ برس کے تھے ان کا بھی انتقال ہوا۔ ابوطالب چچا آپ کے مشکفل ہوئے

۱۔ ابوالفتح الف و سکون پائے مودہ والفت و منرہ و آخر نام ایک موضع کا ہے۔ کذافی القاموس ۱۲ منالہ ذکر وفات عبدالطلب و کفالت ابوطالب ۱۶۔

ع مجزہ

بہت محبت اور تعظیم سے آپ کو رکھتے تھے آپ نے کمال رشد اور تہذیب سے نشوونما پایا۔

ذکر استقائے ابوطالب بרכת
 حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 آپ کے صنغیر سن میں ایک بار مکہ معظمہ میں خشک سالی ہوئی۔ ابوطالب آپ کو اپنے ساتھ میدان میں لے گئے اور بרכת آپ کے استسقاء کیا یعنی مدینہ پرستے کی دعا مانگی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بרכת سے خوب برسایا کہ عالم سیراب ہو گیا اور قحط و قح ہو گیا۔ اسی باب میں قصیدہ ہے ابوطالب کا جس کا یہ شعر ہے

وَإِيْمَانِي لِيَسْتَقِي الْعَامِرُ بِوَجْهِهِ
 ثَمَالُ الْيَتَامَى عَصْمَةَ لِأَنَّهَا مِثْلُ

(یعنی) سفید رنگ گورا گورا پانی مانگتا ہے اپنے منہ سے جائے پناہ ہے

قیموں کی اور عصمت ہے بیوہ عورتوں سے کی۔

یہ قصیدہ بہت بڑا ہے اور بہت مدح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس میں مذکور ہے۔

گو اہی بھرا راہب کی واسطے
 حال آپ کی نبوت کے
 ایک مرتبہ آپ ابوطالب کے ساتھ بارہ برس کی عمر میں سفر تجارت شام کو گئے۔ راہ کو بھیرا راہب انصاری کے صومعہ کے پاس اتفاق قیام آپ کا ہوا۔ راہب مذکور نے آپ کو علامات نبوت سے پہچانا اور قافلہ کی دعوت کی اور ابوطالب سے کہا کہ یہ پیغمبر سردار سب عالموں کے ہیں اور اہل کتاب یہود اور نصاریٰ ان کے دشمن ہیں ان کو ملک شام میں نہ لے جاؤ مبادا ان کے ہاتھوں سے انہیں گزند پہنچے سو ابوطالب نے مال تجارت وہیں بیچا اور بہت نفع پایا اور وہیں سے مکہ کو پھر آئے۔ (ترجمہ مشکوٰۃ شریف میں بروایت ترمذی اور حاکم

۶ معجزہ

لکھا ہے کہ ان دنوں سات آدمی منجملہ نصاریٰ شام کے یہ حال دریافت کر کے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مرد اس راہ سے ہوگا واسطے قتل آپ کے اس طرف
آئے تھے، پھر آنے ان سے کہا کہ وہ پیغمبر برحق ہیں تم ان کی اطاعت کرو اور جب
خدا کو منظور ہے کہ ان کو رتبہ عالی دے تو تمہارے ٹالنے سے نہیں ٹلے گا اور تم
انہیں مار نہیں سکتے تب اس ارادے سے باز رہے۔

فصل چوتھی بیان حالات شبابِ نبوت

جب آپ جوان ہوئے ان امور سے جو جوانوں میں خلاف تہذیب ہوتے
ہیں مبرا تھے اور صدق و امانت و دیانت و جملہ صفات حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ
سے موصوف تھے اور قریش آپ کو محافل لہو لعب میں بلاتے آپ ہرگز شریک
نہ ہوتے تھے اور سب قریش کو آپ کے صدق و امانت کا اقرار تھا یہاں تک
کہ آپ کو محمد امین کہتے تھے۔

حال | مال خدیجہ رضی اللہ عنہا کا لے کے آنحضرت کا تجارت کو جانا | پچیس برس کی عمر
اور سفر کے معجزات سن کر خدیجہ رضی اللہ عنہا کا خواہاں نکاح ہونا | میں مال بی بی خدیجہ
کا کہ ایک عورت مالدار قریش میں تھیں لے کے آپ واسطے تجارت کے تشریف
لے گئے۔ اس سفر میں نسطورا راہب نے آپ کو پہچانا اور بیان کر دیا کہ یہ پیغمبر آخر الزماں
ہیں جن کا ذکر پچھلے انبیاء کی کتابوں میں ہے۔ یسیرہ غلام خدیجہ کا آپ کے ساتھ
تھا اس نے بہت سے معجزات آپ کے سفر میں دیکھے اور اگر خدیجہ سے بیان
کیے اور خود خدیجہ نے دیکھا جس وقت کہ آپ اس سفر سے پھرے ہوئے آتے
تھے وہ بالاخانے کے غرفہ میں بیٹھی تھیں وہاں سے آپ آتے نظر پڑے آپ پر
دو فرشتے سایہ کیے تھے۔ یسیرہ نے بیان کیا کہ میں نے سارے سفر میں ایسا ہی حال
دیکھا۔

صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت خدیجہ زینہ یہ حال سن کر خوش

نکاح کی آپ کے ساتھ کی اور ابوطالب اس بات سے مطلع ہوئے اور بعد تقرر
نکاح کے اشراف و اعیان قریش کو ساتھ لے کے حضرت خدیجہ کے مکان پر گئے۔
ان کی جانب سے متمم نکاح و رقبہ بن نوفل برادر عم زادان کے تھے۔ ابوطالب نے
خطبہ نکاح پڑھا اور فضائل اور مناقب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے
بیان کیے اور نکاح منعقد کیا۔

بنانا قریش کا از سر نو کعبہ اور طے ہونا نزاع | قریش نے خانہ کعبہ کو کہ
حال رکھنے حجر اسود کا آپ کے فیصلے سے بسبب صدقات سیل و باران

وغیرہ کے بناؤں کی ضعیف ہو گئی تھی از سر نو بنا کیا آپس میں ان کے تنازع ہوا
کہ حجر اسود کو خانہ کعبہ میں اس کی جگہ پر کون رکھے اور بخیاں حصول فخر اور شرف
کے ہر ایک یہی چاہتا تھا کہ حجر اسود کو خانہ کعبہ میں اس کی جگہ پر میں رکھوں قریب
تھا کہ ان میں ہتھیار چلے آخر سب کی رائے اس بات پر قرار پائی کہ کل صبح کو
سب سے پہلے جو مسجد حرام میں آوے اس کے حکم کے موافق عمل کرنا چاہیے۔
صبح کو سب سے پہلے آپ وہاں تشریف لائے۔ قریش آپ کو دیکھ کر بہت خوش
ہوئے اور کہا کہ یہ امین ہیں جو یہ حکم دیں اس پر ہم سب راضی ہیں۔ اللہ جل جلالہ
نے آپ کو عقل بہت کامل عنایت فرمائی تھی۔ آپ نے بمقتضائے عقل سلیم
ایسا فیصلہ کیا کہ سب قریش نہایت رضامند ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ جس جگہ
اب حجر اسود رکھا ہے وہاں سے ایک چادر میں کر کے اٹھاویں اور اس چادر
کو ہر قبیلہ قریش کا ایک آدمی تھام لے۔ اس طرح اٹھانے کے متصل دیوار کعبہ معظمہ
کے جہاں رکھنا منظور ہے رکھیں۔ پس اس اٹھانے میں سب شریک ہوں اور
ہر ایک کو شرف حال ہو بعد ازاں سب آدمی مجھے واسطے رکھنے حجر اسود کے
اپنے موقع پر وکیل کر دیں چونکہ فعل وکیل بمنزلہ فعل مؤکل کے ہوتا ہے اس طرح
شرف رکھنے حجر اسود کا اپنے موقع پر بھی ہر ایک کو حاصل ہوگا۔ قریش نے بدل جان

اس فیصلہ کو قبول کیا اور مطابق اس کے عمل کیا۔

فصل پانچویں بیان حالاً زمان نبوت میں تا معراج

جب عمہ شریف قریب چالیس برس کے پہنچی اور زمانہ نبوت قریب ہوا آپ کو خواب صحیح نظر آتے۔ جو کچھ آپ خواب میں دیکھتے مانند سپیدہ صبح کے ظہور میں آتا اور خلوت اپنے اختیار کی کئی کئی روز کا گوشہ ساتھ لے کر غار حرا میں جا بیٹھتے اور عبارت الہی میں مشغول رہتے۔ دو شنبہ کے دن آنکھوں سے سوال کو غار حرا میں جبرئیل (علیہ السلام) آپ کے پاس آئے اور وحی الہی لائے آپ سے کہا کہ پڑھو۔ آپ نے کہا کہ میں پڑھا نہیں ہوں۔ پھر انہوں نے آپ سے معاف کر کے آپ کو خوب دبوچا بقدر رعایت طاقت آپ کے اور چھوڑ کے آپ سے پھر کہا کہ پڑھو۔ آپ نے پھر کہا میں پڑھا نہیں ہوں۔ پھر آپ کو دبوچا۔ اسی طرح تین بار کیا پھر اقوا بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ هَسْ مَا لَمْ يَعْلَمْ (پا۔ سورہ علق) تک پڑھایا، بسبب نزول وحی کے آپ کے بدن کو بہت تکلیف ہوئی اور آپ دولت خانے میں تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھے اڑھا لو۔ حضرت بی بی خدیجہ نے آپ کو اڑھا لیا پھر آپ نے فرمایا کہ مجھے اپنی جان کا خوف ہے۔ حضرت خدیجہ نے کہا کہ خدا تعالیٰ تمہیں ضائع نہ کرے گا اور آپ کے صفات حمیدہ بیان کر کے کہا کہ تم غریبوں کی مدد کرتے ہو مفلس بے مالوں کے لیے مال کی سبیل کر دیتے ہو۔ نوائب حق یعنی ایسے کاموں میں جن سے حق کی تائید ہو مدد کرتے ہو۔

لہ حرا نجا اور لے پہلنتین ہمزہ در آخر بروزن کتاب ہم نفتح حال غیر ہمزہ وزن علی کہ ایس کوہ دو کتہ واقع است
کنانی القاموس ۱۲ ابن عبدالبر نے اختیار کیا ہے ۱۲

86906

~~86906~~

جانا آپ کا پاس ورقہ کے | پھر آپ کو پاس ورقہ بن نوفل کے کہ برادر عم زاد ان کے تھے لے گئیں وہ کتب سابقہ پڑھے تھے ان سے حال بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ وہی فرشتہ ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تھا تم اس امت کے پیغمبر کا کاش میں جو ان ہوتا ان دنوں میں جب کفار تمہیں نکال دیں گے۔ آپ نے پوچھا کہ کیا یہ لوگ مجھے نکال دیں گے۔ ورقہ نے کہا کہ ہاں اور اسی طرح جو ایسی بات لاتا ہے جیسی تم پر نازل ہوئی لوگ اس کے دشمن ہو جاتے ہیں پھر ان ہی دنوں ورقہ کا انتقال ہو گیا۔

فت۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ورقہ کا حال پوچھا اور کہا کہ اس نے تصدیق تو آپ کی کی تھی مگر زمانہ ظہور نبوت اور اتباع احکام کو نہیں پایا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے اُسے سفید کپڑے پہنے خواب میں دیکھا اگر نجات اس کی نہ ہوتی اور مسلمانوں میں محسوب نہ ہوتا تو سفید کپڑے پہنے نظر نہ آتا۔

ابتداء نبوت میں سورہ فاتحہ نازل ہوئی۔ ایک حال (نزول سورہ فاتحہ) | دن حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر سورہ فاتحہ آپ کو سکھا دی اور بھی طریقہ وضو و نماز کا بتایا اور زمین میں پر مار کے پانی نکالا اور وضو کیا اور آپ نے بھی وضو کیا اور دو رکعت نماز آپ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ پڑھی۔

سب سے پہلے جو انان احرار میں ایمان لائے ابو بکر صدیق اور عورتوں میں حضرت خدیجہ اور لڑکوں میں حضرت علی اور غلاموں میں حضرت بلال اور غلامان آزاد میں حضرت زید بن حارثہ بعد ازیں حضرت عثمان اور حضرت سعد بن ابی وقاص اور طلحہ اور زبیر اور عبدالرحمن بن عوف ایمان لائے اور روز بروز لوگ اسلام میں داخل ہونے لگے۔

لے مومن اور عتقی ہونا ورقہ کا۔

شہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

پہلے آپ دعوت اسلام پوشیدہ کرتے تھے یہاں تک آیہ قاصدہ
حال بِمَا تَوَدُّ نازل ہوئی یعنی جو تمہیں حکم ہے اس کو صاف کھلے
 کھلے باعلان بیان کرو تب آپ نے دعوت اسلام آشکارا شروع کی اور جب
 کفار نے مذمت بتوں کی سنی نہایت دشمن ہوئے اور مسلمانوں کو ایذا دینے
 لگے۔

قصہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ
 کا ان کو خرید کر کے آزاد کرنا اور نزول سورہ واللیل حضرت ابو بکر
 رضی اللہ عنہ کی شان سے

حضرت بلال امیہ بن خلف
 کافر کے کہ ایک سردار
 قریش میں تھا علام تھے

وہ ان کو نہایت تکلیف دیتا گرم ریت اور پتھروں میں باندھ کر دوپہر کو ڈالتا
 اور کہتا توحید سے منحرف ہو کر لات و عزیزی کی الوہیت کا قائل ہو وہ شدت
 تکلیف سے بیہوش ہو جاتے مگر جب ہوش آتا اَحَدًا اَحَدًا کہتے یعنی
 مانتا ہوں ایک ہی خدا کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے امیہ بن خلف
 کو ایک اپنا غلام اور بہت مال دے کر انہیں خرید کر کے آزاد کیا اور یہ شرط
 کی کہ خدمت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رہیں۔ انہوں نے کہا کہ
 میں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہوں گا آپ یہ شرط کریں
 یا نہ کریں۔ اور اسی طرح حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کئی لوٹوں کے غلاموں
 کو خرید کر کے آزاد کیا اور بہت مال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے صرف
 کیا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی کے مال نے مجھے ایسا نفع نہیں دیا جیسا
 ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کے مال نے، اسی لیے سورہ واللیل خدا تعالیٰ نے حضرت ابو بکر
 (رضی اللہ عنہ) کی شان میں نازل فرمائی اور ان کی بہت تعریف کی اور ان کو اللہ تعالیٰ
 یعنی بڑا پرہیزگار فرمایا اور جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدہ
 رضا مندر دینے کا سورہ والضحیٰ میں فرمایا وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ
 (پا۔ سورہ والضحیٰ) بطیفل آپ کے سورہ واللیل میں حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) سے

بھی کیا وکسوف یرہنی۔

استدلال طیف برافضیت ابو بکر رضی اللہ عنہ

ف۔ علماء افضیت حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) پر سورہ اللیل استدلال

کیا ہے بایں وضع اس سورہ میں خدائے تعالیٰ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اَلتَّقَىٰ فرمایا:

(یعنی) دور رکھا جائے گا دوزخ سے وہ

بڑا پرہیزگار جو دنیا ہے مال اپنا واسطے حاصل

کرنے پاکیزگی کے یعنی ابو بکر صدیق۔

وَسَيَجْزِيهَا الْآتِقَىٰ ۗ الَّذِي

يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّىٰ ۗ

(پ: ۳۰۔ رکوع ۱۷)

اور سورہ حجرات میں خدائے تعالیٰ نے فرمایا:

(یعنی) بڑا بزرگ تم خدائے تعالیٰ کے نزدیک

التَّقَىٰ تم میں کا ہے۔

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ

أَتَقَّكُمْ۔ (پ: ۲۶: ۱۳۰)

دونوں آیتوں کے ملانے سے حاصل ہوا کہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک اس

امت میں اکرم اور افضل ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) ہیں۔

حال | جب آیہ

(یعنی) ڈرا اپنے کنبہ دلے نزدیکوں

کو۔

وَ أَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ

الْأَقْرَبِينَ۔ (پ: ۱۹: ۱۵۱)

نازل ہوئی تو آپ نے کوہ صفا پر چڑھ کر ایک ایک قبیلہ قریش کو پکارا لوگ

جمع ہوئے آپ نے فرمایا کہ اگر میں تمہیں خبر دوں کہ اس پہاڑ کی پشت پر ایک

شکر آیا ہے اور تمہیں قتل کرنا چاہتا ہے تو تم یقین جانو گے۔ انہوں نے کہا

کہ ہم بیشک یقین جانیں گے اس لیے کہ تم سے ہمیشہ سچ ہی سنا ہے جھوٹ کبھی

نہیں سنا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں عذاب سخت سے ڈراتا ہوں یعنی

عذاب آخرت سے۔ یہ سن کر ابولہب نے کہا تَبَالَكَ سَاءَ الْيَوْمَ الْهَذَا

جَمَعْتَنَا خرابی ہو جو تمہیں سارے دن کیا اسی کام کے لیے ہیں اکٹھا کیا تھا) اور وہ

سب متفرق ہو گئے۔ سورہ بَدَتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ تَبْ هِيَ نَازِلٌ هُوَ أَس

لے نزل سورہ بتت یدا ابی لہب کے حق میں ۱۲۔

میں اُس کو اور اُس کی جو روحِ حَمَالَة اَلْحَطَب کو جہنمی فرمایا۔ حَمَالَة اَلْحَطَب کے معنی ہیں لکڑی اٹھانے والی بسببِ نَحْشَتْ کے اپنے سر پر لکڑی کا گٹھا جنگل سے لایا کرتی تھی لہذا حَمَالَة اَلْحَطَب اس کا لقب ہوا۔ آپ سے مثلِ الْوَلہِب کے وہ بھی بہت دشمنی رکھتی تھی۔ آپ کی راہ میں واسطے ایذا رسانی کے کانٹے ڈال دیا کرتی تھی بعدِ نزولِ سورۃ تَبَّت کے ایک دن ایک پتھر لے کے مسجدِ حرام میں کہ آپ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وہاں بیٹھے تھے آئی۔ خدا تعالیٰ نے اس کی آنکھوں کو آپ کے دیکھنے سے اندھا کر دیا۔ صرف ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس نے وہاں بیٹھا پایا۔ اُن سے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے میری ہجو کی ہے اگر میں انہیں یہاں پاتی تو یہ پتھر اُن کے سر سے مارتی اور پھر گئی۔ یہ معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سوا کہ خدا تعالیٰ نے حَمَالَة اَلْحَطَب کو آپ کے دیکھنے سے اندھا کر دیا اور اُس کے سر سے آپ کو بچایا۔

حَالِ عْتَبَةِ اور عْتَبَةِ الْوَلہِب کے دو بیٹے تھے رقیۃ اور ام کلثوم صاحبزادیاں
ان دونوں کے نکاح میں تھیں۔ جب سورۃ تَبَّت نازل ہوئی الْوَلہِب نے اپنے دونوں بیٹوں سے کہا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کو تم طلاق نہ دو گے تو مجھ سے اور تم سے کچھ علاقہ نہیں۔ دونوں نے باپ کے کہنے پر عمل کیا اور عْتَبَةُ نے رو رو آپ کے جا کے کلمات اور حرکات بے ادبی کیے۔ آپ نے فرمایا:
اَللّٰهُمَّ سَلِّطْ عَلَيْهِ كَلْبًا
یعنی یا اللہ اپنے کتوں میں سے ایک
مِنْ كَلَابِكَ
کتا اس پر مسلط کر دے۔

الْوَلہِب مع اس کے ایک بار شام کو بقصد تجارت گیا۔ راہ میں ایک منزل میں سنا کہ یہاں شیر لگتا ہے۔ الْوَلہِب نے قافلہ کے لوگوں سے کہا کہ مجھے اپنی اُس بیٹی پر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی دُعا کا خوف ہے۔ سب نے سارے قافلہ

لے حالِ عْتَبَةِ اور عْتَبَةِ پیرانِ الْوَلہِب کا ۱۲۔

کا اسباب جمع کر کے ایک اونچا سا ٹیلہ قائم کر کے عقبہ کو اس پر بٹھایا اور آپ سب اس کے گرداگرد سوئے۔ رات کو شیر آیا اور عقبہ کو مار کر چلا گیا۔ وہ تدبیر ان کے کچھ کام نہ آئی۔ عجب حال کفار کا تھا دلوں میں راستی اور مستجاب الدعوات ہونا آپ کا منقوش تھا مگر بسبب شقاوت ازلی کے ایمان نہیں لگتے۔

حال کفار مسلمانوں کو بہت تکلیف دیتے تھے یہاں تک کہ چند مسلمانوں نے باجارت لے کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طرف حبشہ کے ہجرت کی۔ حضرت جعفر ابن ابی طالب اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم مع زوجہ اپنی رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھی گئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے حق میں فرمایا کہ بعد لوط علیہ السلام کے ہجرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کی مع زوجہ اپنی کے خدا کے واسطے ہوئی ہے۔ حبشہ میں نجاشی بادشاہ جو تھا اور مذہب نصاری رکھتا تھا اس نے مسلمانوں کو وہاں اچھی طرح جگہ دی۔ کفار قریش کا اس بات سے بہت دل جلا اور انہوں نے اپنی جانب سے کئی شخصوں کو کہ ان میں عمرو بن عاص بھی تھا تحفہ ہدایا لے کے پاس نجاشی کے بھیجا۔ بائیں عرض کہ مسلمانوں کو اپنے پاس جگہ نہ دے وہ لوگ تحفہ و ہدایا لے کے پاس نجاشی کے پہنچے اور مطلب عرض کیا۔ نجاشی نے مسلمانوں کو دربار میں بوجہ فرستادگان قریش بلایا۔ حضرت جعفر (رضی اللہ عنہ) نے جانب اہل اسلام سے گفتگو کی اور کہا کہ ہم لوگ گمراہی میں تھے اور بتوں کو پوجتے تھے اور حلال و حرام کچھ نہیں جانتے تھے اور محض جاہل تھے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنا پیغمبر بھیجا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اپنا کلام پاک ان پر نازل فرمایا اور علوم اولین و آخرین ان کو عنایت کیے کہ ان کے سبب سے ہم لوگ

۱۔ صرف عقبہ کی طرف شیر کا متوجہ ہونا اور تلے والے آدمیوں کو گرداگرد عقبہ کے تحفے مطلق نہ چھیرنا
 صرف دلیل اس بات پر ہے کہ شیر حکم خدا واسطے پورا کرنے بات اس پیغمبر صلی اللہ وآلہ وسلم کی آیا تھا۔ ۱۲۔
 ۲۔ ہجرت حبشہ کا بیان۔

راہ راست پر آئے اور وہ سب بھلے کاموں کا حکم کرتے ہیں اور سب بُرے کاموں سے منع کرتے ہیں۔ نجاشی نے کہا کہ جو کلام ان پر اترتا ہے اس میں سے کچھ پڑھو۔ حضرت جعفر (رضی اللہ عنہ) نے سورہ مریم ابتداء سے پڑھی جب اس آیت پر پہنچے فَكُلْ وَاشْرَبْ وَذَرَىٰ عَيْنًا ج (پ: ۵۴) نجاشی بادشاہ کو کمال رقت ہوئی یہاں تک کہ آنسو اس کی داڑھی پر بہے اور کہا کہ یہ کلام اور جو کلام کہ موسیٰ علیہ السلام پر اترتا تھا دونوں کی روشنی ایک روشن دان سے ہے اور اہل اسلام سے کہا کہ نجوشی میرے ملک میں رہو اور کفار کے مدعا کو رد کر دیا۔ کفار نے عرض کیا کہ یہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں بھی خلاف مذہب بادشاہ کہتے ہیں۔ نجاشی نے اہل اسلام سے پوچھا۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم ان کے حق میں یہ کہتے ہیں کہ وہ بندہ خدا ہیں اللہ تعالیٰ نے بحکم کلمہ کن ان کو بغیر باپ کے مریم طاہرہ کے پیٹ سے پیدا کیا اور پیغمبر کیا اور متعلق اس بات کے آیتیں پڑھیں۔ نجاشی نے کہا کہ انجیل میں صفت عیسیٰ علیہ السلام کی ایسی ہی لکھی ہے جیسی تم نے بیان کی، مرحبا تمہیں اور تمہیں جن کے پاس سے تم آئے ہو وہ بیشک پیغمبر خدا ہیں۔ تعریف ان کی انجیل میں ہے اور عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت ان کی دی ہے۔ قسم خدا کی اگر کام بادشاہی کا مجھ سے متعلق نہ ہوتا تو میں ان کی خدمت میں حاضر ہوتا اور ان کو وٹھو کرتا اور تحفے قریش کے پھیر دیتے اور آدمی بھیجے ہوتے قریش کے محروم وہاں سے پھرے اور اہل اسلام نجوشی رہے۔

حال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ارادہ ہجرت کا جہتہ کو کیا تھا اور مکہ سے نکل کر بک العقاد تک کہ چار منزل مکہ سے پہنچے۔ مالک بن دغنے کو سردار

۱۔ اقرار نجاشی بادشاہ نصاریٰ بہ نبوت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲۔ ۱۳۔ ارادہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہجرت کے واسطے ۱۴۔ دغنے بفتح دال مہملہ کہ غنیم معجہ دونوں مفتوحہ روایت حدیث میں ہے اور مشہور دغنے ہے تشدید و ضم دال غنیم معجہ وقارہ بقاف و تخفیف را ایک قبیلہ ہے اولاد ہون بن خزیمہ بن مدکہ بن الیاس سے گزافی التوخیج شرح البخاری - ۱۲۔

قوم قارہ کا تھا ملا اور اُس نے حال دریافت کر کے کہا کہ تم ایسے آدمی نہیں ہو کہ مکہ سے نکل جاؤ۔ میں نے تمہیں اپنی پناہ میں لے لیا اور مکان پر انہیں پہنچا کر پناہ دینے کا سبب شرفائے قریش سے ظاہر کیا۔ کفار نے کہا باایں شرط ہمیں منظور ہے کہ یہ قرآن گھر سے باہر اور بلند آواز نہ پڑھا کریں قرآن سن سن کے ہمارے لڑکے بالے فریفتہ ہوتے ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چند روز ایسا ہی کیا بعد اس کے بیرون صحن خانہ میں ایک مسجد بنا کے تہجد میں اور نمازوں میں قرآن مجید پڑھتے بے اختیار انہیں رقت ہوتی۔ ہمسایہ کی عورتیں اور لڑکے مجتمع ہو کے سننے لگے۔ محلہ کے کفار نے رئیس پناہ دہندہ کو یہ حال کہلا بھیجا، اُس نے آکر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ خلاف عہد کرتے ہو میری پناہ قائم نہ رہے گی۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے صولتے خدا کے اور کی پناہ میں رہنا منظور نہیں ہے وہ اپنی پناہ توڑ کر چلا گیا اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے گھر با مان الہی محفوظ رہے۔

حال۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانان ہمسایہ آپ کے اکثر چھپے رہتے تھے اور انتالیس کو شمار اہل اسلام کی پہنچی تھی۔ آپ ارقم کے گھر میں تھے عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) اور ابو جہل بن ہشام قریش کے دو بڑے سردار تھے۔ آپ نے دعا فرمائی یا اللہ دین اسلام کو عزت دے، اسلام عمر بن الخطاب یا ابو جہل بن ہشام سے۔ سو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں وہ دعا قبول ہوئے اور دوسرے دن حضرت عمر مشرف باسلام ہوئے۔ قصہ ان کے اسلام کا یہ ہے کہ ایک دن ابو جہل لعین نے ایک مجمع میں کہ عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) بھی اس میں تھے متصل خانہ کعبہ کے کہا کہ جو کوئی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا سر کاٹ لاوے میں اُس کو تلوادٹ اور چالیس ہزار درہم دوں۔ حضرت عمر نے

اے عینی شرح بخاری بخاری شریف میں ہے کہ سب سے پہلے مسجد اسلام میں ہی بنا ہوئی۔

کہا میں یہ کام کر سکتا ہوں۔ ابو جہل نے لات و عزیٰ کی تنواؤں دینے کے لیے بشرطہ کو قسم کھا کر کہا کہ میں جا کے ہبل کو گواہ کیا۔ عمر بایں قصد روانہ ہوئے۔ راہ میں ایک شخص سے کہہ لے غیم بن عبداللہ نام تھا ملاقات ہوئی وہ مشرف باسلام ہو چکا تھا اس نے پوچھا کہاں جاتے ہو؟ عمر نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قتل کو۔ اس نے کہا اپنی ہاشم کے انتقام سے کیسے پھوگے۔ عمر نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تم نے بھی دین بدلایا ہے اگر ایسا ہے تو پہلے تم کو ہی قتل کروں۔ اُس نے کہا کہ میں آباء کے دین پر ہوں نیت یہ رکھی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام و اسمعیل علیہ السلام کے دین پر ہوں اور ظالموں میں یہ معلوم ہوا کہ ابائی مہاجرین کے دین پر ہے پھر اس شخص نے کہا کہ تمہاری بہن اور سعید بن زید بہنوں تمہارے بھی مسلمان ہو گئے ہیں۔ پہلے اپنے گھر سے قتل شروع کرو۔ عمر (رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ کیسے معلوم ہو کہ وہ مسلمان ہوئے ہیں کہ تمہارے ہاتھ کا ذبیحہ نہ کھائیں گے۔ یہ بات سن کر عمر طیش کھا کر اپنی بہن کے گھر کو پھرے۔ اس وقت اُن کے گھر میں خباب (رضی اللہ عنہ) صحابی تھے اور سورہ طہ کہ اُن ہی دنوں میں نازل ہوئی تھی عمر (رضی اللہ عنہ) کی بہن اور بہنوں کو پڑھا رہے تھے اور کواڑ دروازے کے بند تھے۔ عمر نے کواڑ کھلوائے۔ خباب چھپ رہے اور جس صحیفہ میں سورہ طہ لکھی تھی اُسے چھپا دیا۔ عمر نے آکر پوچھا کہ کیا پڑھتے تھے۔ انہوں نے کہا باتیں کرتے تھے۔ پھر عمر نے ایک بکری ذبح کی اور گوشت اس کا بھون کر بہن اور بہنوں کو کھانے کو کہا۔ انہوں نے عذر کیا۔ عمر کو اُن کے اسلام کا یقین ہوا اور اُن کو مارنا شروع کیا یہاں تک کہ اُن کی بہن کا سر اور منہ خون آلود ہو گیا۔ انہوں نے بتیاب ہو کر کہا، چاہے مارو چاہے چھوڑ دو ہم تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لائے ہیں اور وہ پیغمبرِ رحیق ہیں۔ عمر (رضی اللہ عنہ) نے دین اسلام میں اُن کی یہ صنوبی دیکھی اور بہن کے سر اور خون کو دیکھ کے رحم

لے خباب بجائے مجھ و ہر دو بائی موعده بروزنک شدا و نام صحابی - ۱۲ -

کھایا الگ ہو گئے۔ ایک گوشہ میں جا بیٹھے۔ تھوڑی دیر کے بعد کہا جو تم پر تھتے تھے میرے پاس تو لاؤ۔ تب اس صحیفہ کو جس میں سورہ طہ تھی نکالا۔ عمر نے چاہا کہ ہاتھ میں لے کر پڑھیں ان کی بہن نے کہا کہ تم نجاست شرک میں آلودہ ہو اس کو نہیں چھو ہیں مگر پاکیزہ لوگ تب عمر رضی اللہ عنہ نے غسل کیا اور پھر سورہ طہ کو ہاتھ میں لے کر شروع سے پڑھا۔ جب اس آیت پر پہنچے **اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى** اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کے اچھے نام ہیں) عمر نے اس کلام معجز نظام سے متاثر ہو کر کہا کیا اچھا کلام ہے اور کیا پاکیزہ بیان ہے۔ جناب رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ کا حال تاثر سمجھ کے نکل آئے اور کہا کہ کل جناب رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہارے یا ابو جہل کے اسلام کے لیے دعا فرمائی تھی سو میں جانتا ہوں تمہارے لیے وہ دعا قبول ہوئی۔ بعد اس کے عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت جناب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ رقم رضی اللہ عنہ کے گھر جہاں آپ تشریف رکھتے تھے گئے آپ خبر پا کر دروازے پر نکل آئے اور عمر رضی اللہ عنہ سے بغل گیر ہو کر انہیں خوب دبا یا کہ بند بند حضرت عمر کامل گیا اور فرمایا کہ اے عمر مسلمان ہو جاؤ۔ عمر نے کہا، **أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ** آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ اکبر باواز بلند فرمایا سب کے سب مسلمانوں نے جو گھڑی تھے آواز تکبیر کی بلند کی اور بہت خوش ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ سب کتنے آدمی مسلمان ہو چکے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم سے چالیس کا عدد پورا ہوا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! مشرکین عبادت لات و عزی کی علانیہ کرتے ہیں ہم لوگ خدائے وحدہ لا شریک کی عبادت کیوں پوشیدہ کریں اور اسی وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہو کے سب مسلمانوں کو ساتھ لے کے مسجد حرام میں آئے اور بر ملا بجماعت نماز ادا کی اور اسی دن سے مسلمانوں کو بہت قوت و عزت ہوئی۔ صحیح بخاری میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے

روایت سے:

مَا زِلْنَا أُخْرَةَ مُنْذُ اسْلَمَ
عُمَرُ

یعنی ہم ہمیشہ باعزت رہے جب
سے اسلام لائے عمر۔

ف صحیح بخاری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن میں ایک
بت خانے میں تھا اور مشرکین نے بت کے لیے قربانی کی۔ بت کے پیٹ میں سے
آواز آئی یا جلع امر یا جلع امر فصحیح رجل فصحیح یقول لا الہ الا اللہ اے
شخص ایک کام کی بات ہے ایک مرد فصحیح کہتا ہے لا الہ الا اللہ اور لوگ یہ
آواز سن کر بھاگ گئے میں بھڑا رہا۔ دوسری بار پھر میں نے وہی آواز سنی پھر ان
ہی دنوں معلوم ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طرف لا الہ الا اللہ کے دعوے
کرتے ہیں۔ بعض کتب تاریخ میں یہ قصہ روز اسلام عمر رضی اللہ عنہ لکھا ہے اور
صحیح بخاری سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے کا قصہ ہے بہر کیف ایک یہ معجزہ
آنحضرت کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قبل اسلام مشاہدہ کیا۔

ذکر شعب
حال بنی ہاشم

ابو طالب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت حمایت کرتے تھے
اور سبب ان کی حمایت کے کفار آپ پر باوصف کمال عداوت کے

قابو نہیں پاتے تھے اور ہمیشہ ابو طالب سے اس باب میں کہتے تھے مگر ابو طالب ان کی
نہیں سنتے تھے۔ ایک مرتبہ سب کفار نے مجتمع ہو کر ابو طالب سے کہا یا محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے حوالے کر دو یا تم سے ہم لڑیں گے۔ ابو طالب نے آپ کا
حوالے کر دینا قبول نہ کیا۔ کفار نے ارادہ مصمم آپ کے قتل کا کیا۔ ابو طالب آپ
کو لے کر مدینہ کے جا رہے تھے اور بنی مطلب کے۔ ایک شعب یعنی گھائی طہیں واسطے
محافظت کے جا رہے اور کفار نے آپ سے برادری قطع کی اور بہت کوشش
کی اس بات میں کہ کسی طرح کوئی بنی ہاشم اور بنی مطلب سے سلوک نہ کرے بنیوں
اور سوداگروں کو منع کر دیا تھا کہ ان لوگوں کے پاس کوئی چیز نہ بھیجیں اور ایک کاغذ
عہد نامہ قطع علاقہ ان لوگوں سے لکھوا کے خانہ کعبہ میں لٹکا دیا۔ تین سال تک

آنحضرت اور بنی ہاشم اور بنی مطلب اس شعب میں نہایت تکلیف میں مبتلا رہے آخر کار
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بوجی الہی اس بات سے اطلاع ہوئی کہ کھڑے سے کاغذ
 عہد نامہ کو جو کعبہ میں لٹکایا تھا بالکل کھالیا سوائے نام اللہ کے جہاں کہیں اس
 میں تھا ایک حرف نہیں چھوڑا۔ آپ نے یہ حال ابو طالب سے کہا۔ ابو طالب نے
 شعب سے نکل کر یہ بات قریش سے بیان کی اور کہا کہ اس کاغذ کو دیکھو اگر محمد
 کا بیان غلط نکلے تو ہم انہیں تمہیں دے دیں گے اور اگر صحیح نکلے تو آنا تو ہو
 کہ تم اس قطع رحم اور عہد بد سے باز آؤ۔ قریش نے کعبہ پر سے تار کے اس کاغذ
 کو دیکھا فی الواقع کھڑے سے سوائے نام اللہ کے سب حرفوں کو کھالیا تب
 قریش اس ظلم سے باز آئے اور عہد نامے کو چاک کر ڈالا اور ابو طالب ساتھ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و بنی ہاشم و بنی مطلب کے شعب سے نکل آئے۔
ف۔ عبد مناف کے چار بیٹے تھے۔ ہاشم، مطلب، عبد شمس اور نوفل۔
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہاشم کی اولاد میں ہیں اس طرح کہ ہاشم کے
 بیٹے عبد المطلب اور عبد المطلب کے کعبہ اللہ اور عبد اللہ کے آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم اور مطلب کی اولاد میں بنی المطلب ہیں امام شافعی رحمہ اللہ ان ہی میں
 سے ہیں۔ عبد شمس کی اولاد میں بنو امیہ ہیں۔ امیہ عبد شمس کا بیٹا تھا حضرت
 عثمان بنی امیہ میں سے ہیں، اور نوفل کی اولاد میں حضرت جبیر بن مطعم صحابی
 اور سعید بن جبیر تابعی ہیں۔ بنی مطلب حالت کفر میں بھی مثل بنی ہاشم کے آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے اسی سبب سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے جب حصہ ذوی القربی کا تقسیم فرمایا بنی مطلب کو بھی دیا اولاد عبد شمس اور
 نوفل کو نہیں دیا۔ حضرت عثمان اور جبیر بن مطعم نے اس باب میں عرض کیا اور کہا
 کہ بنی ہاشم کی تزیح کا ہمیں انکار نہیں اس لیے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو ان میں پیدا
 کیا ہے مگر بنی مطلب اور ہم آپ سے ایک سی قرابت رکھتے ہیں ان کی تزیح کی کیا
 وجہ ہے آپ نے فرمایا کہ بنی مطلب اور بنی ہاشم مثل ذات واحد کے ہیں یعنی ہمیشہ

باہم رہتے ہیں تزییح کی وجہ یہ ہے۔

حال | ذکر وفات ابو طالب

ہمیشہ آپ ابو طالب کو دعوت اسلام کی کرتے تھے اور باوصف آنکہ ان کے دل میں خوب حقیقت ملت اسلام کی ثابت تھی مگر اس لیے کہ باپ داد سے کے مذہب کو چھوڑ دینا عار سمجھتے تھے انہوں نے اسلام قبول نہ کیا حتیٰ کہ زمانہ ان کی موت کا آپہنچا آپ نے کہا ہے چچا ایک کلمہ **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** کہہ لو تو مجھے خدا کے تعالیٰ سے تمہاری شفاعت کا ٹھکانا ہوا۔ ابو طالب نے نہ مانا اور عار بے جا سے سچنے کو نار اختیار کی۔ **ف۔** صحیح بخاری میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ابو طالب کو کچھ آپ کے سبب سے نفع ہوا وہ آپ کی بہت حمایت کرتے تھے۔ آپ نے کہا کہ وہ ٹخنوں تک آگ میں ہیں اور اگر میں نہ ہوتا وہ دوزخ کے تلے کے درجے میں ہوتے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابو طالب کی وفات کا کہ وہ بہت حمایت آپ کی کرتے تھے بہت رنج ہوا اور اسی سال ذکر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کا | حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا بھی انتقال ہوا اور ان کے انتقال کا بھی آپ کو بڑا رنج ہوا اس لیے اس سال کا نام ”عام الحزن“ رکھا۔

ف۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا بہت بڑا رتبہ تھا حتیٰ کہ حدیث میں وارد ہے کہ زبانی حضرت جبرئیل علیہ السلام کے خدائے تعالیٰ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بشارت بہشت کی دی اور سلام کہلا بھیجا تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنچا یا بعد وفات حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے آپ کے دو نکاح قرار پائے۔ ایک بکر (کنواری) یعنی عائشہ بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا سے کہ وہ ان دنوں چھ برس کی تھیں یکتہ میں ان کا نکاح ہوا اور مدینہ میں جب نو برس کی ہوئیں زفاف ہوا۔ دوسری شیب یعنی سووہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا۔ ان سے مکہ میں

لے زفاف بالکسر وہیں شوہر کے پاس رہنا۔ ۱۲۔ مکہ شیب۔ جو عورت کنواری نہ ہو مکہ سووہ بفتح سین پہلہ و سکون واو و فتح وال مہلہ بعدا نہا۔ ۱۲۔ مکہ زمعہ بفتح ذلے معجم و مین مہلہ ۱۲۔

نکاح ہوا اور آپ کے ساتھ مدینہ میں آئیں اور ہمیشہ ازواج مطہرات میں رہیں۔

حال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعوت اسلام میں بہت کوشش کرتے تھے مگر کفار مکہ بہت تکلیفیں دیتے تھے اور راہ راست پر نہیں آتے تھے۔ ایک بار آپ طائف کو تشریف لے گئے اور وہاں کے لوگوں کو طرف اسلام کے دعوت دی۔ تین شخص وہاں سرور تھے عبدیاللیل اور مسعود اور حبیب۔ ان سے اور سب وہاں کے شرفاء سے اسلام کے لیے کہا۔ انہوں نے قبول نہ کیا بلکہ وہاں کے سفالے اور اوباش، آوارہ مزاج لوگوں کو ہکا کے آپ کو بہت تکلیف پہنچائی۔ آپ وہاں سے بہت طویل ہو کے پھر آئے مکہ اور طائف کی راہ میں عقبہ اور شیبہ کا جو سرور ان قریش سے تھے ایک باغ تھا اس میں جب آہنچے درختوں کے سایہ میں ٹھہرے اُس وقت عقبہ اور شیبہ بھی اپنے باغ میں تھے انہوں نے اپنے غلام کے ہاتھ کہ عداس نام نصرانی تھا بمقتضائے قرابت رحم کھا کے انگوڑی بھیجے۔ آپ نے کھانے سے پہلے کہا **اللہم ارحم الراحمین**۔ عداس نے کہا، اس بستی میں تو میں نے یہ نام کبھی نہیں سنا۔ آپ نے پوچھا کہ تو کہاں رہتا ہے اس نے کہا **بنی نضیر** میں۔ آپ نے کہا میرے بھائی یونس علیہ السلام کی بستی میں۔ عداس نے پوچھا کہ یونس علیہ السلام تمہارے بھائی کیسے ہوئے آپ نے فرمایا یونس علیہ السلام پیغمبر تھے، میں بھی پیغمبر ہوں۔ عداس نے آپ کا نام پوچھا۔ آپ نے فرمایا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ عداس نے کہا کہ میں تمہارا وصف انجیل اور توریت میں پایا ہے مدت سے تمہارے مبعوث ہونے کا منتظر تھا اور مسلمان ہو گیا۔ اور آپ کے ہاتھ پاؤں چومے جب عقبہ اور شیبہ کے پاس پہنچا انہوں نے ہاتھ پاؤں چومنا اس کا دور سے جہاں بیٹھے تھے وہیں سے دیکھا تھا کہا کہ اس شخص نے تجھے فریب دیا۔ اس نے کہا کہ یہ پیغمبر میں ساری زمین پر

۱۔ بنی نضیر بکسر نون و سکون سے یا ئے ثنات تحتید فتح نون و واو و الف معصوہ نام قریہ

یونس علیہ السلام ۱۲۔ ۱۳ گواہی عداس نصرانی کی آپ کی نبوت پر ۱۲۔

ان سے کوئی بہتر نہیں جب آپ بطنِ نخلہ میں ایک دن کی راہ مکہ سے سے پہنچے
رات کو وہاں رہ گئے۔ آپ قرآن مجید نماز میں پڑھتے تھے سات یا نو جن منیوی
کے وہاں پہنچے اور کلام اللہ سن کر بکھڑ گئے۔ جب آپ نماز پڑھ چکے وہ ظاہر ہوئے
آپ نے انھیں اسلام کی طرف دعوت کی وہ سب بے توقف مسلمان ہو گئے اور انھوں
نے اپنی قوم کو جب کے اسلام کی طرف دعوت کی سورہ احقاف میں آیہ **وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ
لَفْظًا مِّنَ الْجَنَّةِ** میں اسی قصہ کی طرف اشارہ ہے پھر آپ مکہ تشریف لے گئے
اور بدستور ہدایتِ خلق اللہ اور دعوتِ اسلام میں مشغول ہوئے۔

فصل چھٹی معراج کے بیان میں

ایامِ اقامتِ مکہ میں گیا رہیں سال نبوت سے معراج ہوئی۔ آپ اُمّ ہانی
سنت ابی طالب کے گھر تشریف رکھتے تھے چھتے شق ہوئی اور حضرت جبریل
علیہ السلام تشریف لائے اور آپ کو اٹھا کر مسجد حرام میں لے گئے اور وہاں سینہ
اور شکم مبارک کو دھویا اور سونے کا طشت ایمان و حکمت سے بھر کے لائے
تھے اُس سے آپ کے دل کو پیر کیا بعد ازیں براقی کو کہ جنت سے لائے گئے اور وہ
جانور تھا چرخ سے قدمیں کچھ نیچا اور دراز گوش سے اونچا، آپ کی سواری کے واسطے
پیش کیا۔ ایسا تیز رفتار تھا کہ جہاں تک نگاہ پہنچتی تھی اک قدم اس کا ہوتا تھا جب

۱۔ نکتہ چھت کے شق ہونے سے حالانکہ حضرت جبریل علیہ السلام دروازے سے بھی آکے لے جاسکتے
تھے یہ ابتداء سے اشارہ اس بات کی طرف ہو جائے کہ اوپر کی جانب کے حجاب سب اٹھ گئے۔ بلکہ ظروف
سونے کا استعمال ناجائز ہے بلکہ چاندی کے ظروف بھی پس جب استعمال ہونے کی طشت کی اس مقام پر یہ ہے کہ
اس وقت تک استعمال ان ظروف کا حرام نہیں ہوا تھا اور وہ ہسری وجہ ہے کہ استعمال ہونے اور چاندی کے ظروف
کا اس عالم میں ناجائز ہے نہ کہ عالمِ آخرت میں چنانچہ کلام اللہ سے ثابت ہوتا ہے اور معراج صحیح علیہ السلام
کی از قبیل عالمِ آخرت تھی جیسا کہ حضرات صوفیہ اہل تحقیق کے نزدیک محقق ہے۔ ۱۱۔

آپ نے سوار ہونے کا قصد کیا براق شوخی کرنے لگا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے
 کہا اے براق تو کیوں شوخی کرتا ہے تجھ پر ایسا شخص سوار ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ
 کے نزدیک اس کا سب سے زیادہ رتبہ ہے۔ براق شرک کے پسینے پسینے ہو گیا۔ صحیح
 ترمذی میں یہ روایت اس طرح مذکور ہے اور بعضی کتب تواریخ میں لکھا ہے
 کہ براق نے درخواست کی کہ قیامت کے دن آپ میری پشت پر سوار ہوں اور
 آپ نے اس کی اس درخواست کو قبول فرمایا۔ پھر آپ سوار ہوئے اور حضرت
 جبرئیل علیہ السلام سمرا تھے اور مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس کو تشریف لے گئے
 وہاں ارواح انبیائے کرام حاضر تھیں۔ آپ نے امام ہونے کے بموجب حکم حق تعالیٰ
 کے دو رکعت نماز پڑھی بعد ازاں سب پیغمبر حمد الہی بجالاتے حضرت ابراہیم اور
 حضرت موسیٰ اور داؤد اور سلیمان اور عیسیٰ علیہم السلام نے حمد الہی میں خطبہ بلیغ
 پڑھا اور اس میں نعمتیں جو ان سے علاقہ رکھتی تھیں بیان کیں۔ جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حمد الہی میں نعمتیں متعلقہ بذات خود بیان فرمائیں جو ان سے
 افضلیت آپ کی سب انبیائے کرام پر ثابت ہوتی تھی۔ چنانچہ حضرت ابراہیم
 علیہ السلام نے ان صفات کو سن کے انبیائے کرام کو خطاب کر کے بہذا افضلکم
 محمد و لبیب ان ہی صفات کے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم سے افضل ہوتے بعد
 ازیں آپ آسمان کو تشریف لے گئے۔ جب پہلے آسمان پر پہنچے دروازہ حضرت
 جبرئیل علیہ السلام نے کھلوایا۔ فرشتے نے جو دربان فلک تھا پوچھا کون سے کہا
 جبرئیل۔ کہا تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔ کہا کیا وہ بلائے
 گئے ہیں۔ کہا ہاں۔ کہا مگر حبابہ فَنِعْمَ الْحَیُّ نَجَاءً خوشی سوا انہیں اچھا آنا
 آئے اور دروازہ کھولا آپ آسمان میں داخل ہوئے۔ وہاں حضرت آدم علیہ السلام
 کو دیکھا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ تمہارے باپ آدم (علیہ السلام) ہیں۔
 انہیں سلام کرو۔ آپ نے سلام کیا۔ حضرت آدم (علیہ السلام) نے جواب سلام دیا
 اور کہا مَرْحَبًا يَا ابْنَ الْمَصَالِحِ وَالنَّبِيِّ الْمَصَالِحِ۔ (خوشی ہو جو بیوز نزدیک کو اور

نبی نیک کو) اور آپ نے دیکھا کہ کچھ گوری گوری صورتیں حضرت آدم (علیہ السلام) کی
 سیدھی طرف سے نظر آتی تھیں اور کچھ صورتیں کالی کالی ان کے بائیں طرف نظر آتی
 تھیں۔ جب حضرت آدم (علیہ السلام) داہنی طرف دیکھتے خوش ہو جاتے اور جب
 بائیں طرف دیکھتے ناخوش ہوتے ہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بیان کیا کہ اہنی
 طرف ان کی اولاد نیک کی صورتیں نظر آتی ہیں جو بہشتی ہیں اس لیے انہیں دیکھ
 کر حضرت آدم علیہ السلام خوش ہو جاتے ہیں۔ اور بائیں طرف ان کی اولاد بد کی
 صورتیں نظر آتی ہیں جو دوزخی ہیں اس لیے انہیں دیکھ کر ناخوش ہو جاتے ہیں
 پھر دوسرے آسمان پر تشریف لے گئے وہاں بھی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے
 دروازہ کھلوا یا۔ فرشتہ دربان نے پوچھا کون ہے، کہا جبرئیل کہا کون سا ہے
 کہا محمد۔ کہا کیا بلائے گئے ہیں۔ کہا، ہاں۔ کہا مَرْحَبًا بِهٖ فَنَعْمَ الْمَحِيَّ حَاءُ
 (خوشی ہو انہیں اچھا آنا آئے) اور وہاں آپ نے حضرت یحییٰ اور عیسیٰ علیہم السلام
 کو دیکھا۔ حضرت جبرئیل (علیہ السلام) نے کہا، یہ یحییٰ اور عیسیٰ ہیں انہیں سلام کرو۔ آپ
 نے سلام کیا۔ ان دونوں صاحبوں نے جواب سلام دیا اور کہا مَرْحَبًا بِالْاِخِ
 الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ (خوشی ہو جو برادر نیک اور نبی نیک کو) بعد ازیں تیسرے
 آسمان پر تشریف لے گئے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بدستور دروازہ کھلوا یا
 وہاں کے دربان نے ویسی ہی گفتگو کی جیسی دربان اول و دوم نے کی تھی اور اس
 آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے فرمایا انہیں
 ایک شطر حسن کا ملا ہے۔ شطر کے معنی ہیں نصف اور بھی ایک حصہ یعنی نصف
 حسن حضرت یوسف (علیہ السلام) کو ملا اور نصف سارے عالم کو یا ایک حصہ
 کاملہ حسن کا انہیں ملا ہے۔ حضرت جبرئیل (علیہ السلام) نے کہا یہ یوسف (علیہ السلام)
 ہیں انہیں سلام کرو۔ آپ نے سلام کیا۔ انہوں نے جواب سلام دیا اور کہا
 مَرْحَبًا بِالْاِخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ پھر چوتھے آسمان پر تشریف لے گئے
 اور حضرت جبرئیل (علیہ السلام) اور فرشتہ دربان سے حسب سابق گفتگو ہوئی اور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وہاں حضرت ادریس (علیہ السلام) سے ملاقات ہوئی اور ان سے سلام و جواب
 و مرحبا حسب سابق ہوا مگر انہوں نے آپ کو الْآخِ الْمَصَالِحِ کہا۔ حالانکہ وہ آپ
 کے اجداد ہیں۔ قیاس مقضیٰ اس بات کا ہے کہ الْآخِ الْمَصَالِحِ کہتے مثل حضرت
 آدم اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کے علمائے اس کی توجیہ میں یہ بات لکھی ہے
 کہ حضرت ادریس (علیہ السلام) نے براہ تعظیم آپ کو الْآخِ الْمَصَالِحِ کہا فقط بعد
 ازیں آپ پانچویں آسمان پر تشریف لے گئے بعد گفتگوئے معمولی درمیان و
جبرئیل (علیہ السلام) کے اس آسمان میں داخل ہوئے۔ حضرت ہارون علیہ السلام
 سے ملاقات ہوئی۔ ان سے سلام و جواب و مرحبا بدستور سابق ہوا۔ بعد ازیں
 چھٹے آسمان کو آپ تشریف لے گئے وہاں بھی دربان سے گفتگو مثل سابق
 ہوئی اور سلام و جواب و مرحبا بھی مثل سابق ہوا اور جب وہاں سے بڑھے
 تو حضرت موسیٰ علیہ السلام روئے اور کہا کہ میرے بعد یہ نوجوان پیغمبر ہوا اور
 اس کی امت کے لوگ میری امت سے زیادہ بہشت میں جائیں گے مقصود
 ان کا اتنا تھا اپنی امت کے حال پر کہ بسبب نافرمانیوں کے زیادہ بہشت
 میں جانے سے محروم رہی بعد ازیں ساتویں آسمان کو تشریف لے گئے اور بعد
 کھولنے دروازے کے اور ہونے گفتگو حسب سابق کے اس آسمان پر حضرت
 ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی کہ

ذکر بیت المعمور | بیت المعمور سے پیٹھ لگائے بیٹھے تھے۔ آپ نے فرمایا
 کہ بیت المعمور میں ہر روز ستر ہزار فرشتے نئے داخل ہوتے ہیں کہ پھر اس
 میں نہیں آتے اور حضرت جبرئیل (علیہ السلام) نے کہا کہ یہ باپ تمہارے
 ابراہیم (علیہ السلام) ہیں انہیں سلام کرو۔ آپ نے سلام کیا۔ انہوں نے جواب
 سلام دیا اور کہا مَرْحَبًا بِالْأَبْنِ الْمَصَالِحِ وَالنَّبِيِّ الْمَصَالِحِ بعد ازیں سے
 ذکر سدرہ المنتہی | سدرۃ المنتہی کے پاس تشریف لے گئے وہ بیری کا درخت
 ہے بڑا عظیم الشان۔ آپ نے فرمایا کہ اس کے پتے ایسے ہیں جیسے ہاتھی کے

کان اور اُس کے بیر ایسے جیسے مٹکے ہجر کے ہجر ایک شہر کا نام ہے وہاں کے مٹکے بہت بڑے ہوتے ہیں اور آپ نے فرمایا اس پر بے شمار مٹکے سونے کے تھے یعنی فرشتے اس صورت کے آپ نے آگے جانے کا قصد کیا جو حضرت جبرئیل علیہ السلام وہاں ٹھہر گئے آپ نے سبب پوچھا کہا کہ مجھے یہاں سے اوپر جانے کی طاقت نہیں۔ مشعر

اگر یکسر موئے برتر پریم فروغِ تجبلی بسوزد پریم

یعنی اگر بال بھر میں اوپر اُڑوں سے — روشنی تجلی جلاکے پر میرے

کتب سیر میں لکھا ہے کہ وہاں سے براق کو آپ نے چھوڑا وہاں رفرف ذکر رفرف | سبز آیا کہ روشنی اس کی آفتاب کی روشنی پر غالب تھی اس پر آپ کو بٹھایا۔ رفرف لغت میں بچھونے کو کہتے ہیں۔ پس وہ رفرف مسند سبز زریں نورانی تھا مثل رواں کے آپ کو اُس پر سوار کیا اور وہ آپ کو کرسی وغیرہ سب مکانات آسمانی اور حجب نورانی طے کر کے عرش تک لے گیا۔

حال | ذکر حصول شرف دیدار | اللہ جل جلالہ سے آپ کو ایسا قرب حاصل ہوا کہ کبھی کسی نبی کو حاصل نہیں ہوا اور

نہ کوئی فرشتہ اس قرب کو پہنچا اور اللہ تعالیٰ نے آپ سے کلام کیا اور آپ کو دیدار مبارک اپنا دکھلایا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شرف قرب اتم اور دیدار سے مشرف ہوئے۔ آپ نے بالہامِ ربانی کہا:

الْحَيَّاتُ لِلَّهِ وَالْحَسَنَاتُ وَالْحَسَنَاتُ | سب عبادتیں زبانی اور بدی اور مالی اللہ کے لیے ہیں

اللہ جل جلالہ نے فرمایا:

السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ | سلام تم پر ہے پیغمبر اور رحمت خدا کی اور برکتیں اُس کی۔

پھر آپ نے فرمایا:

سلام ہم پر اور خدا کے نیک بندوں

السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَىٰ عِبَادِ اللَّهِ

الصَّالِحِينَ۔

پر۔

تب فرشتوں نے کہا :

گو اسی دیتے ہیں کوئی لائق عبادت

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ

کے نہیں سوائے اللہ کے اور گو اسی دیتے

أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ

ہیں کہ محمد بندے اس کے اور رسول اس کے۔

رَسُولُهُ۔

نکتہ : آپ کا اس وقت التحیات لگا کر آخری تک کہنا ایسا ہوا جیسا بوقت حاضر

موت کے حضور بادشاہ میں کورنش و تسلیمات بجالاتے ہیں اور خدائے تعالیٰ

کا اسلام علیک آخری تک فرمانا ایسا ہوا جیسے بادشاہ اپنے مقرب کا سلام

بکمال مہربانی و توقیر لیتے ہیں۔ پھر آپ کا السلام علینا آخری تک کہنا ایسا ہوا

جیسا مقربان بادشاہی جو عالی ہمت ہوتے ہیں بوقت توجہ بادشاہی اپنی

طرف سے اور لوگوں کو یاد کرتے ہیں کہ وہ بھی مشمول مراحم شاہی ہو جائیں۔

پھر ملائکہ کا اَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ آخری تک کہنا ایسا ہے جیسے

حاضران دربار شاہی کسی امیر مقرب پر عنایت خاص اور مکرمات باختصاص دیکھ

کے بادشاہ کی مدح و ثنا اور اس امیر کی تعریف اور مستحق تقرب ہونا بیان کرتے

ہیں۔ چونکہ نماز معراج المؤمنین سے واسطے یاد وہی حال معراج جناب سید الرسل

سبب تخصیص التحیات بجالا کر قعود و صلوات | صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم ہوا کہ نماز

کے قعود میں یہ سب عبارت پڑھی جاوے۔ قعود لگانے کی سب ہیئتوں میں بندوں

کی توقیر پر زیادہ دلالت کرتا ہے کہ گویا بادشاہ کے حضور میں بندوں کو بسبب

کمال عنایت کے اجازت بیٹھنے کی حاصل ہوئی اسی جہت سے پڑھنا التحیات

کا کہ بوقت کمال توقیر جناب سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت

اس کی حاصل ہوئی تھی قعود میں مقرر ہوا۔ نکتہ ثانیہ : بعضے گناہگاروں

کے دل میں یہ غلجبان ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے

وقت کرامت میں عباد صالحین کو بالخصوص یاد فرمایا گنہگاروں کا ذکر نہ کیا ہے
 نکتہ لطیفہ دربارہ گنہگاراں | جواب اس کا بعض بزرگوں نے خوب لکھا ہے
 وہ یہ ہے کہ ممکن نہ تھا کہ ایسے وقت میں آپ گنہگاروں کو یاد نہ کرتے آپ
 رحمۃ للعالمین تھے اور نظر عنایت آپ کی گنہگاروں پر زیادہ تر تھی سو آپ نے
 اس مقام قرب و حضور میں گنہگاروں کو صالحین سے پہلے یاد فرمایا اس طرح کہ
 ایک طرح رتبہ ان کا صالحین سے برتر تھا یعنی آپ نے السلام علینا بصیغہ متکلم
 مع الغیر فرمایا سلام ہم سب پر السلام علی سلام مجھ پر بصیغہ متکلم واحد نہ فرمایا
 سو گنہگاروں کو آپ نے بنظر عزیز پروری اپنے ساتھ شامل کر لیا اور صالحین
 سے پہلے انہیں یاد کیا ہے کہ مستحق کرامت گنہگاراں اند۔

ذکر فرضیت | اللہ جل جلالہ نے اس بات میں ایسے علم اور فیوض
 حال نماز نیچگانہ | آپ کو عطا فرمائے کہ زبان بیان اس کے لہجہ
 سے کوتاہ ہے خود خدای تعالیٰ نے بہم رکھا ہے فرمایا ہے

فَاَوْحِيَ اِلَىٰ عَبْدِهٖ | پس وحی بھی خدای تعالیٰ نے نفل اپنے
 مَا اَوْحٰیہ (یعنی سوزہ انجم) | بندے کے جو کچھ کہ وحی بھیجی۔

اور اللہ تعالیٰ نے پچاس وقت کی نماز آپ کی امت پر فرض
 کی آپ وہاں سے پھرے جب چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے
 پاس آئے انہوں نے پوچھا کہ تمہاری امت پر کیا فرض ہوا۔ آپ نے کہا پچاس
 وقت کی نماز ہر روز۔ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا کہ تمہاری امت سے
 پچاس وقت کی نماز ہر روز نہ ہو سکے گی میں نے معاملہ بنی اسرائیل کا خوب
 جھگٹا ہے اور بہت تدبیریں ان کی ہدایت اور اطاعت کی کرتا رہا ہوں مجھے
 حال خوب معلوم ہے تم اپنے رب کے پاس پھر جاؤ اور خدای تعالیٰ سے اپنی
 امت کے لیے تخفیف چاہو۔ آپ نے بموجب مشورہ موسیٰ علیہ السلام کے کیا اور
 خدای تعالیٰ نے دس نمازوں کی تخفیف کی چالیس رکھیں۔ پھر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام

کے پاس آئے انہوں نے پھر تقریر مثل سابق کے کی اور آپ پھر گئے اور دس کی پھر تحفیف ہوئی اسی طرح ہر بار تحفیف ہوتے ہوتے دس کو پہنچی اور پھر بموجب مشورہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جب مراجعت فرمائی خدای تعالیٰ نے پانچ وقت کی نماز رکھی پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تمہاری امت سے پانچ وقت کی نماز بھی نہ نہ ہو سکے گی پھر جاؤ اور خدای تعالیٰ سے تحفیف چاہو۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے یہاں تک اللہ جل جلالہ کے حضور میں بار بار عرض کیا کہ اب مجھے عرض کرنے میں شرم آتی ہے میں نے پانچ وقت کی نماز قبول کر لی اسی وقت عرش سے ندا آئی اَمْضَيْتُ فَرِيضَتِي وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِي پورا کیا میں نے اپنا فرض اور تحفیف کی اپنے بندوں سے یعنی ہر سکی کا دس گنا ثواب ہوتا ہے پس نمازیں بحساب ثواب کے چاس ہوئیں کہ خدای تعالیٰ نے پہلے فرض کی تھیں اور بندوں کو آسانی ہو گئی کہ پانچ ہی نمازیں پڑھیں گے اور چاس کا ثواب پاویں گے۔

ف۔ صحیح بخاری میں تو فرض ہونا پچاس نمازوں کا شب معراج میں حسب شرح سابق تحفیف ہو کے پانچ کا رہنا مذکور ہے روزوں کا ذکر نہیں اور بعض کتابوں میں فرض ہونا چھ مہینے کے روزوں کا اور تحفیف ہو کے ایک مہینے کے رہنا بھی مذکور ہے۔

پیش ہونا پیالوں کا شب معراج میں | ف۔ آپ کے سلسلے شب معراج میں تین پیالے پیش ہوئے ایک دودھ کا اور ایک شہد کا اور ایک شراب کا۔ آپ نے دودھ کا پیالہ لیا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا اِخْتَرْتَ الْفِطْرَةَ تم نے اختیار کیا فطرت اسلام کو۔ دودھ کو اللہ تعالیٰ نے بہت لطیف اور نافع بنایا ہے۔ مادہ حیات آدمی کا کھانے اور پینے پر ہے سو دودھ بچانے اور پانی دونوں کے ہو جاتا ہے۔ پس دودھ مادہ حیات جسمانی ہے جس طرح ایمان مادہ حیات روحانی ہے سو دودھ صورت مثالی تھی۔ ایمان اور اسلام کی آپ نے اختیار کیا تاکہ آپ کی امت میں ایمان و اسلام قائم رہے۔ بعضی

روایات میں پیش آنا پیالوں کا پاس سدرۃ المنتہیٰ کے مذکور سے اور بعضی روایات میں بیت المقدس میں دونوں روایتوں کی تطبیق کے لیے بعض علماء نے لکھا ہے کہ دونوں جگہ پیش ہوئے۔

مشاہدہ عجائبات | ف شب معراج میں آپ نے بہشت اور دوزخ کی بھی سیر کی اور بہت امور عجیبہ مشاہدہ کیے مگر کتب تواریخ میں بروایت بخاری ایک حدیث ہے جس میں خواب میں مشاہدہ کرنا آپ کا اس جنس کے امور کو مذکور سے جسے شب معراج میں لوگ ذکر کرتے ہیں اس مقام پر وہ حدیث ذکر کی جاتی ہے۔

حال | جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو بعد نماز لوگوں سے پوچھا کرتے تھے کہ تم نے کوئی خواب دیکھا ہے جو کوئی بیان کرتا ہے آپ اس کی تعبیر ارشاد کرتے۔ ایک دن آپ نے لوگوں سے حسب معمول پوچھا کسی نے کوئی خواب بیان نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا کہ رات میں نے دیکھا کہ میرے پاس دو شخص آئے اور مجھے اٹھا کے لے چلے ایک میدان صاف میں پہنچے وہاں دیکھا کہ ایک شخص بیٹھا ہے اور اس کے سر کے پاس ایک شخص کھڑا ہے اور اس کے ہاتھ میں ایک آنکڑا ہے۔ اس آنکڑے کو اس بیٹھے کے منہ میں ڈال کے ایک طرف کا گلیپھرا اس کا چیزتا ہے پشت تک پھر آنکڑے کو نکال کر دوسرا گلیپھرا پھرتا ہے پشت تک اتنی دیر میں پہلا گلیپھرا اس کا درست ہو جاتا ہے۔ آپ نے پوچھا یہ کون ہیں؟ سہراہیوں نے کہا کہ آگے چلو آپ آگے چلے دیکھا کہ ایک آدمی چپٹ لپٹا ہے اور ایک آدمی اس کے سر کے پاس کھڑا ہے اور اس زور سے پتھر اس کے سر میں مارتا ہے کہ سر اس کا بچی ہو جاتا ہے اور دماغ پاش پاش ہو جاتا ہے اور پتھر لڑھک جاتا ہے وہ شخص اس پتھر کو اٹھانے جاتا ہے جب تک وہ پتھر اٹھا کے لاتا ہے اس لیے آدمی کا سر درست ہو جاتا ہے پھر وہ پتھر مارتا ہے اور سر کو بچی کر دیتا ہے اور پتھر لڑھک جاتا ہے

اور وہ پتھر اٹھانے کو جاتا ہے اور پھر سر درست ہو جاتا ہے پھر پتھر مارتا ہے
آپ نے دونوں ہمراہیوں سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا آگے چلو۔
آگے چلے دیکھا کہ ایک غار اوپر سے تنگ اندر سے کشادہ مثل تنور کے اور اس
میں آگ جلتی ہے اور کچھ مرد بنگے اور کچھ عورتیں بنگی ہیں آگ انہیں جلاتی ہے
اور آگ کے زور سے وہ تلے سے اوپر اٹھتے ہیں اتنا کہ قریب نکلنے کے ہو جاتے
ہیں پھر اندر کو چلے جاتے ہیں۔ آپ نے پوچھا یہ کون ہیں؟ دونوں ہمراہیوں
نے کہا کہ آگے چلو۔ آگے چلے دیکھا کہ ایک نہر ہے خون کی اور ایک آدمی اس
کے بیچ میں ہے اور باہر نکلنا چاہتا ہے اور کہتا ہے یہ ایک آدمی ہے کہ اس
کے ہاتھ میں پتھر ہیں ان سے درمیان والے آدمی کو مار کر پھیر دیتا ہے۔ آپ
نے پوچھا یہ کون ہیں دونوں ہمراہیوں نے کہا آگے چلو۔ آگے چلے دیکھا ایک
باغ سبز ہے اس میں ایک بڑا درخت ہے کہ اس کی جڑ میں ایک بڑھا ہے او
کچھ لڑکے اور قریب وہاں سے ایک شخص آگ جلا رہا ہے۔ آپ کو دونوں آدمی
درخت پر چڑھالے گئے، درخت کے بیچ میں ایک گھر تھا اس میں داخل کیا کہ پہلے
گھر سے بھی اچھا تھا دیکھا کہ اس میں بڑھے اور جوان ہیں آپ نے ان دونوں
شخصوں سے کہا کہ تم دونوں نے ساری رات مجھے پھر ایا بیان تو کرو حقیقت ان
چیزوں کی جو دیکھیں۔ انہوں نے کہا کہ جس کے گلپھڑے پیرے جاتے ہیں وہ شخص
ہے جو جھوٹ بولتا ہے اور جھوٹی بات اس کی مشہور ہو جاتی ہے اور جس آدمی کا
سر پتھر سے کچلا جاتا ہے وہ ہے جو قرآن مجید یاد کرے اور رات کو سو رہے
قرآن نہ پڑھے اور دن کو اس کے موافق عمل نہ کرنے کی قیامت تک اس کیساتھ
ایسا ہی معاملہ ہوگا اور مرد اور عورتیں برہنہ جو آگ میں جلتے غار مثل تنور میں نظر
پڑیں وہ زنا کار مرد اور عورتیں ہیں اور خون کی ندی والا آدمی سو دھوا رہے اور
بڑھا جو درخت کی جڑ میں دیکھا حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور لڑکے اولاد لوگوں
کی اور آگ جلانے والا فرشتہ داروغہ دوزخ مالک تھا اور پہلا گھر جو دیکھا عام

مومنین کا گھر ہے بہشت میں اور دوسرا گھر اس سے اچھا شہدار کا گھر ہے اور ہم دونوں جبرئیل (علیہ السلام) اور میکائیل (علیہ السلام) ہیں۔ سر اٹھا کے دیکھو دیکھا تو تو ایک ابر سفید سا نظر پڑا، کہا یہ تمہارا گھر ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا چھوڑو اپنے مکان میں داخل ہوں کہا ابھی تمہاری عمر باقی ہے بغیر اس کے پورا کیے تم اس گھر میں داخل نہیں ہو سکتے۔

حال بیان اس بات کا کہ معراج میں آپ کا تشریف لیجانا از قبیل عالم آخرت ہے

بعد قرب تمام جناب خالق کریم و حصول شرف کلام و دیدار و دیگر نعمای عظیمہ آپ نے مراجعت فرمائی۔ مشہور ہے کہ بستر مبارک منور گرم تھا اور زنجیر حجرے کی منور ہلتی تھی اور روضۃ الاحباب میں زمانہ آمد و رفت تین ساعت لکھا ہے پس اس عالم میں اثر توقف اور طول سیر کا معلوم نہیں ہوتا تھا۔ حضرت شیخ مجدد الف ثانیؒ و دیگر صوفیہ کرام نے لکھا ہے کہ معراج میں آپ کا تشریف لے جانا از قبیل عالم آخرت ہے کہ اس عالم میں بڑی گنجائش ہے ایک لمحے میں صد ہا سال کے کام ہو سکتے ہیں۔

حال صبح آپ نے اس حال کو بیان فرمایا۔ کفار نے جھٹلایا اور ٹھٹھا کرنے لگے۔ بعضوں نے ان میں جھپٹ کے ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) سے کہا کہ تم اب بھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو سچا کہو گے۔ وہ کہتے ہیں کہ رات میں بیت المقدس اور سب آسمانوں کی سیر کر آیا۔ ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے کہا اگر وہ یہ بات کہتے ہیں تو بیشک سچے ہیں اور آپ کے حضور میں حاضر ہو کے احوال معراج سن کے بخوبی تصدیق کی۔ اسی سبب سے ان کا لقب صدیق ہوا۔ چنانچہ حاکم نے روایت کی ہے اور بعض ضعیف الایمان مرتد ہو گئے۔

حال کافروں نے کہا کہ آسمانوں کا حال میں معلوم نہیں مگر بیت المقدس کو ہم نے دیکھا ہے اور خوب جانتے ہیں کہ تم وہاں کبھی نہیں گئے ہو جہلا نقشہ بیت المقدس

کا اور شرح اس کے مکانات کی تو بیان کر دو۔ آپ شب میں تشریف لے گئے تھے اور کچھ ضرورت آپ کو نقشے کے دریافت کرنے کی نہ تھی بائیں جہت آپ کو نقشے کے بیان کرنے میں تامل ہوا خدائی تعالیٰ نے بیت المقدس کو آپ کے سامنے کر دیا آپ نے دیکھ کر بخوبی نقشہ بیان کر دیا۔ کافر لا جواب ہوئے اور آپ نے ان کے قافلہ کا کہ بجانب شام تجارت کو گیا تھا حال بیان کیا کہ وہ پھرے ہیں بدھ کے روز مکہ میں داخل ہوں گے۔ اس دن قافلہ قریب شام تک نہ آیا اللہ تعالیٰ نے دن کو اتنا بڑھا دیا کہ قافلہ مکہ میں داخل ہو گیا بالجملہ خدائی تعالیٰ نے ہر طرح اس عطیہ عظیم کی صورت تصدیق نمایاں کی۔

باب دوم احوال ہجرت کے بیان میں تا وفاق

فصل اول مقدمات ہجرت اور حالارہ کے بیان میں

جب نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبائل عرب کو جو موسم حج میں واسطے حج کے آتے دعوت اسلام کی فرماتے اور اپنی رفاقت کے لیے کہتے سو یہ سعادت نصیب انصار مدینہ کے تھی۔ ایک سال میں کہ گیارھواں سال نبوت کا تھا کچھ لوگ قوم انصار کے آئے تھے آپ نے ان کو دعوت اسلام کی دی انہوں نے مدینہ کے یہود سے سنا تھا کہ ایک پیغمبر عنقریب پیدا ہوں گے اور وہ انصار مغلوب ہوتے تھے اور کہتے تھے کہ جب وہ پیغمبر پیدا ہوں گے ہم ان کے ساتھ ہو کے تمہیں قتل کریں گے۔ انصار نے آپ کی دعوت سن کر کہا کہ وہی پیغمبر معلوم ہوتے ہیں جن کا ذکر یہود کرتے ہیں لیکن ایسا نہ ہو کہ یہود ہم سے پہلے ان سے آئیں اور چھ آدمی ان سے مشرف باسلام ہوئے اور اقرار کیا کہ سال آئندہ میں ہم بھرا آویں گے۔ مدینہ میں جا کر انہوں نے آپ کا ذکر کیا اور ہر گھر میں آپ کا ذکر پہنچا۔ بارہویں سال انصار میں سے بارہ آدمی نے آپ سے ملاقات کی پانچ پہلوں میں کے اور سات اور انہوں نے احکام اسلام اور اطاعت پر بیعت کی آپ نے حسب درخواست ان کے مصعب بن عمیر کو واسطے تعلیم قرآن مجید اور شریعہ اسلام کے مدینہ کو بھیج دیا مصعب نے تعلیم قرآن و شریعہ اور دعوت اسلام کی شائع کی اور اکثر آدمی انصار میں کے مسلمان ہو گئے تھوڑے اُن میں باقی رہے۔ تیرہویں سال

۱۲۔ مقدمات سے وہ امور مراد ہیں جو ہجرت سے پہلے ہوئے اور سبب ہجرت کا ہوئے ۱۲

میں شہزادی شرفائے انصار میں سے آئے اور مشرف باسلام ہوئے اور عہد پر پیمانہ
 آپ کے ساتھ کیا کہ آپ جو مدینہ کو تشریف لے جاویں گے ہم خدمت گزار
 میں کوتاہی نہ کریں گے اور جو کوئی دشمن آپ کا مدینہ پر چڑھے آوے گا ہم اس
 سے لڑیں گے اور جاں نثاری میں قصور نہ کریں گے یہ دونوں بیعتیں بیعت
 عقبہ اولیٰ اور بیعت عقبہ ثانیہ کہلاتی ہیں۔ عقبہ کے معنی میں گھائی کے ایک
 گھائی پر یہ بیعتیں ہوئی تھیں لہذا بیعت عقبہ کہلاتی ہیں پہلی اولیٰ اور دوسری
 ثانیہ بعد بیعت عقبہ ثانیہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو اجازت
 ہجرت مدینہ طیبہ کی فرمائی اور اصحاب نے روانہ ہونا شروع کیا خفیہ روانہ
 ذکر ہجرت حضرت عمر رضی اللہ عنہ | ہوئے مگر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ
 عنہ ہمیشہ حامل کر کے مسلح ہو کر خانہ کعبہ پر آئے اور طواف کیا بعد اس کے حجت
 کفار کو خطاب کر کے کہا خراب ہوں وہ لوگ جو پتھروں کو پوجتے ہیں۔ پھر کہا
 جس کو اپنی جو رو کا بیوہ کرنا اور اپنی اولاد کا یتیم کرنا منظور ہو میرا سامنا کرے۔
 یہ کہہ کر روانہ ہوئے طرف مدینہ۔ کسی کو قریش میں سے طاقت اس بات کی نہ
 ہوئی کہ ان کا مقابلہ کرے۔ سب صحابہ ہجرت کر گئے سوائے ابوبکر صدیق رضی اللہ
 عنہ کے اور علی رضی اللہ عنہ کے کوئی باقی نہ رہا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پوچھا
 آپ نے انھیں بشارت دی کہ تم میری رفاقت میں چلو گے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ
 یہ بات سن کر بہت خوش ہوئے۔

حل | ایک دن سرداران کفار قریش مثل الجہلی وغیرہ دارالندوہ میں کہ
 متصل خانہ کعبہ کے ایک مکان تھا اور مشورت کے لیے قریش وہاں جمع ہوا کرتے
 تھے واسطے مشورے کے امر میں مجتمع ہوئے ابلیس لعین بصورت ایک پیر
 کے وہاں آسوجا ہوا کفار قریش اس کے آنے کو مغل سمجھے اس واسطے کہ مشورہ
 تنہائی میں کرنا چاہتے تھے۔ شیطان نے کہا کہ میں ساکن نجد ہوں اور مجھے معلوم

۱۲۔ لے مجمع ہونا کفار قریش کا دارالندوہ میں واسطے مشورت کے آپ کے امر میں۔

ہے جس باب میں تم مشورہ کیا چاہتے ہو میں مردِ تجربہ کا رہوں اس امر میں صلاح نیک
 دوں گا۔ کفار یہ بات سن کر خوش ہوئے اور اس کے آنے کو عنایت سمجھے اصطلاح میں
 شیطان کو شیخ نجدی جو کہتے ہیں منشاء اُس کا یہی قصہ ہے بعد ازیں کفار نے مشورہ
 پیش کیا اور کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہمیں بہت عاجز اور تنگ کیا ہے ہمیں
 کافر کہتے ہیں ہمارا ٹھکانا دوزخ بتاتے ہیں معبودوں کو ہمارے برابر کہتے ہیں ہماری
 جماعت میں تفرقہ ڈال دیا بعید نہیں کہ اپنے تابعین اور رفقاء کے زور سے
 ہم سے لڑنے کا قصد کریں ان کے لیے ایسی تدبیر سوچو کہ بالکل دفع ہو جائیں ایک
 شخص نے ان میں سے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ایک کوٹھڑی میں قید کر دو
 ایک علیحدہ جگہ کہ کوئی ان سے ملنے نہ پاویں فتنہ ان کا تو یہی ہے کہ لوگ ان کا کلام
 سن کر فریفتہ ہو جاتے ہیں جب ان سے کوئی ملنے نہ پاوے گا یہ فتنہ موقوف ہو جاوے
 گا۔ شیخ نجدی نے کہا یہ رائے پسندیدہ نہیں بنی ہاشم اور سب تابعین محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
 کے اس باب میں مزاحم ہوں گے اور نوبت جدال اور قتال کی پہنچے گی۔ بعد ازاں
 ایک شخص نے کہا کہ میری رائے میں یہ ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو یہاں
 سے نکال دو یہاں نہ رہیں گے تو ہم ان کے شر سے محفوظ رہیں گے۔ شیخ نجدی
 نے کہا کہ یہ رائے بھی ناصواب ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زبان آوری اور
 سحر بیانی معلوم ہے جہاں جائیں گے لوگوں کو مسخر کر لیں گے اور تابعین ان کے
 ان سے جا ملیں گے زور پیدا کر کے ہم پر چڑھ آئیں گے اور ہنگامہ اڑائے اور
 جدال و قتال ہوں گے بعد ازاں الجہل نے یہ رائے نکالی کہ ہر قبیلہ قریش میں
 سے ایک ایک آدمی منتخب ہو اور رات کو سب مجتمع ہو کے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے
 مکان پر جا کے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کریں۔ بنی ہاشم سارے قبائل قریش سے
 طاقت و مقاومت کی نہیں رکھتے بالضرورت یعنی خون بہا پر راضی ہو جائیں گے۔

لے وجہ تسمیہ شیطان شیخ نجدی علیہ السلام وہ شام بن عمر تھا علیہ السلام وہ ابو البختری تھا۔ ۱۲۰۰ھ حرہ اللہ تعالیٰ

اور ہم لوگ دیتے تھے تکلف اور کریں گے۔ ابلیس لعین نے اس امر کو نہایت پسند کیا اور اس بات پر مشورہ ختم کر کے عزم بالجزم اس امر کا کر کے وہاں سے اٹھے اللہ جل جلالہ نے اس سب مشورہ کی خبر آنحضرت کو پہنچائی۔ آیہ

وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا
لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ
وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ وَاللَّهُ
خَيْرُ الْمَكْرِينِ ۝ (پ: ۶۹: ۱۸)

ترجمہ ” اور جب مکر کرتے تھے کافر لوگ
کہ تجھے قید کریں یا نکال دیں اور واؤں کرتے ہیں وہ
اور واؤں کرتے ہیں اللہ اور اللہ بہتر واؤں کرنے
والا ہے۔

میں اسی بات کا ذکر ہے اور حکم نازل ہوا کہ تم مدینے کو ہجرت کر جاؤ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کے وقت ابو بکر صدیق کے گھر تشریف لے گئے اور ان سے نہائی میں حال بیان کیا اور کہا کہ تم رفیق ہو ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا کہ میں نے دو اونٹنیاں اسی سفر کے لیے خریدی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ان میں ایک مجھے اس قیمت کو دو جس قیمت کو تم نے لی ہے۔ ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے کہا آپ کے ویسے نذر ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں یہ تو بقیہ قیمت ہی لیں گے جتنی ابو بکر (رضی اللہ عنہ) نے کہا بہت خوب۔ **ف** با آنکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مال ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کو بے تکلف خرچ کرتے تھے اپنا ہی مال سمجھتے تھے۔ اس اونٹنی کی قیمت میں کیوں اصرار کیا۔ سبب اس کا محمدؐ نے یہ لکھا ہے کہ آپ نے چاہا کہ اس عبادت عظمیٰ میں صرف مال اپنی ذات ہی کا ہو۔

حال رات کو آپ دولت خانے میں تھے کہ جماعت کفار نے آکے دروازہ مبارک کو گھیر لیا اور وہاں مجتمع ہوئے۔ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ

لے نکتہ اس بات کا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بوقت ہجرت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اونٹنی بقیہ قیمت کیوں لی جبکہ ان کا مال تو آپ بے تکلف خرچ کرتے تھے۔ ۱۲ منہ حمد اللہ تعالیٰ۔ (حقیقہ تدبیر کرنے والا)

کو اپنے بستر پر لٹا دیا اور روئے مبارک کو انہوں نے اڑھ لیا اور ان سے
 آپ نے فرمایا کہ کفار تمہیں کچھ ضرر نہ پہنچا سکیں گے اور آپ کے پاس جو
 لوگوں کی امانتیں تھیں حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کو دے دیں اور ان سے کہا
 کہ یہ مالکوں کو پہنچا کے مدینہ میں آئیو اور آپ دروازے سے نکلے اور اول سورہ
 یس کو فاتحہ دینا کہ لا یبئس و دن (پا: ۱۸۷) تک پڑھ کے ایک
 مٹھی خاک جماعت کفار پر پھینک ماری وہ سر کافر کے سر اور منہ پر اور آنکھوں میں
 پہنچی اور آپ صاف نکل گئے کسی کو نظر نہ آئے۔ پھوڑی دیر کے بعد ایک شخص
 کہ وہ شیطان تھا وہاں موجود ہوا اور پوچھا کہ کس فکر میں کھڑے ہو انہوں نے کہا کہ
 بقصد محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کھڑے ہیں۔ شیطان نے کہا کہ وہ تمہاری آنکھوں میں
 اور سروں پر خاک ڈال کر چلے گئے۔ سر ایک نے جو اپنے چہرے اور منہ پر ہاتھ
 پھیرا اثر خاک کا پایا۔ ف۔ لکھا ہے کہ کفار اس وقت مجتمع تھے اور خاک
 ان پر پہنچی سب بحالت کفر بروز بدر مقتول ہوئے سوائے حکیم بن حزام کے کہ
 وہ مشرف باسلام ہوئے اور روز بدر مقتول نہیں ہوئے بلکہ ان کی عمر ایک
 سو بیس برس کی ہوئی، ساٹھ برس بحالت کفر گزرے تھے اور ساٹھ برس
 زندہ رہے پھر کفار نے دروازے کی درزیوں سے جو دیکھا تو
 حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کو آپ کے بستر پر چا اور اڑھے لٹیا دیکھا سمجھے کہ
 آپ لیٹے ہیں۔ بالآخر مکان کے اندر گھسے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کھٹکا سن کر
 بستر سے اٹھ کھڑے ہوئے ان سے پوچھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہاں
 ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مجھے نہیں معلوم۔ پھر وہ حضرت علی (رضی اللہ عنہ) سے
 متعرض نہ ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاش میں مشغول ہوئے۔

۱۔ حزام کبیر جانے پہلہ وزائے معجمہ قاموس میں لکھا ہے کہ حکیم بن حزام خود بھی صحابی
 ہیں اور ان کے باپ بھی صحابی ہیں اور ان کے بیٹے کا نام بھی حزام تھا وہ تابعی ہے ۱۲۔

حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دولت خانہ سے نکل کے ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کے گھر تشریف لے گئے اور ان کو ساتھ لے کے پیادہ روانہ ہوئے آپ نے جو تاپاؤں سے نکال ڈالا تھا اور انگلیوں سے چلتے بائیں خیال کہ نشان قدم معلوم نہ ہوں آپ کے پاؤں زخمی ہو گئے۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو کندھے پر سوار کیا اور غار ثور تک پہنچا دیا۔

آپ کا غار ثور میں تشریف لے جانا اور وہاں کے معجزات کا بیان

اور ایک پہاڑ سے متصل مکہ کے جب غار کے پہنچے ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے آپ سے کہا کہ آپ باہر پٹھریں میں جا کے غار کو صاف کر ڈالو کہ پہاڑوں کے غار اکثر حشرات سے خالی نہیں ہوتے۔ پھر ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) غار میں گھسے اور اپنی چادر کو پھاڑ کے سب سوراخ بند کیے۔ ایک سوراخ باقی رہا اس میں حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے اپنے پاؤں کی ابروی رکھ دی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غار میں بٹلایا۔ آپ اندر تشریف لے گئے اور ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کے زانو پر مبارک رکھ کر سو رہے، سانپ نے حضرت صدیق کے پاؤں میں کاٹا، انہوں نے جنبش نہ کی بائیں خیال کہ آپ کی نیند میں خلل نہ پڑے لیکن بسبب شدت تکلیف کے حضرت صدیق (رضی اللہ عنہ) کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اور رخسار مبارک پر گرے، آپ جاگ اٹھے۔ ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا کہ مجھے سانپ نے کاٹا آپ نے آہ دہن کاٹنے کی جگہ پر لگا دیا فوراً حضرت صدیق (رضی اللہ عنہ) اچھے ہو گئے۔

حال بعد آپ کے غار میں داخل ہونے کے مگر طی نے جالا غار کے منہ پر پور دیا اور ایک کیوتر کے جوڑے نے آ کے غار میں اندر سے دس کے سینا شروع کیا صبح کو کفار تلاش کرتے ہوئے لب غار تک پہنچے اور اس

کے لکھنا پتھو وغیرہ۔ ۲۰ معجزہ ۱۳۔ ۲۱ معجزہ ۱۴۔

طرح جا کھڑے ہوئے کہ حضرت صدیق (رضی اللہ عنہ) کو ان کے پاؤں نظر پڑے۔
حضرت ابوبکر صدیق کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کمال حزن و قلق ہوا اور
عرض کی کہ اگر یہ لوگ اپنے پاؤں کی طرف دیکھیں گے تو ہمیں دیکھ لیں
گے۔ آپ نے فرمایا:

لَا تَخْذَنْ اِيَّاهُ اللّٰهُ مَعَنَا | (یعنی) رنج مت کرو بیشک
(پ: ۴ - ۱۲)

کفار نے جب مکہ طہی کے جانے اور کبوتروں کے جوڑے کو دیکھا تو انھوں نے
کہا کہ اگر کوئی آدمی اس غار میں گھسا ہوتا تو یہ مکہ طہی کا جالا لٹ گیا ہوتا اور کبوتر
جنگلی وحشی جانور ہے اس غار میں نہ ٹھہرتا۔ بعضوں نے کہا کہ یہ جالا تو ہم نے محمد
(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی پیدائش سے پہلے دیکھا تھا ویسا ہی ہے اور یہ کہہ کر
کفار پھر گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کی محافظت کے لیے تار عنکبوت
اور جانور وحشی سے ایسا کام لیا کہ صد ہا زرہ آہنی اور حیوانان جنگلی سے نہ نکلتا۔

فضیلت حضرت ابوبکر صدیق و حضرت علی | ف - قصہ ہجرت میں اللہ جل جلالہ
مرضی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی سے قصہ ہجرت میں
نے حضرت علی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما

کو بہت فضیلت عطا فرمائی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تو یہ کہ محل خوف جان میں بجا آئے
آپ کے لیے اور داو جان شاری کی وی۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ یہ آیت

(یعنی) اور بعض آدمی بیچتے ہیں جان

اپنی خدا کی رضا مندی کی تلاش میں اور اللہ
بہت ہر جان ہے بندوں پر

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْرِي
نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ
وَاللّٰهُ رَعُوفٌ بِالْعِبَادِ

(پ: ۴۲: ۹)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں اس قصہ ہجرت میں نازل ہوئی ہے اور
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت تو ظاہر ہے کہ سارے سفر ہجرت
میں حق خدمت گزار اور جان شاری جیسا کہ چاہیے بجالائے اور آیت

يَقُولُ لِحَاجِبِهِ لَا تَحْزَنُ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا بِالْإِتِّفَاقِ أَبُو بَكْرٍ صَدِيقِ كِي هِي
 نشان میں نازل ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر کو بہ نصیص صاحب رسول اللہ
 (صلی اللہ علیہ وسلم) فرمایا اور بزبان اپنے حبیب کے معیت خاصۃ الہیہ کی بشارت دی۔
 وَ اِذَا تَحْقِيقُ نَعْلَمَا هُوَ كَهْ حَضْرَتِ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ نَعْلَمَا فِي فِرْعَوْنَ نَعْلَمَا
 اَنَّ كَاتَعَابُ كِيَا تَعَابُ اَوْرَا صَحَابِ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ نَعْلَمَا كِيَا تَعَابُ اِنَّا لَمَدْرُكُوْنَ
 یعنی ہم پکڑے جائیں گے۔ فرمایا:

كَلَّا اِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِيْنِ | (یعنی) کوئی نہیں بتھقیق میرے ساتھ رب
 (پا۔ ع: ۸۰) میرے۔ عنقریب مجھے ہدایت کرے گا۔

اس مقولہ میں اور مقولہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم كَلَّا تَحْزَنُ اِنَّ اللَّهَ
 مَعَنَا میں بڑا فرق ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو زجر کیا کہ
 حرف کلام محاورہ عرب میں واسطے زجر کے ہے اور معیت الہی اپنے ہی ساتھ بیان
 کی معنی بصیغہ واحد فرمایا اصحاب کو اس سے نصیہ نہ دیا اور جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے کلام کو کلمہ تشلی و محبت سے شروع کیا کہ كَلَّا تَحْزَنُ جَمْعُ
 كَرِهُوا اور معیت خاصۃ الہی سے اپنے صاحب کو بھی مشرف کیا کہ اِنَّ اللَّهَ مَعَنَا
 (بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے) اور اس سے علو شان جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسبت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اور حضرت ابو بکر
 رضی اللہ عنہ کا نسبت اصحاب موسیٰ علیہ السلام کے پایا جاتا ہے۔

وَ اِذَا تَحْقِيقُ نَعْلَمَا هُوَ كَهْ حَضْرَتِ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ نَعْلَمَا فِي فِرْعَوْنَ نَعْلَمَا
 کہتا کہ اگر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میری ساری عمر کے اعمال حسنہ لے لیں اور بدلے
 ان کے ایک رات اور ایک دن کے اپنے اعمال دے دیں تو میں راضی ہوں۔ رات
 ہجرت کی اور سب قصہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر کی رفاقت اور
 حبان ثناری کا اور اس رات میں سانپ کے کاٹنے کا بیان کیا اور دن وہ دن کہ
 بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اطراف مدینہ کے اکثر لوگ مرتد ہو

گئے اور کچھ لوگ زکوٰۃ دینا نہیں مانتے تھے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نہایت
 کوشش کی اور از سر نو دین کو قائم کیا۔ اس سے بھی کمال مقبولیت عمل شب
 بھرت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی معلوم ہوتی ہے تبین دن تک آپ نے غار ثور میں
 شریف رکھا۔ عامر بن فہیرہ کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے غلام آزاد تھے۔ متصل
 غار کے بکریاں چراتے تھے وہ دودھ بکریوں کا آپ کو اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ
 کو پلا جاتے تھے اور عبد اللہ بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کہ جوان تھے۔ مکے میں
 قریش کی مجالس میں جا کے خبریں دریافت کر کے رات کو آپ کے حضور میں آ کے
 بیان کر دیتے تھے بعد میں دن کے آپ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عامر بن فہیرہ
 اوستنیوں پر سوار ہو کے براہ ساحل روانہ ہوئے۔ عبد اللہ بن اریقظ ذہلی کو راہمیری
 کے لیے ساتھ لیا۔ اوستنیاں اسی کے سپرد تھیں اور اس روز حسب الحکم در غار پر
 حاضر لایا تھا۔ کفار مکہ نے اشتہار دیا تھا کہ جو کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑ لائے
 یا قتل کرے اس کو ہم سواونٹ اور ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کو پکڑ لاوے یا قتل
 کرے اسے بھی سواونٹ دیں گے اور جو دونوں کو پکڑ لاوے دو سواونٹ پاد۔
 حال۔ ام معبد کے | جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع رفقا۔ ایک دن
 خیمہ سے گزرنا | خیمہ ام معبد پر پہنچے۔ ام معبد ایک عورت تھی شرفائے
 عرب میں۔ خیمہ اس کا راہ مدینے میں واقع تھا۔ آپ نے ام معبد سے گوشت
 اور چھوہار سے طلب کیے اس کے پاس نہ ملے۔ ایک بکری آپ نے گوشہ خیمے
 میں دیکھی۔ آپ نے ام معبد سے کہا اجازت دو تو اس بکری کا دودھ دوہ لیں۔
 ام معبد نے کہا کہ اس بکری کے دودھ مطلق نہیں، مدت گزری کہ یہ جینی نہیں اور

۱۔ اریقظ بضم ہمزہ وفتح راء مہملہ ویامی ساکنہ وکسر قاف۔ ۱۲ منہ

۲۔ ذہلی بضم دال مہملہ و ہمزہ مکسورہ ولام۔ ۱۲ منہ

۳۔ معبد بفتح میم سکون عین وفتح با۔ ۱۲ منہ

سبب لاغری کے جنگل کو چرنے کے لیے بھی نہیں جاسکتی۔ آپ نے فرمایا کہ کیسی ہی ہو تم دوہنے کی اجازت تو دو۔ ام معبد نے اجازت دی۔ آپ نے اس کے تھن کو ہاتھ لگایا اور بسم اللہ کہی فوراً تھن اس کے دودھ سے بھر گئے اور آپ نے دوہنا شروع کیا۔ ایک بڑا برتن جس میں آٹھ نو آدمی سیر ہو کے پی لیویں بھر دیا اور پہلے آپ نے ام معبد کو پلایا۔ اس نے خوب سیر ہو کر پی پیا پھر آپ کے ساتھ کے آدمیوں نے خوب سیر ہو کر پی پیا۔ پھر آپ نے پیا۔ پھر دودھ کے اس برتن کو بھر دیا اور وہاں سے روانہ ہوئے۔ شام کو ابو معبد شوہر ام معبد جو آئے وہ دودھ دیکھ کے نہایت متعجب ہوئے ام معبد نے کہا کہ یہ برکت ایک مہمان عزیز کی ہے اور آپ کا حال بیان کیا۔ ابو معبد اور ام معبد بعد ازیں مشرف باسلام ہوئے اور صحابہ میں داخل ہوئے۔

ف۔ موہب لدنیہ میں ہے کہ وہ بکری جسے ام معبد کے گھر میں آپ نے دوہا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے تک جیتی رہی اور دودھ دیتی رہی یہاں تک کہ زمانہ رماہہ میں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں ایک بڑا قحط ہوا تھا صبح و شام دودھ دیتی تھی اور پردہ زمین میں ذرا بھی دودھ نہ تھا۔

حال مکہ معظمہ میں بروز مرور (گزنا) آپ کے خیمہ ام معبد پر اشعار عربی سنے گئے۔ ان میں مضمون آپ کے گزر جانے کا خیمہ ام معبد پر اور خائب اور خاسر رہنا لفظ قریش کا مذکور تھا۔

حال۔ سراقہ بن مالک کے تعاقب کا۔ سراقہ بن مالک بن جعشم کہ ایک شخص مزاران عرب میں سے تھا اور حصبیل کے کنارے پر اس کا گھر تھا اس نے مضمون شہرہ کفار قریش سنا تھا کسی نے اس سے جا کے کہا کہ ابھی چچہ شخص اونٹوں پر سوار ادھر سے گئے ہیں شاید وہی ہوں جن کا قریش کو تلاش

لے جا۔ سراقہ بن مالک نے اسے اور لٹھ ن پائے۔

ہے۔ سراقہ نے بطبع انعام قریش ارادہ اُن کے تعاقب کا کیا اور بایں خیال کہ کوئی اور پیش قدمی نہ کرے دھوکا دینے کو کہا کہ یہ لوگ وہ نہیں بلکہ فلانے قبیلے میں کے لوگ ہیں۔ بعد ازیں گھوڑے پر سوار کمان اور ترکش لے کے مسلح ہو کر روانہ ہوا اور گھوڑا جھپٹا کے قریب آپ کے پہنچا۔ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہ ہر طرف محافظت کے واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھتے چلتے تھے سراقہ کو دیکھ کر کہا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ایک سوار آپ پہنچا۔ آپ نے دیکھا اور سراقہ کے لیے بددعا کی اور یکبارگی زمین نے سراقہ کے گھوڑے کو پیٹ تک نکل لیا۔ پاؤں گھوڑے کے زمین میں غائب ہو گئے۔ سراقہ نے حضور میں عرض کیا کہ میں جانتا ہوں کہ تم دونوں صاحبوں کی بددعا سے میرے گھوڑے کا یہ حال ہوا۔ آپ مجھے اس بلا سے بچاویں میں عہد کرتا ہوں کہ اب پھرتے ہوئے جو کوئی تمہاری تلاش کو آتا سوا ملے گا اس کو میں پھیر دوں گا۔ آپ نے دعا کی، زمین نے سراقہ کے گھوڑے کو چھوڑ دیا۔ سراقہ کہتا ہے کہ مجھے اسی وقت خیال ہوا کہ خدائے تعالیٰ آپ کو غلبہ دے گا اور میں آپ کے متصل گیا اور میں نے آپ سے درخواست کی کہ مجھے آپ امان نامہ لکھ دیجئے کہ جب اللہ تعالیٰ آپ کو غالب کرے تو میں محفوظ رہوں۔ آپ نے حضرت عامر بن نہیرہ کے ہاتھ سے امان نامہ لکھوادیا اور سراقہ اس وقت مسلمان نہ ہوئے لیکن بعد اس کے مشرف باسلام ہوئے اور صحابہ میں داخل ہوئے۔ سراقہ نے پھرتے ہوئے حسب عہد ہر شخص کو جو آپ کی تلاش کے لیے جاتا تھا پھیر دیا کہ تمہارے جانے کی حاجت نہیں ہے میں دیکھ آیا ہوں۔

ف قصہ خسف قارون | یہ معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ زمین نے

آپ کے دشمن کے گھوڑے کو دھنسا لیا مثل معجزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دھنسا لیا مختصر قصہ اس کا جیسا کہ تفسیر بیضاری وغیرہ میں مذکور ہے یہ ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے قارون کو حکم ادا کرنے سے زکوٰۃ کا، دیا قارون کو یہ حکم بہت

قصہ خسف قارون

ناگوار ہوا۔ مال کی اُسے بہت محبت تھی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہزار درہم میں سے ایک درہم زکوٰۃ دینے کو کہا اس میں بھی بہت مال صرف ہوتا تھا۔ قارون کو موسیٰ علیہ السلام سے عداوت ہوئی اور اُس نے ایک عورت کو کہ زنا سے حاملہ ہوئی تھی بہت روپیہ دے کے اس بات پر آمادہ کیا کہ مجمع بنی اسرائیل میں کہہ دے کہ مجھ سے موسیٰ (علیہ السلام) نے زنا کیا اور یہ حمل زنا انھیں کا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام عید کے دن وعظ کہہ رہے تھے اور احکام حدود قصاص بیان کرتے تھے اُس میں انھوں نے کہا کہ جو کوئی زنا کرے اور اس کا نکاح نہ ہوا ہو ہم اس کے سو ڈرتے ماریں گے اور جو زنا کرے اور نکاح اس کا ہوا ہو اُسے ہم سنگسار کریں گے۔ قارون نے کہا کہ اے موسیٰ جو تمہیں نے ایسی بات کی ہو۔ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا کہ میں ایسی بات کروں تو مجھ پر بھی حد اسی طرح جاری ہو۔ قارون نے کہا کہ فلاں عورت یہ کہتی ہے کہ تم نے اس سے زنا کیا ہے اور اس عورت کو پیش کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس عورت سے کہا کہ سچ بیان کر۔ اس نے کہا کہ قارون نے مجھے روپیہ دے کر تم پر تہمت لگانے کو سکھایا اور تم پاک اور مبرا ہو۔ اس پر موسیٰ علیہ السلام کا جلال جوش میں آیا اور زمین سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا خُذْ يَدِيْ عِنْدِيْ لَعَلَّيْ لَئِنْ قَارُونَ كُنتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ۔ قارون کو اُسی وقت قارون کو زمین نے ٹخنوں تک دھنسا لیا۔ قارون نے عاجزی کرنی شروع کی اور کہا کہ اے موسیٰ (علیہ السلام) مجھے بچاؤ، مگر حضرت موسیٰ کا جلال ایسا زور میں تھا کہ سرگز نہ مانا اور پھر فرمایا خُذْ يَدِيْ عِنْدِيْ لَعَلَّيْ لَئِنْ قَارُونَ كُنتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ۔ زمین نے گھٹنوں تک قارون کو دھنسا لیا۔ قارون گر گیا کیا لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام خُذْ يَدِيْ عِنْدِيْ فرماتے رہے اور زمین قارون کو دھنساتی رہی یہاں تک کہ بالکل اُسے دھنسا لیا۔ پھر خدائے تعالیٰ نے حکم کیا کہ گھر قارون کا اور سارا خزانہ اس کا قارون کے سر پر رکھ کے بھی دھنسا دیا۔ ف۔ ان دونوں معجزوں کی کیفیت وقوع میں بھی افضلیت جناب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ظہور شان رحمۃ اللعالمین کا آپ کے معجزے میں عیاں ہے کہ آپ نے سراقہ کے التجا کرتے ہی اُسے خست زمین سے نجات دی بلکہ اسے ہمیشہ کے لیے امان نامہ لکھوا دیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قارون کی تضرع و زاری پر کچھ التفات نہ کیا۔ اللہ جل جلالہ نے بھی حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کو وحی بھیجی کہ اگر مجھے قارون ایک بار بھی پکارتا میں اُسے نجات دیتا تمہیں پکارتا رہا تم نے کچھ نہ سنا۔

ف۔ افضلیت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر یا کسی اور پیغمبر پر جو بیان کی جاوے اس میں ضرور ہے کہ اس بات کا لحاظ رہے کہ کسی طرح تحقیر اس پیغمبر کی نہ نکلے۔ تحقیر ہر پیغمبر کی کفر ہے۔ شاعر لوگ اکثر اس بات کا لحاظ نہیں رکھتے اور اکثر اس بلا میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اور صرف افضلیت کے بیان سے تحقیر لازم نہیں آتی۔ خود خدا تعالیٰ فرماتا ہے

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ
عَلَىٰ بَعْضٍ - (پ۔ ۱۰۴)

” وہ رسول لوگ فضیلت دی ہم نے بعضوں کو ان میں سے بعضوں پر۔“

حال جب آپ متصل مدینے کے پہنچے بریدہ بن الحصیب سلمیٰ مع ستر سواروں کے آپ کو ملے۔ آپ نے پوچھا تم کون ہو؟ انھوں نے کہا بریدہ بن الحصیب۔ آپ نے بطور تفاؤل کے فرمایا يَرْدَا اَمْرًا خَيْرًا اور مُضَدًّا هَوَاكُم ہمارا اور قبیلے کا نام اسلام سن کے آپ نے تفاؤلاً فرمایا سَلِمْنَا (سلامت ہے ہم) پھر آپ نے پوچھا قبیلہ اسلام میں سے کس قوم کے ہو انھوں نے کہا کہ بنی سہم کے آپ نے فرمایا کہ نَحْرَجُ سَهْمًا (حاصل ہوا حصہ تیرا یعنی اسلام سے تجھے نصیب ملا) بریدہ آئے تو بارادہ بدتھے حسبِ شہرہ کفار قریش آپ سے تعرض پہنچانے کی نیت کی لیکن جمال مبارک دیکھ کے اور کلام پاک سن کے مسخر ہو گئے اور مع سب ہمراہیوں کے ایمان لائے۔ پھر انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بوقت داخل ہونے آپ کے مدینے

میں آپ کے ساتھ نشان ہو اور اپنی پگڑی کو ایک لکڑی میں لپیٹ کے نشان بنایا۔ آپ نے انھیں کو نشان بردار کیا کہ آپ کی جلو میں نشان لے کے چلے۔ سبحان اللہ کیا قدرت خدا ہے کس سہکشی سے آئے اور کیسے بالجبار ہو کے ساتھ چلے۔

حال | مدینے کے لوگ بخیاں تشریف آوری آپ کے ہر روز واسطے استقبال کے مکے کی راہ پر آتے اور قریب دوپہر کے پھر جاتے۔ بروز داخل ہونے آپ کے بھی حسب عادت واسطے استقبال کے آئے تھے اور بسبب ہوجانے دیر کے پھر چلے تھے کہ یکبارگی ایک یہودی نے ایک ٹیلے پر سے آپ کی سواری دیکھی اور چلا کے پھرنے والوں سے کہا **يَا مَعْشَرَ الْعَرَبِ هَذَا جَدُّكُمْ** (اے گروہ عرب یہ مطلب تمہارا ہے) وہ لوگ پھرے اور آپ کے ساتھ ہو کے مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے۔ کمال خوشی اہل مدینہ کو حاصل ہوئی۔ لڑکیاں انصار کی گاتی تھیں۔ **شعر**

طوع کیا بدرنے ہم پر ثنیاات الوداع سے واجب | **حَلَّعَ الْبَدْرَ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوِدَاعِ**
 ہوا شکر ہم پر جب تک دعا کرے اللہ سے کوئی دعا کرنا | **وَجِبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا لِلَّهِ دَاعٍ**

ف - ثنیاات الوداع کے معنی میں گھاٹیاں رخصت کی۔ اہل مدینہ رخصت کرنے کے لیے مسافر کو جو بجانب مکہ جاتا تھا ان گھاٹیوں تک جایا کرتے تھے لہذا وہ ثنیاات الوداع کہلائیں۔ قاموس میں اسی طرح سے اور بعض اہل لغت اور محدثین نے لکھا ہے کہ ثنیاات الوداع مدینے سے شام کی جانب سے نہ مکے کی جانب اور شعر مذکور مدینے کی لڑکیوں نے بوقت معاودت آپ کے غزوہ تبوک سے گایا تھا اور صحیح بخاری سے ہونا ثنیاات الوداع بجانب شام ثابت ہوتا ہے۔

فصل دوسری - بیان حال رونق افروزی

مدینہ عظیمہ میں سے تا غزوة بدر

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں پہنچ کر محلہ قبا میں منازل بنی عمرو بن عمرو میں ٹھہرے اور وہ دن دوشنبہ تاریخ بارہویں ربیع الاول کی تھی چودہ دن آپ وہاں رہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بعد ازاں کرنے امانتوں کے۔ آپ کے تیسرے دن محلہ قبا میں حضور سے جا ملے۔ قبا محلہ تھا کنارہ شہر مدینہ پر مسجد قبا جس کا ذکر اس آیت میں ہے:

لَمَسَّجِدٍ اسْتَسْنَىٰ عَلَىٰ الْمُتَّقِينَ
مِنَ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ لَّقُوهُمْ فِيهِ

(یعنی) بیشک وہ مسجد جس کی بنیاد ہوئی
تقویٰ پر پہلے ہی دن سے لائق ہے اس
بات کے کہ تم اس میں نماز پڑھو۔

(پاک: ۴: ۲۰)

وہیں بنی اور جب تک آپ وہاں رہے اسی مسجد میں نماز پڑھتے رہے۔
حال پھر آپ نے اندر شہر مدینہ کے تشریف رکھنے کا ارادہ کیا لوگ
شہر کے کمال متمنی اس بات کے تھے اور ہر ایک کی آرزو تھی کہ آپ ہمارے
محلے میں تشریف رکھیں۔ جب آپ سوار ہوئے ہر قبیلے کے لوگ ساتھ ہوئے
اور وہی درخواست بزرگان تھی۔ آپ نے فرمایا کہ اڑھنی میری مامور ہے جہاں
یہ بیٹھ جاوے گی وہیں میں مقیم ہوں گا۔ اڑھنی چلتے چلتے وہاں آ بیٹھی جہاں
منبر مسجد شریف ہے متصل اس جگہ کے گھر حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ
کا تھا وہاں اسباب آپ کا اتار کے رکھا گیا اور آپ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ
کے گھر ٹھہرے۔ وہ شامل کی اولاد میں سے تھے شامل سرداران چار سو
عالموں کا تاج و صاحب بیع حمیری بادشاہ یمن کے تھے۔ اہل سیر نے لکھا کہ بادشاہ

۱۲۰ - ملہ حمیر بکیر حای ہجلمہ و سکون میم و فتح یا ٹی تختانیہ و رای ہجلمہ ایک قبیلہ ہے یمن میں ۱۲۰ھ

موصوف کا گزر زمین پاک مدینہ پر اُس زمانے میں ہوا کہ مدینہ منورہ آباد نہ تھا
وہاں ایک چشمہ جاری تھا۔ ان عالموں کو معلوم ہوا کہ یہ جگہ ہجرت گاہ پیغمبر
آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوگی۔ وہیں وہ لوگ رہ گئے اور بستی آباد کی۔
انصار انھیں کی اولاد میں ہیں۔ بادشاہ نے یہ حال دریافت کر کے چاہا کہ
خود بھی وہاں رہ جاوے مگر بسبب بکھڑے سلطنت کے نہ رہ سکا۔ ان لوگوں
کو رہنے دیا۔

اور ایک ایمان نامہ بنام جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لکھ کر شامل کو دیا کہ تم اپنی اولاد کو وصیت کیجیو کہ جو ان میں سے
جناب پیغمبر آخر الزماں کو پاوے میرا سلام اور یہ نامہ پہنچا دے۔ حضرت
ابوالیوب رضی اللہ عنہ کے گھر میں وہ نامہ چلا آتا تھا انھوں نے جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا دیا۔ حضرت ابوالیوب رضی اللہ عنہ سے شامل تک
اکیسویں پشت تھی اور جس جگہ میں آپ ٹھہرے یہ گھر بھی اسی بادشاہ نے
بنوایا تھا کہ جب آپ تشریف لادیں وہاں ٹھہریں۔ آپ تلے کے مکان
میں ٹھہرے اور ابوالیوب کے عیال و اطفال بالاخانے پر رہے۔ پھر ابوالیوب
اور ان کی زوجہ ام ایوب رضی اللہ عنہا کو خیال ہوا کہ یہ بات بے ادبی کی ہے
اور رات بھر اس خیال سے نہ سوئے۔ صبح اصرار کر کے آپ کو بالاخانے پر
مقیم کیا اور خود تلے رہنے لگے۔

حال جس زمانے میں اونٹنی بیٹھی تھی وہ دو تھیموں کی تھی کہ سعد بن ضرار
کی پرورش میں تھی۔ دس دینار کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مال سے وہ زمین آپ
نے خریدی۔ حجرات شریفہ اور مسجد شریف اسی زمین میں بنے۔ کتب حدیث میں
وارد ہے کہ مسجد شریف کی تعمیر میں آپ نے ایک پتھر رکھ کر ارشاد کیا حضرت
ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہ تم ایک پتھر اس پتھر سے ملا کر رکھو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ
سے متصل پتھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے

متصل پتھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پتھر رکھوا کے فرمایا: **هُوَ كَأَنَّ الْخَلْفَاءَ**
مِنْ كَعْدِي (یہ لوگ خلیفہ ہونگے میرے بعد) سو مطابق اس پیشین گوئی کے
 واقع ہوا اور آپ ساتھ اصحاب کے تعمیر مسجد کے کام میں برابر شریک رہتے
 تھے۔

حالِ عبداللہ بن سلام | **عبداللہ بن سلام** کے اسلام کا بیان

عبداللہ بن سلام کہ ایک بڑے عالم یہود میں
 تھے۔ آپ کی ملاقات کے لیے آئے اور آپ سے سوال کیا کہ پہلی علامت
 قیامت کی کیا ہوگی اور غذا پہلی اہل جنت کی کیا ہوگی اور لڑکا کس سبب سے
 ماں کی جانب نسبت پیدا کرتا ہے اور کس سبب سے باپ کی جانب۔ آپ نے
 فرمایا پہلی نشانی قیامت کی ایک آگ ہوگی کہ لوگوں کو مشرق سے مغرب کی جانب
 ہانک لے جائے گی اور پہلی غذا اہل جنت کی جگر گوشہ مچھلی کا ہوگا کہ اس کے
 کباب بہشتیوں کو کھلائے جائیں گے اور حبی نطفہ ماں کا غالب ہوتا ہے لڑکا
 مشابہ ہوتا ہے ماں یا اس کے اقارب کے اور جو نطفہ باپ کا غالب ہوتا ہے لڑکا
 مشابہ باپ یا اس کے اقارب کے ہوتا ہے۔ عبداللہ بن سلام نے سوالوں کا جواب سننے کے
 کہا کہ کتب سابقہ میں بھی ایسا ہی لکھا ہے اور ایمان لائے۔ پھر انھوں نے
 عرض کیا کہ یہود بڑے منفرد اور عجیبو گئے ہیں۔ اگر میرے اسلام پر مطلع ہوں گے
 مجھے بُرا کہیں گے میں چھپ کر بیٹھتا ہوں آپ قبل اسلام سے میرا حال ان سے
 پوچھیں اور وہ انک چھپ کے جا بیٹھے اور یہود حاضر ہوئے۔ آپ نے ان سے
 پوچھا کہ تم میں عبداللہ بن سلام کیسا آدمی ہے۔ انھوں نے کہا خَيْرُنَا وَ
 ابْنُ خَيْرِنَا وَ سَيِّدُنَا وَ ابْنُ سَيِّدِنَا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ جو مسلمان ہو
 جاوے۔ انھوں نے کہا خدا کی پناہ ایسی بات کبھی نہ ہوگی۔ پھر آپ نے
 عبداللہ بن سلام (رضی اللہ عنہ) کو بلایا۔ انھوں نے نکل کے کہا **أَشْهَدُ أَنْ**
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ۔ تب یہود بہت ناخوش

ہوئے اور کہنے لگے شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا اور بہت بُرا انھیں کہا۔ حضرت عبداللہ بن سلام نے کہا مجھے اسی بات کا خوف تھا۔

حال: اسلام سلمان فارسی رضی اللہ عنہ | سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہ اصل

میں مجوسیان فارسی ہیں سے تھے اور بہت عمر ان کی ہوئی اور دین مجوسی چھوڑ کر دین نصاریٰ انھوں نے اختیار کیا تھا اور زبانی علمائے یہود اور نصاریٰ کے خبر سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور یہ بات کہ آپ مدینے میں ہجرت کر کے آویں گے سن کے مدینے میں آ رہے تھے کئی جگہ بکے تھے۔ اُن دنوں ایک یہود کے غلام تھے حضور میں حاضر ہوئے اور کچھ چیز پیش کی اور کہا کہ یہ صدقہ ہے۔ آپ نے فرمایا میں صدقہ نہیں کھاتا مجھ پر حرام ہے۔ پھر دوسرے دن آئے اور کچھ چیز پیش کر کے کہا کہ یہ مدیہ ہے۔ آپ نے لے لی۔ اور ایک دن جا کے پشت شریف پر مہرتوت کو بھی دیکھ لیا اور فوراً مسلمان ہو گئے کہ انھوں نے منجملہ علامات نبی آخر الزمان یہ بات معلوم کی تھی کہ وہ صدقہ نہ کھا دیں گے مدیہ قبول کریں گے اور اُن کی پشت پر مہرتوت ہوگی۔ پھر آپ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اپنی آزادی کی فکر کرو۔ انھوں نے مالک سے اپنے آزادی کے لیے بکنابت کہا اس نے چالیس اوقیہ سونے پر مکاتب کیا اور یہ شرط کی کہ تین سو درخت چھوہارے کے لگا دیں اور جب وہ بار آور ہوں تب آزاد ہوں۔ آپ نے دست مبارک سے چھوہارے کے درخت لگائے وہ سب اسی سال میں بار آور ہوئے۔ ایک درخت فقط حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لگایا تھا وہ بار آور نہ ہوا آپ نے اسے اکھیڑ کر اپنے ہاتھ سے لگا دیا وہ بھی بار آور ہوا اور بقدر ایک بیضے کے سونا کہ عنایت میں آیا تھا آپ نے سلمان رضی اللہ عنہ کو دیا اور فرمایا کہ اسے دے کے

سخنہ ۱۰۷

۱۔ اوقیہ عربی میں ساشقال کہتے ہیں۔ چنانچہ قاموس میں ہے اور شقال ساڑھے چار ماشے کا تو ماشے پست شقال کے ساڑھے اکتیس ماشے ہوئے یعنی دو تولہ ساڑھے سات ماشے۔ پس چالیس اوقیہ ہونا ۱۰۵ تولے ہوا کہ ہندوستان کی مروج تول سے قریب ڈیڑھ سیر کے ہوا ہے۔ ۱۲ منہ۔

آزاد ہو جاؤ۔ سلمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ چالیس اوقیہ چاہئیں یہ کیا کفایت کریگا۔ آپ نے زبان مبارک اس سونے پر پھیر دی اور دعائے برکت کی۔ سلمان بیٹھا کہتے ہیں کہ میں نے جو اسے تو لایا چالیس اوقیہ تھا نہ کہ نہ زیادہ اور سلمان رضی اللہ عنہ ادا کر کے آزاد ہو گئے اور حضور اقدس کی خدمت میں رہے۔

کا

حال مدینے کے باہر دو طرف دو محلے تھے۔ یہود کے ایک بنی قریظہ دوسرے بنی نضیر کا۔ ان میں کے لوگ بھی آپ کی ملاقات کو اور حال دریافت کرنے کو آئے جی بنی نضیر میں ایک سردار تھا اس کی بیٹی صفیہ سے کہ وہ بعد فتح خیبر کے ازواج مطہرات میں داخل ہوئیں۔ روایت ہے کہ باپ اور چچا میرا بوقت آنے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینے میں آپ کی ملاقات کو گئے جب پھر کے آئے اس طرح لیٹ گئے جیسے کوئی بہت تھکا ہوا ہے اور ایک نے دوسرے سے پوچھا کہ یہ وہی پیغمبر ہے جن کا ذکر توریت وغیرہ کتب سابق میں ہے۔ اس نے کہا کہ واللہ یہ وہی ہیں پوچھا کہ تیرا کیا ارادہ ہے کہا جب تک نتھنوں میں دم ہے مخالفت میں کوتاہی نہ کروں گا۔ سبحان اللہ کیا قدرت سے خدا کی سب علمائے یہود و نصاریٰ کو آپ کی پیغمبری کا یقین تھا لیکن ہتھیروں کو بسبب شامت حسد کے اور تکبر اور حب جاہ کے کہ بنی اسمعیل میں اور خواندوں (ان پڑھوں) میں پیغمبر کیوں ہوئے اور اگر ہم ان پر ایمان لادیں ہماری شیخی جاتی رہے ایمان نہ لائے اور جن کی قسمت میں سعادت ابدی تھی جیسے حضرت عبداللہ بن سلام ایمان لائے اور نصاریٰ میں سے کئی نامی بادشاہ ایمان لائے جیسے نجاشی بادشاہ حبشہ اور اکیدر بادشاہ رومۃ الجندل۔

حال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بیر رومہ خریدنا مدینہ طیبہ میں بیر رومہ کا پانی بہت شیریں تھا اور کنوؤں کا پانی کھاری تھا اور بیر رومہ کا مالک ایک یہودی تھا وہ پانی بیجا کرتا تھا اس سبب سے مسلمانوں کو پانی کی تکلیف تھی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص

بیر دومہ کو خرید کر کے ڈول مسلمانوں کے اس میں جاری کر دے اس کے لیے جنت سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کنوئیں کو اپنے خالص مال سے خریدا اور وقف کر دیا اور تدبیر خریدنے کی یہ کی کہ پہلے نصف بارہ ہزار درہم کو خرید لیا اور وقف کر دیا سو جس دن باری حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ہوتی یہ مفت پانی دیتے اور دوسرا اپنی باری کے دن پیتا۔ لوگوں نے اس کی باری کے دن پانی بھرا موقوف کر دیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی باری میں سب بقدر حاجت بھر لیتے ناچار ہو کے اس نے بھی اپنا حصہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بیچ دیا اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ بھی حصہ وقف کر دیا اور کنوئیں میں بے تکلف ڈول مسلمانوں کے جاری ہو گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حسب وعدہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مستحق جنت ہوئے۔

فصل تیسری غزوة بدر کے بیان میں

بعد ہجرت کے جہاد کا حکم نازل ہوا اور آپ نے قتال کفار سے شروع کیا اور ان کے قتل و غارت کے لیے سپاہ بھیجے گئے جس جہاد میں آپ بہ نفس نفیس تشریف لے گئے اس کو اہل سیر غزوة کہتے ہیں اور جو لشکر آپ نے بھیج دیا اور آپ تشریف فرما نہ ہوئے اسے سر یہ کہتے ہیں تفصیل ہر غزوة و سر یہ کا حال لکھنا دشوار ہے۔ مشہور غزوات کا حال لکھا جاتا ہے۔ اشرف و عمدہ ترین غزوات غزوة بدر ہے کہ باعث ترقی عظیم اسلام کا ہوا۔ شرح اس غزوة کی یہ ہے کہ حضور اقدس میں خبر پہنچی کہ ابوسفیان مع قافلہ تجارت

۱۔ دومہ بضم دایں مہلہ و سکون واو و در آخر دینہ میں ایک کنواں ہے۔ ۱۲ منہ۔
 ۲۔ سر یہ بفتح سین و تخفیف را۔ صراح ۱۲ منہ۔

شام سے معاودت (واپسی) کرنا چاہتا ہے۔ آپ بہ نفس نفیس مع جماعت مہاجرین انصار کے کہ تین سو تیرہ تھے بقصد اس قافلہ کے نکلے۔ ابوسفیان نے خبر پا کے ضمضم غفاری کو اجیر کر کے مکہ کو بھیجا اور ابو جہل وغیرہ سروران قریش کو کہلا بھیجا کہ اگر قافلہ کی خیر چاہیں تو مدد کے لیے آویں اور قافلہ کو بچالے جاویں۔ یہ خبر سن کر ابو جہل بہت طیش میں آیا اور لشکر مع سامان جنگ اس نے جمع کیا سو اران اسپ دشت اور پیادے کروفر (شان و شوکت) تمام سے روانہ ہوا اور جمیع قبائل قریش میں سے اعیان و اشراف حتیٰ کہ عباس بن عبدالمطلب بنی ہاشم میں سے کہ منوز مسلمان نہ ہوئے تھے حسب قاعدہ حمیت برادری ساتھ ہوئے اگرچہ ابوسفیان نے قافلہ کو دوسری راہ سے نکال کر آدمی مکہ کو بھیج کر ابو جہل وغیرہ کو کہلا بھیجا تھا کہ اب حاجت مدد لانے کی نہیں لیکن اللہ جل جلالہ کو منظور ہوا کہ سروران کفار کو فی النار کرے اور شوکت اسلام علی وجہ الکمال ظاہر کرے لہذا ابو جہل لعین نے لشکر لے جانے پر اصرار کیا اور کہا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے نہایت شورش کی ہے ان کی شورش کو بالکل دفع کرنا ضروری ہے اور ابوسفیان کہ بہت اصرار کفر پر ان دنوں رکھتا تھا با آنکہ خود ممانعت کہلا بھیجی تھی مکہ میں قافلہ کو پہنچانے کے خود جھپٹ کے شریک ابو جہل واسطے حاصل کرنے عار شکست و نکبت کے ہوا اور چند زخم لڑائی میں کھائے اور اللہ جل جلالہ نے وحی بھیجی کہ خدائے تعالیٰ تم کو ظفروں سے گایا قافلہ پر یا لشکر پر اور آپ کے اصحاب شکر والوں کا یہ وحی چاہتا تھا کہ قافلہ سے مقابلہ ہو اس لیے کہ لشکر جماعت کثیرہ با سامان و سلاح تھا اور مسلمان بے سامان تھے اور قافلہ جماعت قلیلہ بے سلاح دتھیار تھا لیکن اللہ تعالیٰ کو اپنی قدرت کاملہ دکھانی اور اسلام کی نصرت عظیمہ کرنی منظور تھی لہذا قافلہ نکل گیا لشکر سے ہی مقابلے

۱۔ ضمضم بدوہنا و معجمہ بر وزن حضرت نام ایک شخص کا ہے اور غفاری کبیر بن معجمہ زفائے درائے مہملہ نسبت ہے طرف غفار کے ایک قبیلہ کا نام ہے حضرت ابو ذر غفاری اسی قبیلہ کے تھے۔

کی ٹھہری لشکر کفار مسلمانوں کے لشکر سے سہ چند تھا بلکہ زیادہ مسلمان تین سو تیرہ تھے اور کفار ایک ہزار لیکن کفار کو مسلمان دو گنے ہی نظر پڑے اور مسلمانوں کا رعب کافروں کے دل میں سما گیا

حال جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدر میں پہنچے آپ نے اصحاب کو ہر کافر کی جائے قتل کا نشان دیا تھا کہ یہاں فلاں مارا جاوے گا اور یہاں فلاں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ راوی حدیث کہتے ہیں کہ قسم ہے خدا کی کسی نے ان میں سے ایک بالشت بھی تجاوز نہیں کیا۔

حال آپ نے لشکر بے سامان دیکھ کر دعا فرمائی کہ الہی یہ ننگے ہیں انہیں کپڑا دے۔ الہی یہ بھوکے ہیں انہیں کھانا دے۔ الہی یہ پیادے ہیں انہیں سواری دے۔ راوی حدیث کہتے ہیں کہ کوئی ہم میں سے بعد فتح کے ایسا نہ رہا جس کے پاس سواری اور کپڑا اور نقد و جنس و افر نہ ہو۔

حال صحابہ کی تقاریر جان نثاری

قبل پہنچنے لشکر کفار کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے بطور مشورہ کے لڑائی کے باب میں تذکرہ کیا۔ پہلے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے باتیں مناسب عرض کیں آپ بہت خوش ہوئے اور ان کے لیے دعائی خیر فرمائی۔ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم ایسا نہ کہیں گے جیسے بنی اسرائیل نے

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا
فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ نَعَابًا
اِنَّا هُمْ اَقْبَلُ عَدُوًّا
(یعنی) جا کر تو اور تیرا رب لڑے ہم
خو جہیں بیٹھے ہیں۔

(پہا ۸۷)
بلکہ ہم یہ عرض کرتے ہیں ہم آپ کے ساتھ آگے پیچھے داہنے بائیں ہر طرف سے لڑیں گے اور جہاں تک آپ ہیں لے جاویں گے ساتھ جاویں گے۔ چونکہ انصار نے بوقت

لے یہ روایت بخاری شریف میں ہے۔ ۱۲ منہ ۴

بیعت عقبہ یہ عہد کیا تھا کہ جو کوئی آپ پر مدینے میں چڑھ آوے گا اس سے لڑیں گے اور یہ نہیں کہا تھا کہ ہم آپ کے ساتھ نکل کر لڑیں گے آپ نے ایسی تقریر کی جس سے انصار سمجھے کہ آپ کو موافق اس معاہدہ کے یہ خیال ہے کہ شاید ہم باہر مدینے کے آپ کے شریک نہ ہوں گے۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہر چند ہمارا معاہدہ مرافتت کا بوقت چڑھ آنے دشمن کے مدینے پر تھا لیکن جب ہم آپ پر ایمان لائے اور آپ کو نبی برحق جانتے ہیں اب ہماری جان آپ کی جان پر فدا ہے۔ اگر آپ ہمیں حکم دیں تو ہم سمندر میں گھس جاویں اور کسی طرح دشمن سے لڑائی میں ہمیں غدر نہیں اور بوقت جنگ انشاء اللہ تعالیٰ آپ ہماری جان نثاری سے راضی ہوں گے۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تقریرات جان نثاری سن کے آپ بہت راضی ہوئے۔

حال کتب حدیث میں وارد ہے کہ بوقت مقابلہ لشکر کفار اور ملاحظہ کرد فر (شان و شوکت) ان کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم مسجد میں گرے اور کمال ناری اللہ جل جلالہ کی جناب میں عرض معروض کرنے لگے یہاں تک کہ آپ نے کہا کہ یا اللہ اگر تو چاہے تو بعد آج کے دن کے عبادت تیری موقوف ہو جائے گی یعنی پردہ زمین پر ہم ہی لوگ تیری عبادت کرنے والے ہیں۔ اگر تیری مشیت مقتضی اس بات کو ہوگی کہ کفار غالب آویں اور ہم لوگ فنا ہو جاویں تو تیری پرستش بالکل موقوف ہو جاوے گی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بس کیجئے اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ کیا ہے فتح کا اللہ تعالیٰ بے شک آپ کو فتح دے گا۔“

تب آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور یہ آیت پڑھی سَيَلْتَنَّهُمُ الْجُمُوعُ وَيُلَوِّنُ الْمُلُومَ یعنی (قریب ہے کہ جاگ جائے گی یہ جماعت اور پشت پھیرے گی) اور مطابق پیشین گوئی آیت موصوفہ کے ہوا۔ ف بحسب ظاہر اس مقام پر یہ شبہ

ہوتا ہے کہ جب خدائے تعالیٰ نے آپ سے وعدہ فتح و ظفر کیا تھا پھر آپ کے اتنے اضطراب و تضرع و نزاری کی کیا وجہ تھی اور بھی بحسب ظاہر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا توکل قوی معلوم ہوتا ہے۔ **جواب** اس شبہ کا یہ ہے کہ نظر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اللہ جل جلالہ پر تھی کہ قادر مطلق ہے اور غنی ہے پرواہ جو چاہے سو کر ڈالے اور نظر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صفات پر کہ وعدہ و وعید از قبیل صفات ہیں پس مقام آپ ہی کا ارفع ہے یعنی بہت بلند اور مقام عبدیت حضرات صوفیہ کے نزدیک سب مقامات سے اعلیٰ ہے اور قرآن مجید میں **ف** علم مقام عبدیت کی طرف اشارہ واضح ہے۔ اس واسطے کہ مواقع کمال قرب و عظمت میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بلفظ عبد ہی تعبیر کیا ہے مثلاً بیان حال معراج میں سورہ اسریٰ میں فرمایا

(یعنی) پاک ہے وہ ذات جو لے گیا اپنے بندے کو مسجد حرام یعنی مسجد کعبہ سے طرف مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس جس کے گردا گرد ہم نے برکت رکھی ہے تاکہ دکھا دیں اُسے ہم آتیں اور نشانیاں اپنی عظمت و قدرت کی۔

سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ
لَيْلًا مِّنَ الْمُحَرَّمَ إِلَى الْمُقَدَّسِ
الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ
مِنَ السَّمَاءِ (پ: ۱۴)

یعنی آسمان پر لے جاویں، اور مقام قرب عظیم پر پہنچا دیں، اور سورہ نجم میں فرمایا: (یعنی) پس وحی بھیجی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کی طرف جو کچھ کہ وحی بھیجی۔

فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَنَّا
أَوْحَاهُ (پ: ۵۴)

ظاہر ہے کہ مقام معراج سب مقامات سے اشرف و اعلیٰ ہے۔ ایسے مقام پر بلفظ عبد تعبیر کرنا صاف اشارہ ہے طرف اس بات کے کہ مقام عبدیت سب مقاموں سے اعلیٰ ہے اور متر (بھید) اس میں یہ ہے کہ عبد کو ایسا علاقہ مولیٰ

ہے ہوتا ہے کہ کسی کو کسی سے نہیں ہوتا۔ جان و مال عبد کا سب مولیٰ کا ہوتا ہے اور خود کسی تصرف کا مالک نہیں ہوتا۔ مولیٰ ہی کا اس میں ہر طرح کا تصرف نافذ ہوتا ہے۔ یہ بات نہ لپسر کو پدر سے حاصل ہے نہ نوکر کو آقا سے اور عبدیت مقتضی اس بات کو ہے کہ عبد ہر آں میں مولیٰ سے خائف رہے اور اپنا کچھ حق اس پر نہ سمجھے کیسا ہی تقرب رکھتا ہو اور ہمیشہ اپنی حاجت مندی اور عاجزی ظاہر کرتا رہے اور اس کی مہربانی اور وعدہ ہائے انعام پر غرور نہ ہو اور اس کی عظمت و جلال کو بھول نہ جاوے سو دعا فرماتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور کمال تضرع اور زاری کرنا ناشی (پیدا) اس مقام عبدیت سے تھا کہ ارفع مقامات ہے اور یہی ستر ہے درخواست نزول رحمت کاملہ کا صیغہ ہائے درود میں آپ پر حالانکہ یقیناً آپ پر رحمت کاملہ نازل تھی اور ہمیشہ نازل رہے گی اور دعا منگوانا واسطے حصول مقام محمود کے کہ دعا ما بعد ازان میں وَالْبَعْتُهُ مَقَامًا مَّحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتُهُ یعنی اور قائم کران کو مقام محمود میں جس کا تونے ان سے وعدہ کیا ہے۔ حالانکہ خدائے تعالیٰ نے صاف وعدہ حصول مقام محمود کا آپ کے لیے فرمایا ہے:

عَسَىٰ أَنْ يَبْعُثَكَ رَبُّكَ
مَقَامًا مَّحْمُودًا (ہرپا: ع ۹)

(یعنی) قریب ہے کہ قائم کرے گا
تجھے رب تیرا مقام محمود میں۔

اور خود اس دعا میں بھی اس مقام کے موعود ہونے کا ذکر ہے سو دعا منگوانا اس کے لیے محض بمقتضائے عبدیت ہے۔

حال | جس جگہ شکر اسلام جا کے رات کو مقیم ہوا وہاں زمین ریت کی تھی اور پاؤں جتے نہ تھے اور پانی نہ تھا اور پیاس غالب ہوئی اور وضو کی حاجت تھی اور رات کو بعضے اہل شکر کو احتلام ہو گیا اس جہت سے لشکر اسلام کے لوگ پریشان خاطر تھے آپ نے مینہ کے لیے دعا فرمائی خوب مینہ برسایا کہ زمین جم کر سخت ہو گئی پاؤں سٹھرنے لگا اور لوگ نہا لیے اور ظروف (برتن) اپنے

پانی سے بھر لیے۔

حال | زمانہ سابق میں دستور تھا کہ بیشتر وقت جنگ میدان میں ایک ایک دو دو آدمی طرفین سے نکل کر لڑتے تھے سو سب سے پہلے عقبہ اور شیبہ سپرین رہیہ اور ولید سپر عقبہ کفار کی جانب سے میدان جنگ میں آئے۔ ان کے مقابلے میں تین آدمی پہلے شجاعان انصار میں سے نکلے۔ کفار نے کہا کہ ہم کو اپنے انخوان قریش سے مبارزت منظور ہے تب حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبید بن حارث رضی اللہ عنہ ان کے مقابلے میں گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ مقابل شیبہ کے ہوئے اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ مقابل عقبہ کے اور ان دونوں صاحبوں نے تو جلتے ہی اپنے مقابل کو مار لیا اور عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اپنے حریف کو کہ ولید تھا زخمی کیا اور آپ بھی زخمی ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے حریف سے فارغ ہو کر ولید کو بھی قتل کیا اور تینوں صاحب منظر و منظور لشکر اسلام میں پھر آئے۔ ف عقبہ اور شیبہ کی سبقت کی وجہ یہ لکھی ہے کہ بوقت روانہ ہونے لشکر کے مکہ سے یہ دونوں ہمراہی سے جی چرتے تھے اور سرگز نہیں چاہتے کہ لڑائی کے لیے جاویں اور سبب اس کا یہ تھا کہ ایک بار عداس ان کا غلام نصرانی جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر جب آپ طائف سے پھرے تھے باغ میں مسلمان ہو گیا تھا انہیں اس لڑائی میں جانے سے مانع تھا اور کہتا تھا کہ ان سب لوگوں کو واسطے قتل کے خدایے جاتا ہے۔ اس سبب سے عقبہ اور شیبہ اس لڑائی میں شامل ہونے سے کارہ یعنی ناخوش تھے اور نفرت کی باتیں اس لڑائی اور سفر سے کرتے تھے ابو جہل نے انہیں تہمت نامردی کی لگائی اور ہر بار ایسے طعنے کیے اسی سبب سے ان دونوں نے لڑائی میں پیش قدمی کی۔

حال | اُمیہ ابن خلف بھی اس لڑائی میں شریک ہونا نہیں چاہتا تھا سبب

اس کا یہ تھا کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ بعد ہجرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ میں وارد ہوئے اور امیہ کی ان سے دوستی تھی اُس کے گھر ٹھہرے۔ امیہ کے ساتھ وہ طواف خانہ کعبہ میں مشغول تھے کہ ابو جہل لعین وہاں آیا۔ اُس نے چلا کر امیہ سے کہا کہ تم ان سے اخلاص و محبت کیوں کرتے ہو ان لوگوں نے تو دین بدلنے والوں کو اپنے پاس جگہ دی ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے چلا کے بطور رجز کے کہا کہ اگر تم ہمارا یہاں کا آنا بند کرو گے تو ہم تمہیں روکیں گے ایسی جگہ سے کہ تمہیں برومی مشکل پڑے گی یعنی شام کے سفر سے کہ قریش واسطے تجارت کے وہاں براہ مدینہ جایا کرتے تھے۔ امیہ نے کہا کہ چلا کے اس سے بات مت کرو کہ یہ یہاں کا سردار ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ ابو جہل تیرا قاتل ہے یعنی عیث قتل سو جب ابو جہل نے ترغیب و تحریریں واسطے قتال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ ابو جہل تیرا قاتل ہے یعنی باعث قتل سو جب ابو جہل نے ترغیب و تحریریں واسطے قتال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قضیہ بدر میں شروع کی مقولہ حضرت سعد (رضی اللہ عنہ) کا امیہ کو یاد آیا اور ڈرا کہ کہیں مطابق اس کے اس سفر میں ظہور میں نہ آوے اور جانے میں اس نے عذر کیا حتیٰ کہ ابو جہل اُس کے پاس سرمہ دانی لے گیا اور کہا کہ تم مرد نہیں عورتوں کی طرح سنکار کر کے گھر میں بیٹھو اور بہت طغن و تشنیع کی باتیں کہیں یہاں تک کہ اس کو ساتھ لے گیا مگر ہر روز اس کا ارادہ سفر میں یہ رہا کہ لشکر سے الگ ہو کے مکہ کو پھر جاوے۔ اس کی جو رو (عورت) نے بوقت سامان سفر اسے مقولہ حضرت سعد (رضی اللہ عنہ) کا یاد دلایا تھا اس نے کہا تھا کہ میں دو تین دن میں پھر آؤں گا لیکن اتفاق نہ ہوا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خبر دی تھی ظہور میں آئی۔

۱۔ یہ قصہ صحیح بخاری میں ہے اور موافق شرح کرانی کے کہ مناسب مقام وہی ہے جو مطلب لکھا گیا۔ ۱۲ منہ ۲۰۔

حال؛ ابو جہل کے قتل ہونے کا | مشکوٰۃ شریف میں حضرت عبدالرحمان

بن عوف سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے بروز بدراپنی دامپنی اور بائیں طرف دونوں جوانوں کو دیکھا۔ میں دل میں خوش نہ ہوا کہ نا تجربہ کاروں کا ساتھ ہے۔ اتنے میں ایک نے اُن میں سے مجھ سے پوچھا کہ اے چچا تم ابو جہل کو پہچانتے ہو میں نے کہا پہچانتا ہوں تمہارا کیا مطلب ہے۔ اس نے کہا میں نے سنا ہے کہ ہے وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہتا ہے اگر میں اسے دیکھ پاؤں تو اس سے جدا نہ ہوں جب تک ہم دونوں میں ایک مرنے لیوے بعد اس کے دوسرے نے بھی اسی طرح پوچھا اور وہی بات بیان کی۔ وہ دونوں جوان انصاری تھے معاذ اور معوذ بیٹے عفرات کے۔ عفرات اُن کی ماں کا نام ہے۔ اسی نسبت سے مشہور ہیں۔ حضرت عبدالرحمان کو انہوں نے چچا بسبب بڑے ہونے کے براہِ تعظیم کہا حقیقت میں اُن کے بھتیجے نہ تھے۔ حضرت عبدالرحمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اُن کی باتیں سن کر خوش ہوا۔ اتنے میں میں نے ابو جہل کو گھوڑا میدان میں کوداتے دیکھا۔ میں نے اُن جوانوں سے کہا کہ وہ یہ ہے جسے تم پوچھتے ہو یہ سنتے ہی وہ دونوں تلواریں میان سے نکال کے مانند باز کے جھپٹے اور ابو جہل سے بھڑگئے یہاں تک کہ اس کو گرا دیا۔ حدیث میں وارد ہے کہ بعد فتح جب اُن دونوں نے دعویٰ قتل ابو جہل کا کیا آپ نے دونوں کی تلواریں دیکھ کے فرمایا کہ تم دونوں نے قتل کیا اور سلب ابو جہل کا معاذ کو دلایا۔ بعد ازیں معوذ پھر

لے یہ جو جناب استاد نے تحریر فرمایا ہے قاتل ابو جہل کے معاذ اور معوذ تھے مدارج سے نقل فرمایا ہے اور صحیح یہ ہے کہ معوذ شریک قتل نہ تھا بلکہ اس کے قاتل دونوں معاذ تھے۔ ایک معاذ بن عمر اور دوسرا معاذ بن حارث اُن دونوں کی ماں ایک تھی جس کا نام عفرات تھا اور معوذ بھی اسی عفرات کا بیٹا اور معاذ بن حارث کا بھائی ہے مگر شریک قتل نہیں۔ مشکوٰۃ میں صحیحین کی حدیث متفق علیہ لکھی ہے: وَالْوَجْهَانِ مَعَاذُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْجَيْدِ وَمَعَاذُ بْنُ عَمْرٍو اور مرقات شرح مشکوٰۃ میں یوں ہے (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

لڑائی کو گئے اور شہید ہوئے۔ **و** سَلْبُ الْفَتْحَيْنِ کہتے ہیں سلاح وغیرہ کے اسباب کو جو مقتول کے پاس ہو امام شافعی کے نزدیک مستحق سَلْبِ کا ہمیشہ قاتل ہی ہوتا ہے اور غنیمت سَلْبِ کو ساتھ ملا کے تقسیم نہیں ہوتی اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جب امام لڑائی میں کہدے کہ جو جس کو مارے سَلْبِ اُس کا پاس ہے تب سَلْبِ قاتل ہی کا ہوتا ہے ورنہ مثل غنیمت کے تقسیم ہو جاتا ہے اور جنگ بدر میں آپ نے یہ بات فرمائی تھی اور اکثر لڑائیوں میں فرمایا کرتے تھے۔

حال اللہ تعالیٰ نے شکر اسلام کی مدد کے لیے فرشتوں کو بھیجا پہلے ایک ہزار پھر تین ہزار بعد ازاں پانچ ہزار قرآن مجید میں مذکور ہیں اور کتب احادیث میں مذکور ہے کہ بعضوں نے شکر فرشتوں کا پہاڑ سے دیکھا۔ مشکوٰۃ شریف میں روایت ہے کہ ایک صحابی ایک کافر کے پیچھے بقصد قتل جلتے تھے۔ انہوں نے آواز سنی اَقْدُمْ يَا حَيْرُ دَمٍ دَبْرُھُ اے حیروم (اور ایک کوڑا مارنے کی آواز سنی۔ اس کافر کو اپنے آگے مرا پایا۔ ناک اُس کی سچٹ گئی تھی کوڑے کے اثر سے وہ جگہ نیلی ہو گئی تھی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم) میں اس بات کا ذکر ہوا آپ نے فرمایا کہ وہ فرشتہ آسمان سوم کا تھا اور حیروم فرشتے کے گھوڑے کا نام ہے

و لَقِيْنَا حَاشِيَةَ حَنْفِيَّةٍ كَزَيْتَانِ (وَمَا أَخْوَابُ أُمَّهَاتٍ وَاحِدَةٌ وَالْأَبْوَابُ مُخْتَلِفَةٌ) اور آخر مشکوٰۃ میں اصحاب بدر کے شمار میں صاحب مرقاة نے شرح میں لکھا ہے کہ شریک قتل ابو جہل ایک تو معاذ بن عمرو ہے دوسرا معاذ بن عمارت برادر حقیقی معوذ بن عمار کا۔ ۱۲ صفحہ ۱۱۔

۱۱۔ اس مقام میں شاید خیال دل میں آوے کہ کفار تو فقط ایک ہزار آدمی تھے تو پانچ ہزار فرشتوں کی مدد کس سبب سے ہوئی تو سراسر کا یہ ہے کہ کفار کی مدد کے واسطے بھی بہت سے شیاطین حاضر ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے شیاطین اور کفار کے مغلوب کرنے کو اس قدر مدد بھیجا۔ ۱۲ صفحہ ۱۱۔

۱۲۔ حیروم بفتح جوی ہبلہ ویای ساکنہ تحتیہ وزای معجمہ مضمومہ وواو ساکنہ ومیم در آخر کذافی القاموس ۱۲۰

حضرت عباسؓ کو جس شخص نے اسیر کیا تھا وہ بہت حقیر تھا ہرگز طاقتِ مہمت (مقابلہ) حضرت عباسؓ کی نہیں رکھتا تھا۔ آپ نے فرمایا اس سے کہ تو نے عباسؓ کو کیسے اسیر کیا۔ اس نے کہا کہ ایک شخص نے میری مدد کر کے انہیں اسیر کر دیا اور اس شخص کو نہ میں نے پہلے دیکھا تھا نہ پھر دیکھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ فرشتہ تھا اور اکثر صحابہ نے دیکھا کہ کفار کے سران کے سامنے گرتے تھے اور سر کاٹنے والا نظر نہیں آتا تھا۔

حال | عین گرمی ہنگامہ جنگ میں آپ نے ایک مٹھی خاک اور کنکریوں کی لے کے کافروں کی طرف پھینک ماری فرمایا شَهِتِ الْمَوْجُوهِ یعنی برے ہوئے یہ منہ۔ خاک اور کنکریاں کافروں کے مونہوں پر جا لگیں اور اس کے وہاں پہنچتے ہی تیزی کفار کی کند ہو گئی اور ذرا دیر نہ گزری تھی کہ وہ بھاگ گئے۔ ایسی تاثیر نمایاں جو پھینک مارنے مشیتِ خاک اور کنکریوں میں ہوئی اس کے حال میں اللہ جل جلالہ نے یہ آیت نازل فرمائی:

(یعنی) نہیں پھینک مارا تم نے

وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ

جس وقت کہ پھینک مارا لیکن اللہ نے

وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ

پھینک مارا۔

(پ: ۱۶۴)

یعنی ایسی تاثیر قوی کہ ایک مشیتِ خاک اور کنکریوں نے لشکرِ جرار کا منہ پھیر دیا طاقتِ بشری سے باہر ہے لہذا یہ تاثیر تمہاری قوت سے کہ بشری ہے نہیں ہوئی بلکہ قدرتِ وقوتِ ایزدی سے ہوئی کہ اس نے تمہارے ہاتھ پر ظہور پکڑا بالجملة شکستِ عظیم نصیب کافروں کے ہوئی۔ ستر آدمی کہ بڑے بڑے سردار مثل الجہل کے تھے قتل ہوئے اور ستر اسیر ہوئے۔

۱۔ اسیر کرنا فرشتہ کا حضرت عباس رضی اللہ عنہ ۱۲ منہ ف پھینک مارنا آپ کا مشیت

خاک اور کنکریاں کافروں پر اور بسبب اس کے شکست کھانا کافروں کا۔ ۱۲ منہ رحمۃ اللہ۔

حال | ابو فتح ابو بکر کے حال کی آپ نے تفتیش فرمائی تب تک حال اس کے
 مقتول ہونے کا آپ کو معلوم نہ ہوا تھا۔ آپ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ
 عنہ کا حال دریافت کرنے کو بھیجا۔ انہوں نے میدان جنگ میں جا کے دیکھا کہ
 وہ لعین پڑا تھا اور ایک رقی جان اس میں باقی تھی۔ حضرت ابن مسعود اس کے
 سینہ پر چڑھ بیٹھے اس کا فرنی انہیں دیکھ کر کہا کہ اے بکری چرا نے دلے
 بہت اونچی جگہ تو بیٹھا ہے پھر اس نے کہا کہ میرا حال تو جو ہوا سو ہوا مگر یہ بتاؤ
 کہ فتح کس کی ہوئی۔ حضرت ابن مسعود نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو فتح
 دی اور کفار کو شکست دی اور ذلیل اور خوار کیا بعد ازیں ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے
 ارادہ اس کے سر کاٹنے کا کیا اس لعین نے کہا کہ میرا سر کندھوں کے اتصال سے
 کاٹیو تاکہ سروں میں جو رکھا جاوے بڑا معلوم ہو لوگ جانیں کہ سردار کا سر ہے۔
 ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس لعین کا سر کاٹ لیا اور حضور میں لاکے ڈال دیا
 آپ بہت خوش ہوئے اور سجدہ شکر بجالائے اور آپ نے فرمایا کہ یہ
 فرعون اس اُمت کا تھا اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو آپ نے
 تلوار ابو جہل کی عنایت فرمائی۔ **۵۸**، جس طرح کہ نبی اس اُمت کے بلند رتبہ
 تھے بہ نسبت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے فرعون بھی آپ کی اُمت کا شقاوت
 میں بلند رتبہ تھا بہ نسبت فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس فرعون نے
 مرتے وقت کلمہ اسلام و ایمان کہا گو قبول نہیں ہوا اور اس اُمت کے فرعون نے
 مرتے وقت بھی کلمات کفر اور تکبر کہے۔

حال | بروز بدر بعد فتح کے اُمیہ بن خلف کو کہ سردارانِ قریش میں تھا اور
 وہی پہلے حضرت بلال (رضی اللہ عنہ) کا مالک تھا جو واسطے ترک دین اسلام کے
 تکلیف دیتا تھا۔ عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے بسبب دوستی سابق کے
 اس کو اور علی اس کے بیٹے کو اپنے ساتھ لے لیا۔ دونوں جو انہیں اس لڑائی
 میں ملی تھیں دونوں ہاتھ میں لیے تھے۔ اُمیہ نے کہا کہ ان ذرہوں کو ڈال دو

ہیں بچاؤ تمہیں زیادہ فائدہ ہوگا۔ حضرت عبدالرحمان رضی اللہ عنہ نے وہ زہریں ڈال دیں اور ایک ہاتھ سے اُمنیہ کا ہاتھ اور دوسرے ہاتھ سے علی بن اُمنیہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور ان دونوں کو ساتھ لیے جلتے تھے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے دیکھا وہ چلتے کہ اے مسلمانو یہ دشمن خدا ہے اُمنیہ بن خلف ایسا نہ ہو کہ یہ سچ جاوے۔ مسلمانوں نے جھپٹ کے اُسے اور اُس کے بیٹے کو قتل کیا۔ حضرت عبدالرحمان کہا کرتے تھے خدا رحمت کرے بلال رضی اللہ عنہ کو میری زہریں تو انہوں نے کھو دیں اور میرے ایسروں کو قتل کر دیا۔

حال | بعد فتح کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دھڑکھڑا کر مقتولین کے چاہ بدر میں ڈلوادیئے بعد ازیں متصل اُس کنوئیں کے آپ نے کھڑے ہو کے ایک ایک کا نام لے لے پکارا اور فرمایا ہم نے تو جو خدا تعالیٰ نے ہم سے وعدہ کیا تھا ٹھیک پایا تم نے بھی جو کچھ خدا تعالیٰ نے تم سے وعدہ کیا تھا پایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ ایسے جسموں سے کلام کرتے ہیں جن میں روح نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ وہ تم سے زیادہ سنتے ہیں۔

حال | بعد فتح کے آپ وقتِ افروز مدینہ ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو آپ واسطے بیمار داری حضرت رقیہ صابری کے کہ منکوحہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تھیں اور بیمار تھیں مدینہ میں چھوڑ گئے تھے اور ان سے فرمایا تھا کہ تمہیں ثواب کامل حاضر ہونے اس غزوے کا ملے گا لہذا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدر میں محسوب (شمار) ہوئے اور ایک حصہ پورا غنیمت بدر کا آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیا۔ جب آپ مدینہ میں پہنچے اُس سے ایک دن پہلے بی بی رقیہ کا انتقال ہوا لوگ ان کی تجہیز و تکفین کر کے دفن میں مشغول تھے کہ زید بن حارثہ

یہ سارے موتی یعنی مردوں کے مننے کی روشن دلیل ہے۔ (محمد رفیق)
وفات بی بی رقیہ بنت رسول اللہ کی اور نکاح میں حضرت عثمان کے آنابی بی حضرت ام کلثوم کا۔

رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں پہنچ کے بشارت فتح بدر کی پہنچائی اور آپ نے بعد ازیں ام کلثوم صاحبزادی کا نکاح حضرت عثمان سے کر دیا۔ اسی سبب سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ "ذوالنورین" کہلاتے ہیں۔ قسطلانی نے شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ یہ شرف کہ کسی پیغمبر کی دو بیٹیاں ایک امتی کے نکاح میں آئی ہوں سوائے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ائمہ ماضیہ میں بھی کسی کو حاصل نہیں ہوا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اتنا راضی تھے کہ آپ نے بعد وفات حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے فرمایا اگر میری تیسری بیٹی ہوتی تو میں عثمان رضی اللہ عنہ سے نکاح کر دیتا۔

حال | شہ آدمی جو اسیر ہو آئے تھے ان میں حضرت عباس عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھے۔ آپ نے مسلمانوں سے فرمایا تھا کہ عباس بکر بہت لشکر کفار کے ساتھ آئے ہیں۔ جو کوئی انہیں پاوے قتل نہ کرے سو فرشتوں نے بھی اس حکم کو مانا کہ انہیں اسیر کروادیا قتل نہ کیا۔ جیسا کہ اوپر گزرا حضرت عباس اس وقت تک اگرچہ مسلمان نہ ہوئے تھے لیکن بسبب محبت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مسلمانوں کے خیر خواہ تھے سب اسیروں کے ہاتھ بندھے تھے حضرت عباس کے ہاتھ بہت سخت بندھے تھے۔ رات کو وہ کراتے تھے آپ ان کی آواز سن کے بیدار ہوئے حتیٰ کہ آپ کو نیند نہ آئی۔ ایک صحابی نے یہ حال دریافت کر کے حضرت عباس کے ہاتھ کے بند کو ڈھیلا کر دیا وہ خاموش ہوئے آپ نے یہ بات سن کے اور سب اسیروں کے ہاتھوں کو ڈھیلا کر دیا۔

حال | اسیران بدر کے معاملہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب سے

فرمایا: بیان اس بات کا کہ پیغمبر کی دو بیٹیوں کا ایک امتی کے نکاح میں آنا ایسا شرف ہے کہ سوائے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے کسی کو حاصل نہیں ۱۲۔ (یہ حسین شاگرد مصنف کتاب سلام اللہ تعالیٰ) اے مشورت کرنا آپ کا اصحاب سے معاملہ اسیران بدر میں اور بوجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب کو غدی لے کے چھوڑ دینا اور نازل ہونا آیات قرآنی کا باستحان رائے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہ تقضی قتل اسیران تھی۔ ۱۲ منہ

مشورہ کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ لوگ ایتہ الکفر ہیں یعنی کافروں کے سردار ہیں سب کو قتل کیجئے کہ ہیبت اسلام کی خوب ظاہر ہو اور جن کے اقارب اہل اسلام میں ہیں ان کو ان ہی کے اقارب کو واسطے قتل کے دیجئے۔ عقیل کو ان کے بھائی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیجئے اور عباس کو ان کے بھائی حمزہ رضی اللہ عنہ کو دیجئے اور میرے فلانے قریب کو مجھے دیجئے کہ ہم سب قتل کریں۔ اور تحقیق ہو جائے کہ محبت خدا اور رسول کی ہم پر اقارب کی محبت سے غالب ہے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یہ لوگ فدیہ لے کے سب چھوڑ دیئے جاویں شاید کہ آئندہ یہ لوگ مسلمان ہو جاویں اور اب مسلمانوں کی سبب مال فدیہ کے تقویت ہوگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دل آدمیوں کے اللہ تعالیٰ نے بعضے نرم بنائے ہیں اور بعضے سخت اور مثال عمر کی۔ انبیاء میں سے نوح علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام ہیں کہ نوح علیہ السلام نے دعا مانگی:

”اے پروردگار میرے چھوڑ مت زمین پر کافروں سے کوئی گھر بنانے والا۔“

رَبِّ لَا تَذَرْنِي عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا (آہ زپ: ۲۹: ع: ۱۰)

اور موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی:

(یعنی) اے رب ہمارے مٹا دے ان کے مالوں کو اور سخت کر ان کے دلوں کو کہ وہ ایمان نہ لاویں جب تک نہ دیکھیں عذابِ دردناک کو۔“

رَبَّنَا أَهْمِسْ عَلَيْنَا أَمْوَالَهُمْ وَاشْدُدْ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوا حَتَّى يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ

(آہ زپ: ۱۴: ع: ۱۴)

اور مثال ابوبکر کی انبیاء سے ابراہیم علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا:

(یعنی) ”جو میرا تابع ہو وہ میرا ہے میرا کہا جس نے نہ مانا پس بیشک تو بڑا گناہ بخشنے والا ہے بڑا مہربان ہے۔“

فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ (آہ زپ: ۱۸: ع: ۱۸)

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقولہ اپنی اُمت کے حق میں یہ ہے :

إِنَّ تَعَذُّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادِي
وَإِنَّ تَغْفِرَ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ
الْحَكِيمُ (پ: ۶۴)

(یعنی) اگر تو ان کو عذاب کرے تو
وہ میرے بندے ہیں اور اگر بخش دے تو
تو زبردست ہے حکمت والا۔

چونکہ آپ کے مزاج میں بہت علم تھا کہ آپ رحمۃ للعالمین تھے آپ کو رائے
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پسند ہوئی اور آپ نے فدیہ لے کے اسیروں کو چھوڑ
دیا۔ اس پر عتاب الہی نازل ہوا اور یہ آیت آئی :

لَوْلَا تَبَتُّ مِنَ اللَّهِ سَبَقَ
لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ
(پ: ۵۴)

(یعنی) اگر نہ ہوتا ایک حکم لکھا ہوا خدا تعالیٰ
کی جانب سے کہ پہلے ہو چکا بیشک پہنچا تمہیں
اس میں جو لیا تم نے عذاب بڑا۔

یعنی خدای تعالیٰ نے پہلے سے یہ حکم لکھ رکھا ہے کہ خطائے اجتہادی میں مواخذہ
نہیں ہوتا اور حکم فدیہ لینے کا تم نے باجبتہاد دیا کہ اس میں خطا ہوئی لہذا تم سے
مواخذہ نہ ہوا۔ آپ بعد نزول اس آیت کے رونے لگے اور آپ نے فرمایا
کہ اگر عذاب نازل ہوتا تو سوائے عمر اور سعد بن معاذ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے
کہ ان کی بھی رائے مثل حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے تھی کوئی نہ بچتا۔

فت۔ اس مقام پر علماء نے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ انبیائے کرام حکم باجبتہاد
بھی دیتے ہیں اور اس میں خطا بھی ہوتی ہے لیکن خدای تعالیٰ انبیاء کو خطا پر
قائم نہیں رکھتا فوراً اس پر مطلع کر دیتا ہے۔ فت۔ اگرچہ اس وقت اس حکم
پر عتاب ہوا اس واسطے کہ اس زمانہ میں واسطے جانے رعب اور ہیبت کے
حکم قتل مناسب تھا لیکن بعد ازیں اس شریعت میں حکم فدیہ لینے کا آگیا اور
آیت مذکورہ صریح سے پہلے خدای تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب تک
نبی خوب خونریزی کفار کی نہ کرے تب تک اسیروں سے فدیہ لینا نہ چاہیے۔
اس سے معلوم ہوا کہ بعد خونریزی کفار اور ناسخ ہو جانے ہیبت و رعب اسلام

کے فدیہ لینا نامناسب نہیں۔

حال حضرت عباس (رضی اللہ عنہ) نے فدیہ میں اپنی سے انگلی کا عذر لیا اور کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) شرم کی بات سے کہ تمہارا چچا قریش میں مال فدیہ کے لیے ہاتھ پھیلائے۔ آپ نے فرمایا کہ بوقت پیش آنے اس سفر کے تم جو سونا ام الفضل اپنی زوجہ کے پاس رکھ آئے ہو وہ کیا ہوا۔ حضرت عباس (رضی اللہ عنہ) نے کہا بیشک تم نبی برحق ہو اس سونے کی خبر کسی کو نہ تھی بیشک خدای تعالیٰ نے تمہیں اس کی خبر دی اور اسی وقت حضرت عباس (رضی اللہ عنہ) ایمان لائے۔ لیکن رہنا حضرت عباس (رضی اللہ عنہ) کا مکہ میں بمصلحت تھا اس لیے حضرت نے وہیں ان کو پھر جانے کی اجازت فرمائی۔

حال منجملہ اسیران بدر حضرت ابوالعاص واماوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے کہ بی بی زینب ایک دختر آپ کی ان کے نکاح میں تھیں ان کے فدیہ میں بی بی زینب نے کچھ زیور بھیجا اس میں ایک حائل (ہار) تھی حضرت بی بی خدیجہ کی انہوں نے اپنی بیٹی کے جہیز میں دی تھی آپ کو وہ حائل دیکھ کے خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کو یاد کر کے رقت آئی اور اصحاب سے آپ نے کہا اگر تمہاری مرضی ہو تو یہ زیور واپس کیا جائے۔ اصحاب نے یہ بات بدل و جان قبول کی۔ آپ نے ابوالعاص سے وعدہ لیا کہ مکہ پہنچتے ہی حضرت زینب (رضی اللہ عنہا) کو مدینہ میں پہنچا دیں اور انہیں رخصت کیا۔

ف۔ جمیع حاضرین بدر کا بہت بڑا رتبہ ہے اور باقی صحابہ سے افضل ہیں اور سب جنتی جناب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور خلفائے راشدین اہل بدر کی بہت توقیر کرتے تھے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بیان کیا کہ جس طرح تمہارے اصحاب میں اہل بدعالی تہہ ہیں نسبت باقی اصحاب کے اسی طرح جو کہ ملائکہ جناب بدر میں حاضر ہوئے وہ اشرف و اعلیٰ ہیں بہ نسبت اور ملائکہ کے۔

نکتہ۔ اہل بدر کی وجہ فضیلت یہی ہے کہ ان سے تائید دین متین کی ہوئی ایسے موقع پر کہ یحییٰ (جڑ) دین کی قائم ہو گئی بہمراہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اس سے معلوم ہوا کہ تائید دین متین افضل عبادت ہے۔

فصل چوتھی نکاح حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بیان میں

منجملہ احوال نبین ہجرت کے نکاح حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا سے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹیوں میں حضرت فاطمہ کو بہت چاہتے تھے اور خدائے تعالیٰ کے نزدیک بھی وہ زیادہ مقبول تھیں۔ آپ نے ارشاد کیا کہ فاطمہ بہشت کی سب عورتوں کی سردار ہیں۔ جب وہ جوان ہوئیں حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) اور حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے بھی ان کے نکاح کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا وہ چھوٹی ہے اور حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) بسبب ہونے ایک بہن حضرت فاطمہ کی ان کے نکاح کی درخواست نہیں کر سکتے تھے اور حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کو بسبب بے مقدری کے جرات اس درخواست کی نہ تھی حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے حضرت علی (رضی اللہ عنہ) سے واسطے درخواست کے کہا۔ انہوں نے اپنی بے مقدری کا عذر کیا اور یہ بھی فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مہری درخواست منظور فرماویں یا نہ فرماویں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہاری درخواست منظور ہوگی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن مزاج سے یہ بات انہوں نے پائی ہوگی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ واسطے درخواست نکاح بی بی فاطمہ کے حضور اقدس میں گئے اور حضرت فاطمہ کی خواستگاری کی۔ آپ نے مرحبا

کہا اور خوش ہوئے بعد ازیں حکم خدا تعالیٰ کا پہنچا کہ نکاح فاطمہ کا علی سے کر دو۔ آپ نے
 حضرت علی کی درخواست پذیرا قبول فرمائی اور حضرت علی نے کہا کہ مہر کے قابل
 میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ آپ نے پوچھا کہ تمہارے پاس کیا کیا اسباب سے انہوں
 نے بیان کیا کہ ایک زرہ اور ایک گھوڑا ہے۔ آپ نے زرہ کے بیچنے کا حکم دیا
 اور گھوڑے کے لیے ارشاد کیا کہ تمہیں جہاد کی ضرورت ہوگی اسے مت جدا کرو۔
 زرہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چار سو اسی درم کو خرید لی اور زرہ قیمت ادا کر
 کے وہ زرہ بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پھیر دی کہ اسے بھی آپ رکھے حضرت
 علی رضی اللہ عنہ سب درہم زرہ کی قیمت حضور میں لائے۔ آپ نے ایک مٹھی
 حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دی کہ ان درموں کی خوشبو فاطمہ کے لیے آڈ اور
 باقی آپ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ کو دے کر فرمایا کہ اس سے جہیز
 یعنی خانہ داری کا سامان بی بی فاطمہ کا کر دو۔ ایک پلنگ، دو نہالی کتان کی، دو
 چادر پُر دی کی اور ایک تکیہ اور دو بازو بند چاندی کے اور ایک مشک پانی بھرنے
 کی اور دو گھڑے مٹی کے اور چند چیزیں اسی قسم کی تیار ہوئیں پھر آپ نے شرفا
 واعیان مہاجرین و انصار کو ایک دن جمع کر کے خطبہ پڑھ کے نکاح حضرت
 فاطمہ رضی اللہ عنہ کا ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کر دیا۔ اور مہر چار سو دینار چاند
 کے بانٹے جو حساب سے ڈیڑھ سو تولہ ہوتے ہیں اور نکاح سے پہلے خود حضور
 نے حضرت بی بی فاطمہ سے استیذان کیا تھا یعنی پوچھا کہ تمہارا نکاح علی رضی اللہ عنہ
 سے کر دیں وہ خاموش رہی تھیں اور خاموشی ان کی اذن قرار پائی جیسا کہ حکم سے سکوت
 بکر (کنواری) کا بوقت استیذان ولی اقرب کے اذن سے۔ حصن حصین میں ہے
 کہ بعد نکاح بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو آپ نے رخصت کر دیا آپ
 ان کے گھر تشریف لے گئے اور پہلے حضرت فاطمہ سے پانی منگوایا وہ ایک
 تعب (بڑا پیالہ) میں پانی بھر لائیں آپ نے اس پانی میں کٹی ڈالی پھر حضرت
 فاطمہ سے کہا کہ آگے آؤ وہ آگے آئیں آپ نے وہ پانی ان کے سر و سینہ پر چھڑا

اور پھر حضرت فاطمہ (رضی اللہ عنہا) سے کہا کہ پیٹھ پھیرو۔ انہوں نے پیٹھ پھیری
آپ نے پانی اُن کی پیٹھ پر چھڑکا اور دعا کی :

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعِيذُكَ هَا بَيْكَ وَ | "الہی تیری نپاہ میں کرتا ہوں فاطمہ کو اور
ذُرِّيَّتَهُمَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ | اس کی اولاد کو شیطان مردود سے۔"

پھر آپ نے فرمایا پانی لاؤ حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں میں سمجھا مجھے حکم
ہے میں قعب (بڑا پیالہ) میں پانی لایا آپ نے پانی میں کلی ڈال کے حضرت علی
کے اول سر و سینے پر پھرورمیان دونوں شانوں کے چھڑکا اور مثل حضرت فاطمہ
(رضی اللہ عنہ) کے ان کے لیے بھی دعا کی اور بوقت نکاح آپ نے دونوں صاحبوں
کے لیے خیر و برکت کی دعا کی اور پیدا ہونے بکثرت طیبین اور طاہرین کے اُن کی
اولاد میں سے دعا فرمائی۔ آپ نے فرمایا :

جَمَعَ اللَّهُ شَمْلَكُمَا وَاسْعَدَجَدَّ | (یعنی) خدائے تعالیٰ تم دونوں کو بخوبی
كُمَا وَبَارَكَ عَلَيْكُمَا وَآخَرَجَ مِنْكُمَا | اکٹھا رکھے اور تمہارا بخت بڑا کرے اور تم
كَثِيرًا طَيِّبًا۔ | پر برکت کرے اور تم میں سے بہت طیب
پاکیزہ (اولاد) پیدا کرے۔

اور بعد نکاح کے ایک طبق چھوہاروں کا منگوا کے حکم دیا کہ لوٹو۔ ف۔ دعا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدائی تعالیٰ نے قبول فرمائی اور بنی فاطمہ میں
ایسے طیبین طاہرین پیدا ہوئے کہ اور کسی کی اولاد میں نہیں ہوئے۔ ائمہ اطہار
کبار اولیاء اللہ مثل حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز
کے کہ قدم ان کا سب اولیاء اللہ کی گردن پر سے اور یہ بات کہ میرا قدم سب
اولیاء اللہ کی گردن پر سے جھڑمٹھ نے جگر الہی کہی تھی اور سب اولیاء اللہ ان کی
علو شان کے معترف تھے۔ شیخ محی الدین اولی نے فتوحات مکیہ میں بیان مقامات و مراتب
تصرفات اولیاء میں حضرت کو بہت بندہ تہذیبی و تقویٰ تصرف دکھایا ہے۔ امام مہدی خاتم
المخلصاء الراشدین و الأئمة المجتہدین بھی بنی فاطمہ سے ہو گئے۔ امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد میں۔

ف ہونا امام مہدی کا امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد میں اس میں دو نکتے ہیں۔
 ایک یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بڑے بیٹے اسمعیل علیہ السلام بہت اور
 ان سے چھوٹے اسحاق علیہ السلام، سو جس طرح حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد
 میں سب انبیاء ہوئے اور اشرف الانبیاء خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم حضرت
 اسمعیل خلیف اکبر کی اولاد میں ہوئے اسی طرح سبط اصغر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ
 کی اولاد میں اور ائمہ اطہار ہوئے اور خاتم الاممہ والخلفاء الراشدين امام مہدی سبط
 اکبر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ہوئے۔ دوسرا یہ ہے کہ امام حسن
 رضی اللہ عنہ نے حبیب اللہ واسطے محفوظی امت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے مقتولی اور خون ریزی سے خلافت کو چھوڑ دیا تھا۔ اس کے صلے میں اللہ تعالیٰ
 نے ان کی اولاد میں خاتم الخلفاء کو پیدا کیا جو ساری زمین کے بادشاہ ہوں گے
 اور امور دینیہ اور دنیہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ان کے عہد
 میں علی وجہ الکمال ظہور میں آوے گی جس طرح حضرت اسمعیل علیہ السلام اپنی
 جان و حیات سے خدا کے لیے درگزر سے تھے اور ذبح ہونے کے لیے اپنے
 آپ کو دے دیا تھا اللہ جل جلالہ نے ان کی اولاد میں خاتم النبیین ایسے پیدا
 کیے کہ جان جہاں ہوئے اور بسبب ان کے حیات طیبہ اور حیات ابدی کر و رو
 اشخاص نے حاصل کی اور باقیات عالم فیض ان کا رہے گا۔

فصل پانچویں غزوہ احد کے بیان میں

منجملہ غزوات مشہورہ غزوہ احد ہے۔ شرح اس کی یہ ہے کہ کفار قریش
 نے کہ بڑا درج بسبب شکست کھانے اپنے بدر میں اور قتل مقتولین کے رکھتے

لہ ذکر ہونے امام مہدی کا امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد میں بیان نکتوں کا اس باب میں ۱۲

تھے ایک لشکر بھاری مرتب کر کے بقصد انتقام مدینہ پر فوج کشی کی۔ مرضی مبارک مدینہ سے باہر جانے کی نہ تھی قصد یہ تھا کہ شہر میں قائم رہ کے فوج اعداد کو بوقت آنے کے اٹنے کے دفع کریں۔ اکثر صحابہ مثل حضرت حمزہ، سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما و دیگر مہم اوس خراج کا یہ مشورہ ہوا کہ باہر نکل کے لڑیں۔ بہر حال کہ بعض اصحاب انصار نے یہ بات بھی کہی کہ ہم نے پہلے سے یہ بات تجربہ کی ہے کہ جب کوئی لشکر مدینہ میں چڑھ آیا ہے اور مدینہ ہی میں قائم رہ کے مدافعت کی ہے۔ خواہی نخواستہ ہی فتح اہل مدینہ کی ہوئی ہے۔ اور باہر نکل کے لڑائی میں اہل مدینہ کی فتح نہیں ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی بہرگز باہر تشریف لے جانے کی نہ تھی لیکن اصحاب موصوف نے کمال مبالغہ اس بات میں کیا کہ باہر نکل کے ہی لڑنا چاہیے حتیٰ کہ آپ پر خلاف مرضی دولت خانے میں جا کے سلاح جنگ پہن کے باہر تشریف لائے اس وقت اصحاب یہ سوچے کہ برخلاف مرضی مبارک اصرار مناسب نہیں ہے لہذا حصوں میں عرض کیا کہ اگر آپ کا دل باہر جانے کو نہیں چاہتا ہے تو بہتر ہے مدینہ میں ہی ٹھہر کے لڑائی کی جاوے۔ آپ نے فرمایا کہ جب پیغمبر سلاح جنگ بدن پر لگائے تب روانہ نہیں کہ قبل جنگ بے حکم الہی سلاح کھولے اب میں متھیار نہیں کھولوں گا اور آپ باہر کو روانہ ہوئے۔ اور فرمایا اگر تم ثابت قدم رہو گے خدای تعالیٰ تمہیں فتح دے گا اور متصل جبل احد کے دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا۔ لشکر اسلام کی پشت پر ایک شگاف دو پہاڑوں میں تھا۔ ادھر سے اندیشہ اس بات کا تھا کہ دشمن پشت پر سے آ کے حملہ کریں۔ لہذا آپ نے حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو ساتھ پچاس تیر اندازوں کے وہاں متعین کیا اور کہا کہ اس درے کی تم خبر رکھو۔ اگر کفار ادھر سے قصد کریں تم تیر انداز کر کے دفع کیجیو اور کسی حال میں خواہ ہماری فتح ہو یا شکست تم اس جگہ سے مت ہٹیو اور لڑائی شروع ہوئی، شجاعان لشکر اسلام نے داد مرانگی کی دی اور خون کفار

سے اس میدان کو لالہ زار کر دیا اور کئی مرتبہ جانب در سے کفار نے حملہ کرنا چاہا مگر
بسبب تیر اندازی ہمارا ہیوان عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے قابو نہ پایا۔ بالآخر کفار کو
نہر میت ہوئی یہاں تک کہ ہندہ وغیرہ عورتیں جو جانب کفار تھیں ایسی پریشاں ہوئیں
اور بھاگیں کہ ان کی نپٹ لیاں کھل گئیں غلجیال نظر پڑے لشکر اسلام آگے بڑھا اور
لوگ غنیمت میں مشغول ہوئے تب ہمارا ہیوان عبداللہ بن جبیر بھی آگے بڑھے بہتیرا
عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے منع کیا نہ مانا کل دس آدمی ان کے ساتھ رہ گئے
تب خالد بن ولید نے کہ اس زمانہ میں کافر تھے در سے کی جانب سے مع انبوہ کفار
فراریوں کے حملہ کیا۔ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ مع اپنے ہمارا ہیوان کے شہید ہوئے
اور پشت لشکر اسلام سے یکبارگی فوج کفار نے ایسا غلبہ کیا کہ اہل اسلام حیران
ہو گئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی صدمہ زخموں کا پہنچا۔ چہرہ
مبارک خون آلودہ ہوا دندان مبارک سامنے کا پتھر لگنے سے شہید ہوا اور ابن
قمیہ ایک کافر آپ تک پہنچ گیا اور اس نے آکر تلوار ماری آپ بسبب صدمہ زخم
کے اور بھی اس سبب سے کہ آپ دوزخ میں پہنچے تھے بہت بو جھاپ پر تھا ایک
غار میں گر پڑے اور ابن قمیہ نے پکار کے کہا کہ میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو
قتل کر دیا ہے اور شیطان نے بھی جمال بن سراقہ کی صورت بن کر سارے لشکر
میں اس خبر کو مشہور کیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مقتول ہوئے تب اکثر مسلمانوں
کے پانوں اٹھ گئے اور صورت نہر میت کی واقع ہوئی۔ چند اصحاب مہاجرین انصاری
مثلاً حضرت ابو بکر و عمر و علی و طلحہ و اسید بن حضیر وغیرہ رضی اللہ عنہم قائم رہے۔ انحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اس روز دوزخ میں پہنچے تھے نیچی جگہ سے اوپر آپ نے چڑھنا چاہا
وہاں ایک پتھر تھا بسبب ضعف کے کہ زخموں سے آپ کو ہو گیا تھا اور بسبب
بو جھ زخموں کے آپ اس پتھر پر نہ چڑھ سکے۔ حضرت طلحہ تلے بیٹھے گئے اور
کہا کہ آپ میرے کندھوں پر پاؤں رکھ کر چڑھ جاویں۔ آپ نے ایسا ہی کیا اور
آپ حضرت طلحہ سے بہت راضی ہوئے اور فرمایا اَوْجَبَ طَلْحَةَ يَعْنِي طَلْحَةَ

اپنے لیے جنت واجب کر لی۔ حضرت بی بی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) بھی وہاں جا نہیں
 اٹھوں نے بوریے کا ٹکڑا جلا کے زخم میں بھرا تب خون بند ہوا۔ حلقے خورد کے
 زخما مبارک میں گھس گئے تھے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح (رضی اللہ عنہ) نے
 اپنے دانتوں سے زور کر کے ان حلقوں کو نکالا۔ پہلے ایک حلقہ پر دانتوں کو جما کے
 نکالا بسبب شدت زور کے ایک دانت ان کا ٹوٹ گیا۔ پھر دوسرے حلقے پر
 دانتوں کا زور کر کے نکالا دوسرا دانت بھی ٹوٹ گیا۔ ان سے بھی حضرت بہت
 راضی ہو گئے۔

شہادت امیر حمزہ | اس منہکائے میں ستر آدمی اصحاب میں سے شہید
 ہوئے۔ سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ

عم انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی شہید ہوئے۔ شرح ان کے قصہ شہادت
 کی یہ ہے کہ جنگ بدر میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے کہ شجاع صدف
 تھے۔ خوب شجاعت و کافر کشی ظہور میں آئی تھی۔ طعیمہ بن عدی اور عقبہ باب منہ
 زوجہ ابوسفیان ان ہی کے ہاتھ سے مارا گیا تھا۔ اسی سبب سے جبیر بن مطعم نے
 کہ بھتیجا طعیمہ کا اور مالک وحشی کا تھا وعدہ آزادی کا در صورت قتل کرنے حضرت
 حمزہ رضی اللہ عنہ کے اور منہ نے وعدہ العام کا وحشی وحشی سے کیا تھا اور وہ
 وحشی بھی حربہ لگانے میں خوب ماہر تھا سو وحشی سے صحیح بخاری میں روایت
 ہے کہ بروز اُحد معرکہ میں میں نے دیکھا حضرت حمزہ کو کہ مانند شیر کے حملہ آور ہیں
 اور میری طرف کو آتے ہیں۔ میں بھاگا اور کتر کے ایک پتھر کی آڑ میں چھپ گیا۔
 انہوں نے مجھے نہیں دیکھا۔ جب میرے برابر پہنچے میں نے اسی کین سے حربہ
 اپنا پھینک کر مارا۔ ان کے زیر ناف لگا وہ میری طرف چھٹے۔ دو چار قدم چل
 کے گر پڑے میں سمجھا کہ زخم کام کر گیا۔ پھر میں نے پاس جاکے اپنا حربہ نکال لیا۔
 منہ خبر قتل حمزہ (رضی اللہ عنہ) پا کے بہت خوش ہوئی اور لغش کے پاس پہنچ کے
 مثلہ کیا یعنی ناک کان کٹے اور اعضاءے ناسل بھی کاٹ ڈالے اور پیٹ پیڑ کے

بجز حضرت حمزہ (رضی اللہ عنہ) کا نکال کے دانتوں سے چبایا۔

حال حضرت یمان والد خلیفہ رضی اللہ عنہ کے بھی جنگ احد میں شہید ہوئے
گھبراہٹ میں مسلمانوں کی تلواریں ان پر پڑیں خلیفہ رضی اللہ عنہ بہتیرا کہتے رہے
میرا باپ ہے میرا باپ ہے کسی کے دھیان میں نہ آیا۔

حال مقتول ہونا ابی بن خلف کا | ابی بن خلف کہ کفار قریش میں ایک سردار
تھا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے

سے بہت عناد رکھتا تھا ایک گھوڑا اس نے پالا تھا اور کہتا تھا آپ سے جب
آپ بکے میں تھے کہ میں نے یہ گھوڑا تمہارے قتل کے لیے پالا ہے میں اس پر سوار ہو
کر تمہیں قتل کروں گا۔ آپ نے اس سے فرمایا تھا کہ میں ہی تجھے انشاء اللہ تعالیٰ
قتل کروں گا۔ بروز احد وہ گھوڑا کداتا ہوا آپ کے قصد پر آیا۔ صحابہ نے چاہا کہ
آپ تک پہنچنے سے پہلے اُسے دفع کریں۔ آپ نے فرمایا کہ آنے دو۔ جب وہ
متصل (قریب) آیا آپ نے ایک صحابی سے نیزہ لے کر اس کے گلے میں آہستہ
سے مار دیا۔ ایک زخم خفیف پوست خراش لگا وہ چلتا سمجھا گا۔ جب لشکر میں
پہنچا لوگوں نے کہا کہ نیزہ لگا کچھ ایسا زخم نہیں لگا ہے کیوں چلتا ہے۔ اس نے
کہا تم نہیں جانتے کس کے ہاتھ کا زخم ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہاتھ کا زخم
ہے۔ اگر وہ مجھ پر تھوک بھی مارتے بیشک میں مرجاتا بعد ازیں وہ راہ میں موضع

سرف میں داخل ہو گیا۔ بہتھی نے روایت کی ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ
سے کہ ایک بار میں رات کو بطن رابع میں جہاں ابی بن خلف مرا تھا چلا جاتا تھا
دیکھا کہ ایک شخص آگ کی زنجیروں میں بندھا ہوا چلتا ہے کہ پانی مجھے دو اور
نگہبان اس کے ساتھ ہے وہ کہتا ہے خبردار اُسے پانی دینا یہ قتل کیا تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کا ابی بن خلف کافر ہے۔

۱۰ ظاہر البطن رابع موضع سرف میں کوئی جگہ خاص کا نام ہے اس واسطے کہ ابی بن خلف
بھی روایت بہتھی ثابت ہے۔ ۱۲ منہ رتہ اللہ تعالیٰ۔

حال حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معرکہ جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا، مجھے گمان ہوا کہ اللہ جل جلالہ نے بسبب ناخوشی کے ہم سے اپنے پیغمبر کو آسمان پر اٹھالیا اور میں نے کہا کہ اب زندگی میں کیا لطف سے اور تلوار سے کے کفار کے غول میں یہ نیت حصول شہادت گھس گیا اور تلوار مارنے مارنے غول کو پریشان کر دیا اور کیا رگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نظر پڑی حضور میں پہنچ کے حیات تازہ حاصل کی۔

حال جو صحابہ کہ غزوہ احد میں بھاگے ان کا قصور اللہ جل جلالہ نے معاف فرمایا اس لیے کہ وہ لوگ مخلص جان نثار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے۔ یہ قصور ان سے بمقتضائے بشریت ہو گیا تھا۔ قرآن مجید میں آیت عفو کی موجود ہے

حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور جو اصحاب وہاں موجود تھے پہاڑ پر چڑھ گئے۔ کافروں نے بھی چڑھنا چاہا آپ نے دعا مانگی کہ الہی یہ چڑھ نہ سکیں۔ خدای تعالیٰ نے انہیں روک دیا کہ وہ چڑھ نہ سکے بعد ازیں ابوسفیان نے کہ افسوس کہ کفار وہی تھا پکار کے پوچھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں آپ نے فرمایا کہ جواب نہ دو۔ پھر اس نے پوچھا کہ تم میں ابو بکر (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جواب نہ دو۔ پھر اس نے حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کو پوچھا آپ نے تب بھی جواب دینے سے منع کیا۔ تب ابوسفیان نے چلا کے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ تینوں شخص مارے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تاب نہ رہی اور انہوں نے چلا کے کہا کہ بفضلہ تعالیٰ یہ تینوں شخص زندہ ہیں تیرے اوپر رنج اور بلا ڈالنے کو پھر کہا کہ سال آئندہ بمقام بدر سہارے اور تمہارے لڑائی ہوگی۔ آپ نے فرمایا کہہ دو بہت اچھا۔ پھر ابوسفیان نے کہا اعلیٰ سہل (بلند ہو تو اے سہل) آپ نے اصحاب سے کہا جواب دو۔ عرض کیا کہ کیا جواب دیں۔ فرمایا کہو اللہ اعلیٰ وَاَجَلٌ صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہی کہا۔ پھر ابوسفیان نے کہا عَزَّی لَنَا وَلَا عَزَّی لَكُمْ (عزائی ہماری ہے تمہاری عزائی نہیں) آپ نے فرمایا جو آدو!

لہ بعضین مملہ وقع زای مجہ مشدده الف مقصودہ در آخر نام ایک بت کا ہے کہ کے قول میں ۱۲ منہ رتہ اللہ

صحابہ نے پوچھا کہ کیا جواب دیں۔ آپ نے فرمایا اللہ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلَى لَكُمْ (اللہ ہمارا مولا ہے اور تمہارا کوئی مولا نہیں) پھر ابوسفیان نے کہا کہ مقتولین میں تم مثلاً پاؤں کے یعنی ناک اور کان اور اعضا کے ٹپے سو میں نے یہ حکم نہیں دیا تھا اور میں اس بات سے ناخوش بھی نہیں ہوا۔ پھر ابوسفیان مع اپنے لشکر کے مکہ کو پھر گیا۔

حال بعد مراجعت کفار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوپر سے اترے اور مقتولین میں حضرت حمزہ (رضی اللہ عنہ) کو اس حالت میں دیکھ کے بہت ملول ہوئے اور مقتولین کو بے غسل و کفن ان ہی خون آلودہ کپڑوں سے دفن کر دیا اور ایک ایک قبر میں دو دو شہیدوں کو دفن کیا اور جس کو قرآن شریف زیادہ یاد تھا اُسے آگے کیا۔ بعد ازیں مدینہ کو معاودت (واپسی) فرمائی۔ مدینہ میں احوال جنگ سن کر بہت غم ہو رہا تھا اور نسبت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو خبر مشہور ہوئی اس کا صدمہ تمام مدینہ پر کہ عاشق زار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے زیادہ اڑھ تھا اور سب کو لفتیش آپ ہی کی صحت و سلامتی کی تھی۔ اپنے عزیز و قریب کا کسی کو ایسا خیال نہ تھا۔ حتیٰ کہ ایک بی بی انصاری کہ نام ان کا کبشہ بنت رافع تھا، سعد بن معاذ کی ماں اور ان کا بیٹا عمرو بن معاذ رضی اللہ عنہ اس لڑائی میں شہید ہوا تھا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے دریافت حال کے لیے بے تاب تھیں۔ جب خبر آپ کے عود فرمانے کی سنی کہا مجھے قرار نہ ہوگا جب تک میں جمال مبارک اپنی آنکھ سے نہ دیکھ لوں گی۔ اور جھپٹ کر راہ میں پہنچیں اور جمال دیکھ کے کہا کُلُّ مَحِيْبَةٍ بَعْدَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ حَلَلٌ ہر مصیبت بعد آپ کی سلامتی کے اے پیغمبر خدا بے حقیقت ہے۔ آپ نے ان سے تعزیت ان کے بیٹے عمرو بن معاذ (رضی اللہ عنہ) کی کی اور فرمایا کہ تجھے بشار ہو کہ تیرا بیٹا بہشت میں ہے اور سب شہیدوں کے اقارب کو یہ خوش خبری سنا دو کہ ان کے اقارب جو شہید ہوئے بہشت میں ہیں۔ کبشہ نے کہا کہ جب

وائے آپ کو دیکھ کے اور بھی تقاضے میں لڑم ہوئے۔ آپ نے یہ حال ملاحظہ فرمایا
 اور گرو بڑے خرمین کے تین بار پھرے پھر اس خرمین کے پاس بیٹھ گئے اور
 ان قرض والوں کو پیمانے سے ناپ کر دینا شروع کیا۔ ایک ہی خرمین سے سب قرض
 ادا ہو گیا۔ ایک حبہ باقی نہ رہا اور وہ خرمین بھی ویسا ہی تھا جیسے پہلے سے تھا۔ بجا
 کیا عظمت اور برکت تھی جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی جابر رضی اللہ عنہ
 سب خرمینوں سے ادا ہو جانا قرض کا دشوار سمجھتے تھے بسبب برکت آپ کے
 ایک ہی خرمین سے سب قرض ادا ہو گیا اور اس خرمین میں سے بھی کچھ کم نہ ہوا۔
 ف یہ عوام میں مشہور ہے کہ چہار و ہم شعبان کو جس کی شام کو شب برات
 ہوتی ہے۔ غزوہ اُحد واقع ہوا اور بسبب لڑنے دانت کے اس دن حلوا کھایا
 تھا محض غلط ہے کسی مورخ نے یہ بات نہیں لکھی ہے بلکہ وقوع اس غزوے
 کا ساتویں یا گیارہویں شوال میں ہے البتہ شب برات میں آپ نے واسطے
 شہدائی اُحد کے استغفار کیا ہے جیسا کہ اہل تقیغ کے لیے بھی استغفار کیا ہے۔
 پس شب برات میں شہدائے اُحد اور اموات کے لیے استغفار کرنا اور ان کو
 ثواب پہنچانا مطابق سنت کے ہے۔

حال | بعد رونق افروزی آپ کی مدینہ طیبہ میں خبر پہنچی کہ ابوسفیانؓ بعد پھرنے
 کے پشیمان ہوا اور کہنے لگا کہ غلبہ ہم نے پایا تھا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کام کیوں تمام
 نہیں کیا۔ اب وہ معہ لشکر پھر آتا ہے۔ آپ نے یہ خبر سنتے ہی حکم دیا کہ لشکر
 بہ تعاقب ابوسفیان روانہ ہو اور خود بنفس نفس مع لشکر روانہ ہوئے۔ اور ان ہی
 لوگوں کو ہمراہ کیا جو شریک غزوہ اُحد تھے باہم کہ وہ لوگ خستہ اور زخمی تھے

لہ ذکر اس بات کا کہ شب برات کے دن ہونا غزوہ اُحد کا جو مشہور ہے غلط ہے۔

یہ غزوہ حمرا لاسد یعنی آپ کے تشریف لے جانے کا تعاقب میں ابوسفیان کے یہ سن کے کہ وہ

پھر آتا ہے اور چلا جانا ابی سفیان کا۔

یہ حال ہے تو جلتے خوشی سے۔ آپ پیمانوں کے لیے دعا فرمائیے۔ آپ نے فرمایا:
 اللَّهُمَّ إِذْ هَبْ حَزْنَ تُوْبِهِمْ | يَا اللّٰهُ كْهُوْ دَعْ رِزْقَ اَنْ كَعِ دِلُوْنَ كَا بَدَلَه
 وَ اَجْرَ مَجِيْتِهِمْ۔
 دے ان کی مصیبت کا۔“

حال بیان فضیلت شہدائے اللہ جل جلالہ نے شہدائی اُحد کے لیے آیتیں
 بھیجیں۔ اس مضمون کی کہ وہ زندہ ہیں خدا کے نزدیک انہیں مردہ مت سمجھو
 خدا نے تعالیٰ کے پاس سے وہ رزق پاتے ہیں اور بسبب ان نعمتوں کے جو
 اللہ تعالیٰ نے انہیں دی ہیں خوش ہیں اور حدیث صحیح میں ہے کہ اللہ تعالیٰ
 نے شہداء کی ارواح کو سبز طائر کے قالب میں رکھ کر اجازت دی ہے کہ بہشت
 میں جہاں چاہیں سیر کریں جو چاہیں کھائیں اور رات کو سونے کی قندیلوں میں کہ
 سایہ عرش میں جا رہتے ہیں اور بھی صحیح حدیث وارد ہے کہ اللہ جل جلالہ نے
 شہدا کو حضور میں بلا کے ان سے کلام کیا عبد اللہ والد جابر رضی اللہ عنہما سے
 بالمشافہ کلام کیا اور پوچھا کہ اگر تمہیں کسی چیز کی خواہش ہو تو بیان کرو تمہیں دی
 جاوے۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہمیں سب عمدہ نعمتیں بہشت کی ملتی ہیں ہمیں اب
 کس چیز کی خواہش ہو۔ ایک بات کی البتہ خواہش ہے کہ ہم پھر دنیا میں بھیجے جائیں
 اور تیرے لیے پھر شہید ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دنیا میں دوسری بار جانا نہیں
 ہو سکتا لہذا یہ آرزو تمہاری حاصل نہ ہوگی تب انہوں نے کہا کہ ہمارا حال ہمارے
 بھائیوں کو پہنچا دیا جاوے تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل کیں وَلَا تَحْسَبَنَّ
 الَّذِيْنَ قَتَلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا اَخْرَجْنَا۔

حال | اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا والد
 میرے بہت مقروض تھے اور چھو ہارے باغ میں جو پیدا ہوئے ان میں سے میں
 نے چاہا کہ قرض ادا ہو جاوے لیکن میری دانست میں وہ واسطے ادا کے
 قرض کے کافی نہ تھے لہذا میں نے حضور میں عرض کیا کہ اگر آپ تشریف لے چلیں
 تو غالباً بلحاظ آپ کے قرض والے کچھ رعایت کریں آپ تشریف لائے قرض

حسب الحکم مبردا کی روانہ ہوئے آئیے

الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ
مِنْ بَعْدِ مَا احْتَابَهُمُ الْقُرْآنُ لِلَّذِينَ
احْسَنُوا مِنْهُمْ وَالْقَوَّاعِدَ عَظِيمًا

(پ: ع: ۹)

”جن لوگوں نے حکم مانا اللہ تعالیٰ نے اور رسول کا
بے سنیچے زخموں اور تکلیف کے سنا ان نیکو کاروں
اور پرہیزگاروں نے۔ ان کے لیے بڑا ثواب ہے“

ان کی شان میں ہے۔ ابوسفیان نے جب یہ حال سنا ڈر گیا اور سمجھا ہوں نے اس سے
کہا کہ نام فتح کا ہو گیا ہے پھر نے میں کہیں ایسا نہ ہو کہ بات الٹ جاوے ابوسفیان
نے مدینہ کی طرف رخ نہ کیا اور بعجلت مکہ کو روانہ ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
چند منزل تعاقب کر کے باشوکت و عظمت مدینہ طیبہ کو واپس تشریف لائے منزل
حمراء الاسد تک تشریف لے گئے تھے لہذا یہ سفر غزوہ حمراء الاسد کہلاتا ہے۔

فصل چھٹی غزوہ بدر ثانی کے بیان میں

ابوسفیان اُحد سے پھرتے وقت کہہ گیا تھا کہ سال آئندہ میں بدر پر پھر
لڑائی ہوگی۔ جب وہ زمانہ قریب ہوا اور ابوسفیان لڑائی کے لیے بدر تک نہ
آسکا اس نے یہ چاہا کہ ایسی صورت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی بدر پر نہ
جاویں تاکہ ان سے خجالت نہ ہو۔ اس نے ایک شخص کو کہ نعیم بن مسعود نام تھا مدینہ
کی طرف بھیجا کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچا دے کہ ابوسفیان
نے بہت لشکر جمع کیا ہے اور بدر پر آیا چاہتا ہے۔ اس شخص نے مدینہ میں آ کے
اہل اسلام سے وہ بات کہی۔ انہوں نے سن کے کہا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ
رہیں اللہ کافی ہے اور وہ اچھا کام بنانے والا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع لشکر
کہ ڈیڑھ ہزار آدمی تھے بدر کو تشریف لے گئے۔ ابوسفیان مارے ڈر کے نہ آیا اور
آپ نے مع لشکر وہاں چند روز مقام کیا اور وہاں اصحاب نے بہ تجارت اموال

بہت نفع حاصل کیا۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ہر دینار پر مجھے ایک دینار نفع ہوا۔ پھر وہاں سے خوش و خرم بے جنگ و رنج پھر آئے۔ یہ آیتیں

”وہ لوگ جنہیں کہا لوگوں نے کہ آدمیوں
یعنی ابوسفیان وغیرہ نے لشکر جمع کیا ہے تمہارے
لیے سو تم ان سے ڈرو ان کا ایمان زیادہ ہوا اور
انہوں نے کہا اللہ سہیل کافی ہے اور وہ بہتر کارساز ہے۔
پھر لوٹ آئے وہ اللہ کی نعمت اور فضل
لے کر نہ پہنچی انہیں کچھ تکلیف اور مایوس
ہوئے وہ اللہ کی مرضی کے اور اللہ پر افضل
والا ہے۔“

الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ
النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ
فَتَذَرَاهُمْ آيْمَانًا وَقَالُوا أَحْسَبُنَا اللَّهُ
وَلِعَمَّا لُوكِيلٌ ط (پ: ۹۷: ۹۷)

فَأَنْقَلِبُوا إِنِّعْمَةً مِّنَ اللَّهِ وَ
فَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوءٌ وَاتَّبَعُوا
رِضْوَانَ اللَّهِ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ
(پ: ۹۷: ۹۷)

اسی حال کے بیان میں ہیں۔

فصل ساتویں سر یہ رجب کے بیان میں

جب مشرکین غزوہ احد سے پھر کے مکہ میں پہنچے سفیان بن خالد ندلی بھیمانے کچھ
لوگ قبیلہ عضل اور قارہ ساتھ لے کے واسطے تہنیت فتح کے پاس قریش کے
مکہ میں آیا وہاں اس نے سنا کہ سلافہ بنت سعد طلحہ بن ابی طلحہ کی زوجہ نے کہ اس
کے چار بیٹے اور شوہر احد میں مارے گئے تھے یہ شہرت دی ہے کہ جو کوئی عاصم بن
شابت کا سر لاوے میں اسے سوا اونٹ بہت اچھے دوں۔ عاصم کے ہاتھ سے
اس کے دو بیٹے مارے گئے تھے اس لیے سلافہ نے نذر کی تھی کہ میں عاصم کے
کاسہ سر میں شراب پیوں گی۔ سفیان بن خالد کو سوا اونٹوں کی طمع ہوئی اس نے

لے عضل یعنی حملہ مفتوحہ و ضاد معجمہ و قارہ بقاف درائی حملہ بے تشدید یہ دونوں قبیلے کے نام ہیں۔

اپنے گھر بھر کے ساتھ آدمی عضل اور قارہ کے مدینہ میں بھیجے۔ انہوں نے بموجب کہنے سفیان کے یہ فریب کیا کہ ظاہر میں مسلمان ہو گئے اور حضور اقدس میں عرض کیا کہ ہمارے ساتھ اپنے اصحاب میں سے چند آدمی کر دیجئے کہ ہماری قوم کو قرآن مجید سکھا دیں اور کوشش اس بات میں کی کہ عاصم کو آپ ساتھ کر دیں۔ اور ثابت بن ابی الالفتح عاصم کے باپ کے گھر جا کر ٹھہرے اور عاصم سے بہت محبت کا اظہار کیا کہ اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں ہمارے ساتھ کر دیں تو بہت خوب ہے، آخر کار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دس آدمی ان کے ساتھ کر دیئے اور عاصم کو ان کا سردار کر دیا۔ وہ دسوں آدمی ساتھ ان ساتوں کے روانہ ہوئے۔ جب درمیان عسفان اور مکہ کے آئے ایک ان ساتوں میں سے جا کے سفیان بن خالد کو خبر دی۔ وہ دوسو آدمی لے کر چڑھ آیا۔ عاصم نے اپنے ساتھیوں کے فد فد پر کہ ایک اونچا ٹیلہ تھا چڑھ گئے۔ جب دشمن ان کے قریب پہنچے عاصم نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ حصول شہادت کو غنیمت سمجھو اور سب لڑائی کے لیے مستعد ہوئے کافروں نے کہا کہ ہم سے لڑنے کا قصد نہ کرو تم ہم سے مقابلہ نہیں کر سکتے۔ عاصم نے کہا کہ میں مارے جانے کا ڈر نہیں دین گے لیے سر دینا ہمارا کام ہے۔ کفار نے عاصم سے کہا کہ جلدی نہ کرو اور اپنی جان کو ہلاک نہ کرو ہم تمہیں امان دیں گے۔ عاصم نے کہا کہ میں مشرک کی امان لینا نہیں چاہتا اور میں نے سنا ہے سلافہ نے قسم کھائی ہے کہ میرے کاسٹہ سر میں شراب پیئے۔ یا اللہ تو ہمارے حال کی خبر اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو دے سو اللہ جل جلالہ نے یہ دعا ان کی قبول کی اور ان کے حال کی آپ کو خبر دی اور عاصم رضی اللہ عنہ نے پہلے تیر کفار کے مارے جب تیر ختم ہو گئے نیز سے لڑے جب نیزہ لوط گیا تب تلوار لی اور یہاں تک لڑے کہ شہید ہوئے اور دعا کی کہ الہی میں نے تیرے دین کی حمایت کے لیے جان دی تو میرے بدن کو بچا کہ کفار کے ہاتھ نہ لگے۔ بعد ازیں کفار نے

چاہا کہ ان کا سر کاٹ لیں تاکہ سلافہ کے پاس لے جاویں۔ خدائی تعالیٰ نے شہد کی
 ہتھی کا لشکر بھیجا پاس بدن مبارک حضرت عاصم (رضی اللہ عنہ) کے انہوں نے
 جھرمٹ باندھا کسی کافر کو پاس پھٹکنے نہ دیا۔ جب رات ہوئی خدائی تعالیٰ نے
 ایک سیلاب ایسا بھیجا کہ بدن حضرت عاصم کا بہا لے گیا۔ کافر خائب خامس رہا
 جب سلافہ کے پاس سفیان ابن خالد نے آدمی بھیجا کہ سوادنٹ بھیج دے ہم نے
 عاصم کو قتل کیا سلافہ نے کہلا بھیجا کہ میری شرط یہ تھی کہ عاصم کا سر یا عاصم کو
 جیتا لے آؤ سو تم نے دونوں میں سے ایک بھی نہ کی میں اونٹ ہرگز نہ دوں گی۔
حال باقی عاصم (رضی اللہ عنہ) کے ساتھیوں کا یہ حال ہوا کہ چھ شخص اور لڑ کر
 شہید ہو گئے اور **خبیب بن عدی** اور **عبداللہ بن طارق** اور **زید بن دثنہ** یہ تین
 صاحب کافروں کے سمجھانے سے ان کی امان میں آ کے پہاڑ پر سے اترے۔
 کفار نے بد عہدی کر کے ان کے ہاتھ کمان کے چلے سے باندھے۔ **عبداللہ بن طارق**
 نے جب غدر ان کا دیکھا حیلے سے ہاتھ اپنے کھول کے تلوار کھینچی اور کفار سے
 قتال شروع کیا۔ کفران کے حملہ شیرانہ سے حیران ہو گئے اور پتھر برساکے انہیں
 شہید کیا اور حضرت **خبیب رضی اللہ عنہ** اور **زید رضی اللہ عنہ** کو کفار اسیر کر کے لے
 گئے۔ **خبیب (رضی اللہ عنہ)** کو **حارث بن عامر بن نوفل** کے بیٹوں نے سوادنٹ دے
 کے مول لیا تھا کہ عوض اپنے باپ کے کہ **خبیب (رضی اللہ عنہ)** کے ہاتھ سے مارا
 گیا تھا قتل کریں اور حضرت **زید (رضی اللہ عنہ)** کو **صفوان بن امیہ** نے لعوض بچا پاس
 کے لے لیا اس لیے کہ عتبہ اپنے باپ کے عوض کہ زید نے اسے قتل کیا تھا مار
 ڈالے۔ دونوں صاحب مکہ میں باہر ذیقعدہ پہنچے تھے بانظار گزار جانے اشہر
 حرام کے انہیں قید کر کے رکھا۔ صحیح بخاری میں ہے کہ **خبیب** نے ایک بار امتر

۱۔ خبیب بخاری معجمہ دور بائے موجدہ صیغہ تصغیر

۲۔ دثنہ بدل مہلہ ڈامی مثلثہ کسورہ و فون نام والذریذ صحابی رضی اللہ عنہ لسانی العاموس - ۱۲ -

دائیں پاکی لینے کے حادث کے ایک بیٹے سے مانگ لیا تھا۔ اسی حالت میں ایک لڑکا اس کا خبیب (رضی اللہ عنہ) کے پاس جا پہنچا خبیب (رضی اللہ عنہ) نے اسے اپنے اوپر بٹھا لیا۔ اس عورت کو ڈر ہوا کہ یہ قیدی ہے کہیں میرے بیٹے کو مار نہ ڈالے۔ خبیب نے کہا مت ڈرو میں ایسا نہ کروں گا سچے کو قتل نہ کروں گا۔ وہ عورت کہتی ہے کہ میں نے خبیب سے بہتر کوئی قیدی نہیں دیکھا۔ میں نے خبیب کو حالت قید میں انگوڑ کھاتے دیکھا اور ان دنوں مکہ میں کوئی میوہ نہ تھا اور خبیب زنجیروں میں قید تھے وہ انگوڑ رزق الہی غیبی تھا کہ خدائے تعالیٰ نے خبیب (رضی اللہ عنہ) کو بھیجا تھا۔ بعد گزر جانے ماہ حرام کے موضع تنعم میں کہ خارج حرم سے خبیب اور زید دونوں کو سولی دی۔ خبیب (رضی اللہ عنہ) نے کفار سے کہا کہ مجھے اتنی مہلت دو کہ دو رکعت نماز پڑھ لوں۔ کفار نے مہلت دی۔ حضرت خبیب (رضی اللہ عنہ) نے دو رکعت نماز پڑھ لی مقتولان بے گناہ کے لیے یہ نماز انہوں نے سنت قائم کر دی بعد ازاں انہوں نے یہ شعر پڑھے: اشعار

<p>(ترجمہ) مجھے کچھ پرواہ نہیں جبکہ میں مارا جاتا ہوں کسی کروٹ پر ہوندا کے لیے میرا مارا جانا اور یہ قتل میرا خدا کے لیے ہے اور اگر خدا تعالیٰ چاہے میری برکت کرے۔</p>	<p>وَلَسْتُ أَبَالِي حِينَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا عَلَىٰ آتِي شِقِّ كَانِ لِلَّهِ مَصْرَعِي وَذَلِكَ فِي ذَاتِ الْإِلَهِ وَإِنْ يَشَاءُ يُبَارِكْ عَلَىٰ أَوْصَالِ شِلْوِ مَمْرَعِي</p>
--	---

عصو پارہ پارہ کر کے ٹکڑوں میں خبیب کو سولی پر چڑھایا اور قبلہ سے منہ پھر دیا۔ خبیب (رضی اللہ عنہ) نے کہا کچھ مضائقہ نہیں فَايْمًا تَسْوَلُوا فَتَرْوَجُهُ اللَّهُ پھر خبیب (رضی اللہ عنہ) سے کہا کہ اگر تم دین اسلام چھوڑ دو تو ہم تمہیں چھوڑ دیں۔ خبیب (رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ اگر تمام روئے زمین مجھے دیں تو بھی اسلام سے نہ پھروں۔ ایک جان کیا سو جان اسلام کے قربان۔ کافروں نے کہا تمہارا جی چاہتا ہے کہ تمہارے بدلے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو سولی ہو اور تم اپنے گھر سلامت حلے جاؤ۔ خبیب (رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ میرا دل ہرگز نہیں چاہتا کہ میں گھر میں

ہوں اور جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں میں ایک کانٹا چھبے۔ پھر مقتولان بدر کی اولاد و اقارب چالیس آدمیوں نے نیزے ہر طرف سے حضرت خبیب کے مارنے شروع کیے اس وقت منہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کا قبلہ کی طرف ہو گیا۔ انہوں نے کہا شکر خدا کا جس نے میرا منہ قبلہ کی طرف کر دیا جو اس نے اپنے رسول کے لیے پسند کیا ہے اور حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ الہی یہاں سب دشمن ہیں کوئی دوست نہیں کہ میرا سلام تیرے دوست کو پہنچا دے تو ہی میرا سلام اپنے خبیب کو پہنچا دے۔

زید بن اسلم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں مجلس شریفین میں ساتھ ایک جماعت اصحاب حاضر ہوا تھا آپ پر آثار وحی ظاہر ہوئے بعد ازاں آپ نے فرمایا کہ خبیب کو کافروں نے قتل کیا اور یہ جبرئیل امین اس کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں پھر آپ نے فرمایا علیہ السلام ورحمۃ اللہ۔ پھر حضرت زید کو سولی دی انہوں نے بھی پہلے دو رکعت نماز پڑھی اور جیسی گفتگو کفار نے حضرت خبیب سے کی تھی ویسی ہی ان سے بھی کی اور ویسا ہی جواب لے پایا۔ حضرت خبیب کی نعش کو سولی پر لٹکا رکھا۔

حال جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اصحاب سے فرمایا کہ کوئی ہے جو خبیب رضی اللہ عنہ کی نعش کو سولی پر سے اتار لائے۔ حضرت زبیر اور مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس کام کا اقرار کیا اور روانہ ہوئے۔ دن کو چھپ رہتے اور رات کو چلتے یہاں تک کہ پاس نعش کے پہنچے۔ چالیس آدمی محافظت کے لیے اطراف دار میں سوتے تھے۔ انہوں نے آہستہ سے خبیب رضی اللہ عنہ کو سولی پر سے اتارا اور گھوڑے پر رکھ کر لے چلے۔ چالیس دن ان کے قتل سے گزرے تھے

۱۰ یعنی حضرت زبیر سے بھی کفار نے ترک اسلام کو کہا اور جان کا خوف دلایا مگر حضرت زبیر نے بھی مثل حضرت خبیب کے نہایت دلیرانہ طریقہ سے ان کی باتوں کی تردید کر کے جام شہادت نوش کیا۔

مگر بدن ان کا ویسا ہی تازہ تھا اور زخموں سے خون ٹپکتا تھا اور مشک کی خوشبو آتی تھی۔ صبح کو قریش نے خبر پائی شتر سوار دوڑائے جب پاس ان دونوں صاحبوں کے پہنچے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے لعش خبیث رضی اللہ عنہ کی زمین میں رکھ دی فوراً زمین اُسے نکل گئی۔ حضرت خبیث کو "بلع الارض" اسی لیے کہتے ہیں۔ حضرت زبیر نے کفار کی طرف منہ کر کے کہا کہ میں زبیر بن العوام ہوں اور ماں میری صفیہ بنت عبدالمطلب سے اور یہ میرے رفیق مقدار بن الاسود ہیں۔ تمہارا جی چاہے تو تیروں سے لڑ لو اور کہو تو اتر کر تلوار نیزے سے لڑ لیں اور چاہو پھر جاؤ کفار پھر گئے۔ حضرت زبیر اور مقدار نے حضور اقدس میں جا کے حال عرض کیا۔ جس پر صلی اللہ علیہ السلام نے مجلس شریف میں آ کے بیان کیا کہ تمہارے ان دونوں یاروں کی فرشتوں میں تعریف ہو رہی ہے۔

حال ذکر قتل سفیان بن خالد لعین | آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو عاصم رضی اللہ عنہ اور ان کے ہمراہیوں کے قتل کا بڑا رنج ہوا اور عبد اللہ بن انیس انصاری کو واسطے قتل سفیان بن خالد ملعون کے مامور کیا۔ وہ سفیان کو پہچانتے نہ تھے آپ نے اس کی شکل بیان فرمائی اور ارشاد کیا کہ اس کے دیکھنے ہی تمہارے دل میں خوف آوے گا۔ عبد اللہ بن انیس نے ایسا تلی کہ جو جی میں آئے اس نے سامنے کہیں اور تلوار اڑے کے روانہ ہوئے بعد صبح منابل بطن عرہ میں پہنچے اور وہاں اس کافر کو دیکھا اور موافق نشان وہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہچانا اور اس کے پاس گئے۔ اس نے پوچھا کہ تم کون ہو۔ عبد اللہ نے کہا کہ میں قوم خزاعہ میں سے ہوں۔ میں نے سنا ہے کہ آپ لشکر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لڑنے کو تیاری کرتے ہیں میں بھی حاضر ہوا ہوں کہ شریک ہوں اور بہت خوشامد کی باتیں کیں کہ سفیان بہت راضی ہوا۔ عبد اللہ اس کے خیمے میں داخل ہوئے اور موقع پا کر سر اس کا کاٹ کے مدینہ کو روانہ ہوئے اور راہ میں ایک غار میں چھپ گئے۔

۱۔ انیس بصیغہ تصغیر ۱۲ منہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تاموس میں ہے بطن عرہ کمنزہ بعرفات یعنی بطن عرہ بضم عین مملہ ذوق رای مملہ ایک مقام عرفات میں ہے۔ ۱۲ منہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

رہے۔ خدا تعالیٰ کے حکم سے اُس غار میں مثل غار ثور کے مگرڑی نے جلال پور دیا جب سفیان کی قوم کو خبر ہوئی عبداللہ کی تلاش میں جھپٹے بہتیرا تلاش کیا نہ پایا پھر گئے عبداللہ غار سے نکل کر روانہ ہوئے اور منازل قطع کر کے حضور اقدس میں پہنچے۔ پھر اس لعین کا زیر پائی مبارک ڈال دیا۔ آپ اور اصحاب بہت خوش ہوئے لکھا ہے کہ آپ نے ایک عصا عبداللہ بن انیس کو دیا اور فرمایا کہ یہ عصا بہشت میں ہاتھ میں رکھیو۔ اس طرح اُن کو خوشخبری جنت کی دی۔ وہ عصا عبداللہ کے ہر وقت ساتھ رہتا تھا یہاں تک کہ بوقت مرگ انہوں نے اپنے ساتھ کفن میں رکھوایا۔

فصل آٹھویں قصہ بیر معونہ کے بیان میں

ابو برد عامر بن جعفر کہ مشہور بلاعب الائنہ تھا۔ نجد کا رہنے والا قوم بنی عامر میں سے وہ حضور اقدس میں حاضر ہوا آپ نے اسے اسلام لانے کو ارشاد کیا۔ وہ مسلمان تو نہ ہوا مگر دین اسلام کی اس نے تعریف بہت کی اور کہا میں مسلمان ہو جاتا مگر مجھے قوم کا خیال ہے۔ آپ کچھ لوگ میرے ساتھ کر دیں کہ وہ میری قوم کو دعوت اسلام کریں اگر وہ مسلمان ہو جاویں گے تو مجھے کچھ تامل نہ ہووے گا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے اہل نجد کا ڈر ہے۔ اس نے کہا کچھ ڈر نہیں میں اپنی نیاہ میں لے لوں گا۔ آپ نے ستر آدمی اپنے اصحاب میں سے کہ قراء کہلاتے تھے یعنی قرآن مجید پڑھنے والے اُن کے ساتھ کر دیئے۔ اکثر وہ انصار میں سے تھے اور بعض مہاجرین وہ لوگ بہت بزرگ اور مقبول اصحاب میں تھے۔ دن کو مگرڑی اور پانی ازواج مطہرات کے حجروں میں پہنچاتے اور رات کو

یہ بیر معونہ بفتح میم و ضم عین مملہ دنون ایک جگہ بلاد ندیل میں درمیان نکلے اور عسفان کے ۱۲۰۔

نماز اور ذکر اور تلاوت قرآن میں مشغول رہتے۔ منذر بن عمرو کو ان پر امیر کیا اور ایک نامہ رسول نے نجد اور بنی عامر کو لکھ کے اُسے دے دیا۔ عامر بن مالک کا ایک بھتیجا تھا عامر بن طفیل بن مالک۔ اس کو اہل اسلام سے کمال عداوت تھی۔ جب یہ اصحاب بدر معونہ میں پہنچے اونٹ عمرو بن اُمیہ صخریؓ اور حارث بن صخرہؓ کو دیتے کہ چراگاہ کو لے جاؤ اور خط حرام بن ملحانؓ کو دیا کہ بنی عامر کو پہنچاؤ۔ حرام دو آدمی اور ساتھ لے کے خط پہنچانے کو عامر بن طفیل کے پاس گئے۔ حرام جب متصل اس قوم کے پہنچے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں پہلے جاتا ہوں اگر مجھے امان ہو تو تم بھی آؤ۔ اور وہاں جا کر حرام نے کہا کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام لے کے آیا ہوں مجھے اداسے رسالت کے لیے امان دیتے ہو۔ ایک کافر نے حرام کے پشت سے آگے ایسا نیزہ مارا کہ دوسری طرف سے نکل آیا۔ حرام نے کہا فُزْتُ وَرَبِّ الْكَذِبَانِ یعنی میں مقصود کو پہنچ گیا قسم ہے مالک کعبہ کی۔ اور عامر بن طفیل نے بنی عامر سے واسطے لڑائی کے اصحاب موصوفین کے کہا۔ انہوں نے بخیاں امان عامر بن مالک کے قبول نہ کیا۔ تب اس کافر نے قبائل سلیم اور عصبہ اور رعل اور ذکوان کے پاس آدمی بھیج کے بلایا اور لشکر انہوں نے کریم معونہ کو جا کے گھیر لیا۔ وہ اصحاب سب لڑے یہاں تک کہ سب شہید ہو گئے۔ حضرت عامر بن فہیرہ کہ غلام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ابتداء اسلام میں ان کو خرید کر کے آزاد کر دیا تھا اور ہجرت میں وہ بھی رفیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے وہ بھی شہید ہو گئے اور ان کی کرامت یہ اس وقت نمایاں ہوئی جب فرشتے ان کی نعش کو آسمان پر لے گئے۔ سب کافروں نے یہ بادیکھی۔

۱۔ صخری نبت ہے طرف ضمیر کے لفتح ضاد معجمہ و سکون میم و راء مہملہ کہ نام ایک کا ہے بنی ضمیرہ اس کی اولاد میں۔
 ۲۔ کذافی القاموس ۱۲ نہ ۱۳ صمہ بساد مہملہ مکسوفہ و تشدید میم ۱۲ نہ رتہ الشریعہ ۱۳ بکسر میم و سکون لام وہاں
 مہملہ ۱۲ نہ ۱۳ سلیم بسین مہملہ بصیغہ تصغیر و عصبہ لعین بساد مہملتین و یامی مشدود بصیغہ تصغیر و رعل بکسر
 لامی مہملہ و سکون عین مہملہ ذکوان لفتح ذال معجمہ و سکون کاف یہ سب قبیلہ کے نام ہیں۔

حال | حارث بن صتمہ اور عمرو بن امیہ جب اونٹ چراگاہ سے پھیر کر لائے۔
 دُور سے غبار اپنے لشکر کی جگہ پر اور جانور اڑتے ہوئے اور کافروں کے سواروں
 کو کھڑا دیکھا۔ آپس میں مشورہ کیا۔ عمرو بن امیہ نے کہا کہ چل کے اس حال کی جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دیں۔ حارث نے کہا نہیں شہادت مفت ملتی ہے
 کیوں چھوڑ دیں اور لڑے، یہاں تک کہ دو کافر حارث نے قتل کیے۔ بالآخر کافروں
 نے دونوں کو اسیر کیا اور جان کی پناہ دی۔ اس پر بھی حارث نے دو آدمی قتل کیے
 اور شہید ہوئے اور عمرو بن امیہ کو عامر بن طفیل نے پیشانی کے بال کاٹ کر چھوڑ دیا۔
 اس کی مال کے ذمہ ایک غلام کا آزاد کرنا تھا اس میں چھوڑنا عمرو بن امیہ کا شمار
 کیا۔ عامر بن طفیل نے عمرو بن امیہ سے ایک ایک مقتول کو اہل اسلام کے پوچھا۔ عمرو
 نے ہر ایک کا حال بیان کیا۔ کہا تمہارے یاروں میں کوئی گم تو نہیں ہے۔ عمرو نے
 کہا کہ عامر بن نہیرہ رضی اللہ عنہ نہیں ہیں، کہا وہ کون تھے۔ عمرو نے کہا کہ وہ جناب
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سابقین اصحاب میں تھے۔ عامر بن طفیل نے کہا کہ
 میں نے دیکھا کہ ان کو بعد قتل کے آسمان پر لے گئے۔

حال | قاتل حضرت عامر بن نہیرہ کا ایک شخص بنی کلاب میں سے جابر بن سلمیٰ
 نام وہ کہتا ہے کہ جب میں نے نیزہ عامر کے مارا اور وہ پارہ ہو گیا عامر نے کہا۔ فُزْتُ
 وَاللَّهِ یعنی پایا میں نے قسم خدا کی۔ اور میں نے دیکھا کہ عامر کو آسمان پر لے گئے میں
 نے عامر کے کلام میں تامل کیا کہ کس چیز کو پایا۔ ضحاک بن سفیان کلابی سے جا کے پوچھا۔
 انہوں نے کہا۔ مطلب یہ ہے کہ جنت کو پایا میں نے۔ ضحاک سے کہا کہ اسلام مجھے
 تلقین کرو اور میں بسبب مشاہدہ احوال حضرت عامر کے مسلمان ہو گیا۔ ابو براء عامر بن
 مالک کو اس قصہ سے کہ اس کی امان میں اس کے بھتیجے نے فتور ڈالا بہت رنج ہوا۔
 اور ان ہی دنوں میں وہ مر گیا اور عامر بن طفیل کے سر مجلس ربیعہ بن ابی براد نے نیزہ
 مارا۔ اس سے تو وہ نہ مرا مگر طاعون سے کہ ایک پھوڑا بڑی قسم کا اس کے نکلا تھا
 مر گیا۔ اس نے براہ حماقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہلا بھیجا کہ یا تو ملک مجھے

بانٹ دو کہ ملک زمین نرم یعنی دیہات کا اور جنگل تمہارے حصہ میں ہے اور شہر میرے حصے میں یا مجھے اپنا خلیفہ بعد وفات کے کر دو نہیں تو میں بڑا لشکر لاکے تم سے لڑوں گا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَللّٰهُمَّ اَكْفِنِيْ عَامِرًا (یا اللہ تو خود کام تمام کر دے عامر کا) مجھ تک نوبت نہ آئے، تب وہ طاعون سے مر گیا۔

حال | عمرو بن امیہ ضمیری وہاں سے پھرے۔ راہ میں دو شخص مشرک بنی عامر کے انہیں ملے۔ عمرو نے ان دونوں کو قتل کیا۔ دل میں سمجھے کہ یہ بھی ایک طرح کا انتقام ہے۔ عامر بن طفیل سے جس نے سب اصحاب بے معونہ کو قتل کرایا تھا اور وہ دونوں مشرک تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امان میں تھے اس بات کی عمرو بن امیہ کو خبر نہ تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قتل کی نسبت کہ بظاہر واقعہ ہوا دیت تجویز کی اور بنی عامر اور یہودی بنی نضیر ہم عہد تھے لہذا آپ کو منظور ہوا کہ بمشورت ان کے اس معاملہ دیت کو طے کریں اور یہ امر سبب غزوہ بنی نضیر کا ہوا۔

فصل نویں غزوہ بنی نضیر کے بیان میں

بعد تشریف آوری آپ کے مدینہ میں یہودی بنی قریظہ و بنی نضیر نے کہ ہر واحد ان میں سے ایک ایک محلہ میں باہر مدینہ کے رہتے تھے آپ سے عہد باندھا تھا کہ ہم آپ کے ساتھ موافق رہیں گے کچھ بدخواہی نہ کریں گے اور آپ کے دشمن کی مدد نہ کریں گے۔ بعد قتل کرنے عمرو بن امیہ ضمیری کے دو مشرک بنی عامر کو جیسا کہ اوپر ذکر ہوا آپ واسطے مشورت معاملہ دیت کے محلہ بنی نضیر میں تشریف لے گئے اور ان سے اس معاملہ میں کہا۔ انہوں نے کہا کہ آپ ہمارے یہاں تشریف لائے ہیں ہم آپ کی ضیافت کریں گے۔ آپ تشریف رکھیں بعد فراغت کھانے سے اس امر میں عرض کریں گے اور آپ کو ایک دیوار کے تلے بٹھلایا پھر ان

ملائین ملعونوں نے یہ تجویز کی کہ دیوار سے ایک پتھر لڑھکا کر آپ کو قتل کریں۔ اللہ تعالیٰ نے بوساطت جبرئیل علیہ السلام کے آپ کو اس بات سے مطلع کر دیا۔ آپ وہاں سے اس طرح اٹھے جیسے کوئی قضائے حاجت کے لیے اٹھتا ہے۔ اور مدینہ کو روانہ ہوئے۔ اصحاب ہمراہی بھی جب آپ کی معاودت (واپسی) میں دیر ہوئی اور معلوم کیا کہ آپ تشریف لے گئے مدینہ چلے گئے۔ آپ نے بنی نضیر کو کہلا بھیجا کہ تم نے ارادہ فاسد میرے لیے کیا تھا عذر اور نقص عہد تمہاری طرف سے تحقیق ہوا اس لیے تمہیں یہ حکم ہے کہ یہاں سے نکل جاؤ دس دن کی مہلت ہے بعد دس دن کے جوڑے گا اس کی گردن ماری جائے گی۔ یہود نے نہ مانا اور لڑائی کے لیے تیار ہوئے۔ تب آپ نے بنی نضیر پر شکر کشی کی اور ان کی گڑھی کو جاگھیرا اور محصور کر کے ان کی عافیت تنگ کی۔

حال یہود کو درخت خرما کہ متصل ان کی گڑھی کے تھے بہت محبوب تھے مثل اولاد کے بایں خیال کہ اگر یہ درخت کاٹ ڈالے جائیں تو ان کی روح کو صدمہ ہوگا۔ آپ نے حکم درختوں کے کاٹنے کا دیا۔ اصحاب نے درخت کاٹنے شروع کیے بعضوں نے عمدہ قسم کے درخت کاٹے بایں نیت کہ ان کے کٹنے سے کافروں کو رنج ہوگا۔ اور بعضے اصحاب نے بری قسم کے کاٹے بایں نیت کہ ان کو یقین کامل اس بات کا تھا کہ اہل اسلام کی فتح ہوگی اور سب اموال بنی نضیر کے اہل اسلام کے قبضہ میں آویں گے۔ عمدہ قسم مسلمانوں کے لیے بیچ رہیں اللہ تعالیٰ کو دونوں فعل بمقتضایٰ حسن نیت پسند ہوئے اور دونوں کو خذلے تعالیٰ نے اپنا حکم فرمایا:

مَا قَطَعْتُمْ مِّن لِّينَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوهَا
فَاِيَّاهُ عَلٰى اٰمُوْلِهَا فَيَاذُبِ اللّٰهُ
وَالْحِيْزِ الْفَاسِقِيْنَ ط (پ: ۶۷)

جو کاٹی تم نے ایک قسم درخت خرما کی یا
چھوڑی قائم اپنی جڑوں پر سو حکم خدایے
اور اس لیے ہے کہ رسوا کرنے نافرمانوں کو

اور صحیح بخاری میں ہے کہ آپ نے درختوں کے جلانے کا بھی حکم دیا تھا۔ چنانچہ کچھ درخت وہاں جلانے بھی گئے۔ اسی باب میں حضرت حسان بن ثابت کا شعر ہے۔

وَهَاتَ عَلَى اسْرَاةِ بَنِي لُؤَيٍّ | (ترجمہ) آسان ہو، سرداران بنی لوی پر آگ
حَرْقًا بِالْبُؤَيْرَةِ مُسْتَطِيرًا | لگا دینا بویرہ میں کہ شرارے اُس کے اڑتے تھے

بویرہ اُس جگہ کا نام ہے جہاں درخت خرمابنی نصیر کے تھے اور لوی ہمزہ سے جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اجداد میں ہیں بنی لوی اُن کی اولاد میں۔

حال | انصار کے دو قبیلہ تھے اوس اور خزرج ان میں ہمیشہ باہم لڑائی رہتی
تھی اور بنی قریظہ اوس سے ہم عہد تھے اور بنی نصیر خزرج سے اور ہر ایک اپنے
معاہد کی مدد کیا کرتے تھے۔ عبد اللہ بن ابی بن سلول منافق خزرج میں سے تھا اس

لیے درپردہ اُس نے بنی نصیر سے وعدہ مدد کا کیا تھا اور حالت جنگ میں اور پہلے
سے بہت تسلی کی باتیں کیا کرتا تھا مگر مدونہ کر سکا۔ جب بنی نصیر بہت تنگ ہوئے

انہوں نے درخواست کی کہ اب ہمیں نکل جانے دو۔ آپ نے فرمایا کہ اب یہ بات
منظور نہیں مگر اس طرح کہ ہتھیار سب چھوڑ جاویں اور جس قدر اسباب اُن کے

چارپالوں پر لے سکے لے کے مع عیال و اطفال جلا وطن ہو جاویں مطابق اس کے یہود
نامسعود وہاں سے نکل گئے۔ مکالوں میں سے کوئی کوڑیا کر ٹی یا کچھ اور چیز جو بہت

اچھی جانی مکان توڑ کے نکال لے گئے اور بسبب عجلت جانے کے مسلمانوں سے
بھی انہوں نے مدد لی۔ مسلمانوں نے بھی مکانات اُن کے توڑ کے ان کی چیزیں نکال دیں

(ترجمہ) وہی ہے جس نے نکالا ہے ان کو جو کافر ہیں

اہل کتاب میں سے اُن کے گھروں سے پہلے باری لشکر

جمع کرتے تھے یہیں مکان نہ تھا کہ وہ نکل جاویں اور ان کا

یہ مکان تھا کہ ان کے قلعے ان کو اللہ سے بچا لیں گے سو آیا

ان پر اللہ اس جگہ سے جہاں انہیں خیال نہ تھا اور ڈالا

اُن کے دلوں میں انکار عجب اجاڑتے تھے اپنے گھر اپنے

ہاتھوں اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے سو عبرت تو تم آئے

۷ سو حجہ والو ۱۲ فائدہ۔ آیا اللہ ان پر یعنی عذاب لشکان

هُوَ الَّذِي أَخْرَجَ الَّذِينَ كَفَرُوا

مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِأَوَّلِ الْحَشْرِ

مَا ظَنَنْتُمْ أَنْ يَخْرُجُوا وَظَنُّوا أَنَّهُمْ

مَانِعْتَهُمْ حَصُونَتُهُمْ مِنَ اللَّهِ فَأَتَاهُمُ

اللَّهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوا وَقَدَّتْ

فِي قُلُوبِهِمُ الرَّعْبَ يُخْرِبُونَ بُيُوتَهُمْ

بِأَيْدِيهِمْ وَأَيْدِي الْمُؤْمِنِينَ فَ

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ ۝ (پت. ۷۷)

۷ بویرہ بضم لوی بوحده زای مہملہ بصیغہ تصغیر

فصل دسویں غزوہ خندق کے بیان میں

شرح غزوہ خندق کی یہ ہے کہ حی بن اخطب کہ بنی نضیر میں بڑا مفسد تھا۔ مع چند اسرائیریوں بعد جلائے وطنی کے خیبر میں جا رہا اور شب و روز اس فکر میں رہتا کہ اہل اسلام سے انتقام لے اس لیے وہ چند مفسد کہ سب قریب بیس آدمی کے تھے مکہ کو گئے اور قریش کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لڑائی کے لیے بوجہ اپنی مدد اور تدبیرات کے آمادہ کیا اور اس بات پر باہم ان کے عہد متحکم ہوا۔ ابوسفیان نے چار ہزار آدمی مسلح جمع کیے اور مکے سے روانہ ہوئے اور حی وغیرہ یہود قبیلہ غطفان کو گئے اور ان کو بھی باہم وعدہ کہ ایک سال چھوہارے خیبر کے تمہیں دیں گے آمادہ پیکار سدا برار صلی اللہ علیہ وسلم کیا۔ عیینہ بن حصین فزاری کہ سردار غطفان کا تھا مع اپنے قبیلے اور چند قبائل کے کہ اس کے ہم عہد تھے منزل مثر الظہران میں ابوسفیان سے جا ملے۔ سب اشرار کہ دس ہزار ہو گئے تھے مدینہ کو روانہ ہوئے۔ یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی۔ صحابہ سے آپ نے مشورہ کیا۔ حضرت سلمان (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا کہ میں نے ملک فارس میں دیکھا ہے کہ جب کسی شہر پر بھاری لشکر چڑھ آتا ہے جس کے مقابلہ کی انہیں تاب نہیں ہوتی گر دشہر کے خندق کھود لیتے ہیں اور اس کی پناہ میں لڑتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات پسند ہوئی اور آپ نے خندق کھودنے کا پاس مدینہ بجانب کوہ سلح کے حکم دیا اور طرفین مدینہ کی شہر پناہ کی دیواروں اور عمارتوں سے محکم تھیں۔ اس غزوہ کو غزوہ خندق اسی سبب سے کہتے ہیں اور باہم جہت کہ احزاب جمع حزب کی ہے بمعنی جماعت کے چونکہ کفار جماعتوں کو لے

لے ذکر خندق مشورہ سلمان رضی اللہ عنہ لکھ سلح بفتح سین مہلہ و سکون لام و عین مہلہ مدینہ کے متصل ایک پہاڑ ہے۔

کر چڑھ آئے تھے لہذا یہ غزوہ غزوة احزاب کہلایا۔

حالِ خندق کے کھودنے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب کے ساتھ
شریک تھے اور سب اصحاب مہاجرین اور انصار خندق کھودنے میں بڑی محنت
کرتے تھے اور آپ کا یہ حال تھا کہ بھوک کے سبب سے آپ نے پیٹ پر تھپہ باندھ
تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے یہ حال دیکھا اور اپنے گھر گئے اور اپنی زوجہ سے
ہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھوکا پایا کچھ تدبیر آپ کے کھانا کھلانے
لی کرنی چاہیے۔ انہوں نے ایک صاع جو کا آٹا نکالا اور گوندھ کے خمیر کیا اور
ایک بکری کا بچہ ذبح کرایا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے جا کے حضور میں عرض
کیا کہ میں نے تھوڑا کھانا پکوا یا ہے آپ تشریف لے چلیں۔ آپ نے چلا (زور سے)
کہ فرمایا کہ اسے اہل خندق تمہارے لیے جابر نے دعوت کا کھانا پکوا یا ہے جلدی چلی
اور آپ نے جابر رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ جب تک میں نہ پہنچوں ہانڈی
نہ آتا میں اور آٹا نہ پکاویں۔ حضرت جابر نے بڑھ کر اپنی زوجہ سے کہا کہ کھانا تھوڑا
ہے اور آپ سب اہل خندق کو لیے آتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آپ بہتر سمجھتے
ہیں۔ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حکم سنا دیا کہ ہانڈی قبل از تشریف آوری
آپ کے نہ آتا ریو اور آٹا نہ پکائیو۔ آپ تشریف لائے اور کھانا کے پاس جا کے
آٹے اور ہانڈی میں آپ نے لعاب دہن مبارک ڈال دیا اور دعائے برکت
کی۔ پھر آپ نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ایک روٹی پکانے والی اور بلا لہو
اور گوشت کی ہانڈی چولہے پر رہنے دو۔ اس میں سے گوشت نکال نکال کے
پیالوں میں دو پھر آپ نے کھانا شروع کیا۔ سب نے کہ ہزار آدمی تھے خوب
سیر سوکے کھایا اور ہانڈی گوشت کی ویسی ہی جوش مارتی تھی جیسے پہلے سے
تھی۔ اس میں گوشت ذرا کم نہ ہوا اور آٹا بھی آٹا ہی رہا جتنا تھا۔ سبحان اللہ

۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ کھانا سب نے رکھ کر دعلا گنا جائز و روا ہے۔ ۱۲ (رضوی)

کیا برکت تھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ پونے چار سیر آٹے کی روٹی اور بکری کے بچے کے گوشت سے اتنے بہت آدمیوں نے سیر سو کے کھایا اور کھانا اتنا ہی رہا۔

حالی | خندق کھودنے میں ایک پتھر ایسا آیا کہ صحابہ اُس کے توڑنے سے عاجز ہوئے جسور خود وہاں تشریف لے گئے اور پھاوڑا یا کدال آپ نے اس پتھر پر مارا وہ ایک تہائی لوٹ گیا اور اس میں سے ایک بجلی چمکی جس سے آپ کو عمارت ملک شام کی نظر پڑی۔ آپ نے فرمایا اللہ اکبر خدائے تعالیٰ نے ملک شام مجھے دیا۔ پھر آپ نے دوسری بار پتھر پر کدال مارا پھر بجلی چمکی اور عمارت فارس کی اس میں آپ کو نظر پڑی۔ آپ نے فرمایا اللہ اکبر خدائی تعالیٰ نے ملک فارس مجھے دیا پھر آپ نے کدال پتھر پر مارا پھر بجلی چمکی اور عمارت ملک یمن نظر پڑی۔ آپ نے فرمایا اللہ اکبر خدائے تعالیٰ نے ملک یمن مجھے دیا اور وہ پتھر پاش پاش ہو گیا۔ **ف**۔ یہ پیشین گوئی جو آپ نے فرمائی مطابق اُس کے واقع ہوا۔ ملک یمن تو آپ کی حیات میں ہی قبضہ میں آپ کے آیا تھا لیکن بسبب ارتداد مرتدین اور دعویٰ نبوت اسود عنسی کے اس میں خلل ہو گیا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں وہ خلل رفع ہو گیا اور ملک شام اور فارس میں جہاد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں شروع ہو گیا تھا اور کچھ کچھ ملک اہل اسلام کے قبضہ میں آ گیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں کل ملک یمن اور ملک شام اور کل ملک فارس اہل اسلام کے قبضہ میں آیا۔

حالی | حنین اخطب یہودی واسطے موافق کرنے بنی قریظہ کے سگا ابوسفیان اور احزاب کے محلہ بنی قریظہ میں گیا۔ راہ میں سے ہی ابوسفیان نے حنی کو واسطے اس کام کے روانہ کیا تھا۔ کعب سردار بنی قریظہ نے پہلے تو بہت اظہار ناخوشی کا اس کے آنے سے کیا بلکہ اُس کو اپنے مکان کے اندر آنے کا اذن نہیں دیتا تھا

۱۔ چکنابرق کا پتھر سے اور پیشین گوئی آپ کی درباب فتح یمن و فارس و شام ۱۲ منہ رحمۃ اللہ علیہ

اور دروازہ نہیں کھولتا تھا اور سنتے ہی اُس کی آواز کے کہا کہ یہ بڑا منحوس ہے اپنی قوم کا تو ستیاناس کیا اب ہمارے تباہ کرنے کو آیا ہے۔ لیکن اس کی مکر و فریب کی باتوں میں آکر پہلے تو دروازہ کھولا پھر نقص عہد پر ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور موافقت کفار پر مستحکم ہوا، اور کفار قریش اور احزاب کو کہلا بھیجا کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور سب بنی قریظہ احزاب کے ساتھ متفق ہوئے۔

حال بعد مرتب ہونے خندق کے آپ نے شکر اپنا قائم کیا اور لڑائی کا اہتمام کیا۔ مشکوٰۃ شریف میں بروایت حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ وارد ہے کہ ایک نوجوان انصاری کہ حضرت ابو سعید خدری کے مکان کے سامنے اس کا مکان تھا بائیں سبب کہ اُس کا نیا بیاہ ہوا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر خندق پر سے دوپہر کو آیا کرتا تھا۔ ایک دن آپ نے بوقت چلنے اُس کے فرمایا خالی مت جاؤ کچھ متھیار لے لو مجھے بنی قریظہ کا خوف ہے اُس جوان نے نیزہ اپنا لے لیا۔ جب گھر پہنچا کیا دیکھا ہے کہ زوجہ اس کی دروازے پر کھڑی ہے جوان نے بمقتضائے غیرت چاہا کہ اپنی زوجہ کو نیزہ مارے اُس نے کہا کہ جلدی نہ کرو اندر جا کے دیکھو کہ مجھے کس چیز نے نکالا ہے۔ جوان اندر مکان کے گیا دیکھا کہ اُس کے بچھونے پر ایک بڑا سانپ بیٹھا ہے جوان نے اُس سانپ کو نیزہ مار کر نیزے میں پرو لیا اور سانپ نے تڑپ کے جوان کو کاٹ کھایا پھر نہ معلوم ہوا کہ وہ سانپ پہلے سرا یا وہ جوان پہلے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ دعا کیجئے کہ یہ جوان زندہ ہو جائے۔ آپ نے فرمایا کہ جاؤ تجہنم و کفین کر کے دفن کر دو۔ پھر آپ نے فرمایا کہ مکانوں میں ایک قسم کے سانپ ہوتے ہیں کہ عوام کہلاتے ہیں۔ جب سانپ مکان میں نمودار ہو تو دیکھتے ہی نہ مار ڈالو۔ میں دن اس سے کہہ دو کہ پھر نہ لکھو پھر اگر وہ دکھائی دے تو اُسے مار ڈالو۔ ف۔ آپ نے جوان سے چلتے وقت متھیار لے لینے کو جو فرمایا اُس کا یہ بھی ایک نفع ہوا کہ جوان کو مکان پر پہنچتے ہی متھیار کی حاجت ہوئی۔

حال جب شکر کفار کا آپہنچا خندق دیکھ کے بہت تیر ہو اس لیے کہ عرب نے تو صورت کبھی نہ دیکھی تھی اور متصل خندق خمیہ زن ہو کے تیر و سنگ سے لڑتے رہے اور ہمیشہ خندق پر حملہ کرتے رہے۔ آنحضرت اور لشکر اصحاب اختیار بھی تیر و سنگ سے لڑتے رہے اور ان کے حملوں کو دفع کرتے رہے۔ کتب حدیث میں سے کہ ایک بار بسبب ان کی یورش کے کہ آپ ان کی مدافعت میں مشغول رہے چار وقت کی نمازیں آپ کی قضا ہو گئیں کہ آپ نے بترتیب قضا کیں یعنی مقدم نماز کو پہلے اس کے بعد اس کے بعد الی مثلاً ظہر کی قضا کی پھر عصر کی پھر مغرب کی اور ایک بار عصر کی نماز آپ کی قضا ہو گئی آپ نے فرمایا: **مَلَأَ اللَّهُ بُيُوتَهُمْ وَقُبُورَهُمْ** یعنی خدائے تعالیٰ کافروں کے گھروں کو اور قبروں کو آگ سے بھرے جیسا انہوں نے ہمیں نماز وسطیٰ سے کہ نماز عصر سے باز رکھا۔ **تَارَا كَمَا شَغَلُوا نَاعِنِ الْمَصَلَاةِ الْوُسْطَىٰ** **صَلَاةِ الْعَصْرِ ط**

ف - وسطے کے معنی عربی میں بیچ والی کے بھی ہیں اور افضل کے بھی ایت **فَخَلَّوْا عَلَى الصَّلَاةِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ** میں مفسرین نے لفظ وسطے کو دونوں طرح سے تفسیر کیا ہے اور اس بات میں کہ نماز وسطے کون سے بڑا اختلاف ہے۔ ہر نماز کی طرف لوگ گئے ہیں مگر حنفیہ کے نزدیک ترجیح اسی بات کو ہے کہ نماز عصر سے چنانچہ اشباہ النظائر میں لکھا ہے اور حدیث جو اوپر مذکور ہے صاف اس مطلب پر دلیل ہے اور بیچ والی ہونے نماز عصر کی یہ وجہ ہے کہ ایک طرف اس کے دو دن کی نمازیں ہیں یعنی فجر اور ظہر اور دوسری طرف اس کے دو دن کی نمازیں ہیں یعنی مغرب و عشا اور فضیلت نماز عصر کی وجہ یہ ہے کہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ جس کی نماز عصر کی نوت ہو تو گویا لڑنے کے بلے اس کے اور گھر بار اس کا سب چھین گیا۔

اے جامع ترمذی وغیرہ میں چاروں نمازوں کے قضا ہونا جو مذکور ہے اس کی شرح اس طرح لکھی ہے کہ ظہر و عصر و مغرب کی نمازیں تو قضا ہو گئی تھیں اور عشا کی نماز پڑھنے کا وقت معمول پر اتفاق نہ ہوا تھا لہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے تینوں نمازوں کی قضا بالترتیب پڑھی بعد ازاں نماز عشا ادا کی۔ ۱۲ منہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

حال | عمرو بن عبدود ایک بڑا پہلوان شجاع مشہور تھا حتیٰ کہ لوگ اُسے ہزار
 مرد کے مقابل کہتے تھے اور ایک قافلہ قریش پر کہ تجارت کو گیا تھا قزاق آپٹے کہتے
 ہیں کہ چانش تھے اور عمرو بن عبدود نے تنہا اُن کے مقابل ہو کے حملہ کیا سب
 بھاگ گئے۔ یہ جنگ بدر سے زخمی ہو کر بھاگ گیا تھا اور اس نے عہد کیا تھا کہ جب
 مکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اتمام نہ لے لوں گا تیل سر میں نہ ڈالوں گا۔ سو عمرو مذکور خندق
 پر پریش کر کے آیا اور ایک جگہ تنگ خندق پا کے اُدھر سے خندق کے اندر گھس آیا
 اور اُس نے مبارز یعنی مقابل واسطے لڑائی کے طلب کیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے حضرت حمید کرار اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اس کی
 مبارزت کے لیے بھیجا اور اُن کے لیے دعائے محفوظی اور غالب آنے کی فرمائی اور واقعاً
 اُن کو عنایت فرمائی۔ جب حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اُن کو دیکھ کے
 وہ بہت ہنسنا۔ حضرت علیؑ نے جو ان دنوں کم عمر تھے کہنے لگا تم لڑ کے ہو تم پر کیا میں ہاتھ ڈالوں
 اور تمہارے باپ ابوطالب سے اور مجھ سے دوستی تھی تم میرے بھتیجے ہوتے ہو میں
 نہیں چاہتا کہ تمہیں قتل کروں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ میرا جی تو چاہتا ہے کہ خدائے
 تعالیٰ کی رضا کے لیے تجھے قتل کروں۔ پھر جھپٹ کر حضرت علیؑ سے بھڑ گئے اور
 آپس میں ہتھیار چلنا شروع ہوا۔ اس کی تلوار حضرت علیؑ نے سپر پری مگر اس زور سے
 اس نے ہاتھ مارا تھا کہ سپر کٹ گئی اور تھوڑا اثر اس کا سر مبارک حضرت علیؑ میں پہنچا اور
 حضرت علیؑ نے ایسی تلوار ماری کہ سر اس کا دور جا کر گرا۔ حضرت علیؑ نے نعرہ اللہ اکبر
 بلند کیا۔ پہلے مکان مبارزت میں گرد اڑی تھی کہ لشکر اسلام کو حال نظر نہیں پڑتا تھا جب
 آواز بجیر کی سنی آپ خوش ہوئے اور کفار احزاب کو بڑا رنج ہوا گویا اُن کی کمر لٹ گئی۔
حال | جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے تفرقہ ڈالنے کے احزاب
 میں یہ تدبیر سوچی کہ ایک ثلث پیداوار خرمائے مدینہ کا قبیلہ غطفان اور قرزہ کو دیں

۱۔ ذکر مقتولی عمرو بن عبدود پہلوان بدست حمید کرار ۱۷۔

تاکہ وہ قریش سے الگ ہو کے اپنے گھروں کو پھر جاویں، وہ بھی اس بات پر راضی ہوئے۔ صحابہ سے آپ نے اس باب میں مشورہ کیا۔ انصار نے عرض کیا کہ ان کفار کی کیا حقیقت ہے کہ دندان طمع خرمائے مدینہ پر دراز کریں۔ جب ہم مشرک تھے تب تو ان کا حوصلہ ایسا نہ تھا اب ہمیں خدائے تعالیٰ نے عزت اسلام کی دی اب ہم کیوں ایسی ذلت اختیار کریں۔ ہم کبھی ایک چھوڑا انہیں نہ دیں گے۔ ہمارے پاس ان کے لیے سونا تلوار کے نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے یہ تجویز اس لیے کی کہ سارے عرب نے ایک کمان سے تم پر تیر مارنا شروع کیا میں نے چاہا کہ ان کی جماعت کو متفرق کر دوں لیکن تمہاری مصلحت نہیں ہے پس کچھ ضرورت نہیں۔

حال | ایک شخص کہ اعزۃ قبیلہ عطفان میں سے تھے اور نعیم بن مسعود ان کا نام تھا حضور کی خدمت میں آ کے مشرف باسلام ہوئے۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں ایک تدبیر کرتا ہوں خلاف ڈالنے کی لشکر قریش اور بنی قریظہ میں۔ اگر حضور مجھے اجازت دیں کہ جو میرے جی میں آوے سو کہوں۔ میرے اسلام کی انہیں خبر نہیں اور میرا انہیں اعتبار ہے میری بات انکی میں اثر کر جائے گی آپ نے اجازت فرمائی وہ پہلے بنی قریظہ میں گئے اور ان سے بہت التیام (زری) اور نیک خواہی کی باتیں کیں وہ ان کی ملاقات سے بہت راضی ہوئے۔ پھر نعیم نے کہا کہ تم جو قریش سے اور عطفان سے موافق ہو اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے تم نے نقص عہد کیا ہے جا کیا اگر قریش محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کام نہ کریں اور پھر جائیں تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم پر فوج کشی کر کے تمہارا کام تمام کر دیں گے اور تمہیں تمہا ان کے مقابلے کی طاقت نہیں۔ یہود نے کہا کہ اب اس کی کیا تدبیر ہے؟ نعیم نے کہا کہ اب میری صلاح ہے کہ تم قریش اور عطفان کو کہلا بھیجو کہ تمہیں دو چار سردار یا اولاد سرداروں کی بطور اول کے دیوں کہ تمہارے پاس رہیں تاکہ جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارا قصد

۱۔ اول اُسے کہتے ہیں کہ کسی سردار کی اولاد یا قریب کو کوئی بادشاہ یا امیر اپنے پاس رکھے اس خیال سے تاکہ وہ شخص بخیاں اپنی اولاد یا قریب کے مخالفت نہ کرے۔ ۱۲ منہ صحت علیہ

کریں بضرورت حفظ اپنے سرداروں یا ان کی اولاد کے قریش و عطفان کو تمہاری مدد
 کے لیے آنا ضروری ہو اگر وہ اس بات کو مان لیں تو سمجھ لو کہ دل سے ان کو تمہاری
 خیال ہے نہیں تو وہ دل سے تمہارے دوست نہیں۔ یہود بنی قریظہ نے اس
 بات کو بہت پسند کیا اور کہا کہ ہم قریش سے اب یہی پیغام کریں گے۔ بعد ازیں
 نعیم وہاں سے اٹھ کے قریش کے پاس آئے۔ ان سے پہلے اپنا اخلاص اور
 نیک خواہ ہونا ظاہر کر کے کہا کہ بنی قریظہ کی ہم نے ایک خبر سنی ہے تم سے بنی
 قریظہ کی خواہی بیان کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ بنی قریظہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے درپردہ
 مل گئے ہیں اور انہوں نے اقرار کیا ہے کہ قریش کی اب مدد نہ کریں گے اور محمد
 (صلی اللہ علیہ وسلم) نے انہیں کہلا بھیجا ہے کہ تمہاری طرف سے دل سے رات
 صاف ہو گا جب تم قریش میں سے کچھ عمدہ آدمی ہمارے ہاتھ گرفتار کر لو گے۔
 سو بنی قریظہ نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے وعدہ کیا ہے کہ کسی بہانے سے ہم
 سرداران قریش میں سے چند آدمی طلب کر کے تمہارے حوالے کر دیں گے مگر
 وہ تم سے آدمی طلب کریں تم ہرگز نہ دیکھو۔ قریش نے یہ خبر سن کے نعیم کی خواہی
 کا احسان مانا اور نعیم وہاں سے اٹھ آئے۔ اور عطفان کے لوگوں سے بھی یہی
 بیان کر دیا بعد ازاں قریش نے بنی قریظہ کو کہلا بھیجا کہ ہمیں یہاں پٹے ہوئے بہت
 دن گزر گئے اب تم ہماری مدد کے لیے آؤ تو ایک بارگی حملہ کریں گے اس کے جواب
 میں بنی قریظہ کی جانب سے اسی تقریر سے جو نعیم نے بتائی تھی پیغام آیا۔ قریش نے
 سنتے ہی کہا کہ نعیم نے سچ کہا تھا حقیقت میں بنی قریظہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
 سے مل گئے ہیں۔ اور صاف اس بات سے انکار بنی قریظہ کو کہلا بھیجا۔ بنی قریظہ
 نے کہا نعیم نے سچ کہا ہے حقیقت میں قریش دل سے ہمارے دوست نہیں اور
 قرار واقعی یہود بنی قریظہ اور قریش میں بگاڑ ہو گیا۔ اس حدیث میں آیا ہے
 الْحَرْبُ حُدُودٌ عِدَّةٌ یعنی لڑائی فریب سے۔ مطابق اس کے حضرت انیم سے
 واقع ہوا۔ ایسا فریب اور جھوٹ گناہ نہیں بلکہ موجب ثواب ہے۔ بلکہ یعنی

خلاف عہد کرنا دین اکبر کافر سے بھی جائز نہیں۔
حال | جب قریش اور انحراب کو زیادہ دن گزر گئے۔ سردی شدت پکڑنے
 لگی اور سببِ موافقت بنی قرظیہ کے ان کے دل بھی سرد ہو گئے۔ اللہ جل جلالہ
 نے ایک پوروائی موافقت تیز و تند بھیجی جس سے خیموں کی رسیاں ٹوٹ
 گئیں، بیخیں اکھڑ گئیں۔ گھوڑوں نے لشکر میں چھوٹ کر دند مچایا۔ ہانڈیاں الٹ
 گئیں۔ شدت سردی اور صدمہ ہوا جسے سب بہت گھبرائے۔ ارادہ پھر جانے کا
 مصمم ہو گیا۔ اُس رات کو جبکہ بادِ تند کا لشکر کفار پر بہت صدمہ تھا۔ جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب سے فرمایا کوئی جا کے انحراب کی خبر لائے
 پھر آپ نے بتعین خذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کو اس کام کے لیے مامور فرمایا اور سردی
 شدت کی جو بڑتی تھی اس سے محفوظی کے لیے دعا فرمائی۔ حضرت خذیفہ رضی اللہ عنہ
 کہتے ہیں کہ بרכת آپ کی دعا کے مجھے جانے آنے میں مطلق سردی نہ معلوم ہوئی
 بلکہ ایسا حال تھا گویا حمام میں چلا جاتا ہوں اور آپ نے فرمایا تھا کہ کسی پر ہاتھ
 نہ ڈالو۔ خذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ متصل خیمہ کے جا پہنچا۔ باہر خیمہ ابوسفیان
 کے آگ حلقی تھی اس سے ابوسفیان تنہا تاپ رہا تھا میرے جی میں آیا کہ
 ابوسفیان کے تبر ماروں مگر آنحضرت نے دست اندازی سے منع فرمایا تھا لہذا
 میں نے قصد نہ کیا۔ ابوسفیان نے لشکر کے لوگوں سے کہا کہ اس میدان میں
 پڑے۔ پڑے نہ ننگ آگے ہیں۔ وہی یہ تظہیر سے ہوائے تند نے یہ بلا نازل
 کی ہے یہود بنی قرظیہ نے بے وفائی کی اب یہاں ٹھہرنا سرگز صلاح (بہتر) نہیں پھر
 لشکر میں واسطے کوچ کے پھر دیا۔ نہ بت خذیفہ رضی اللہ عنہ نے پھر کے یہ
 خبر حضور اقدس میں پہنچائی اور اسی وقت کفار چلا گیا۔ اس وقت
 اس غزوے کے حالات مازکور سے اور اس سیرت میں ہوا کا اور بلا ننگ کا مامور ہونا
 واسطے دفع لشکر کفار کے مذکور ہے۔

نو: یہ ایمان والو یاد رکھو

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا انذُرُوا

اللہ کا احسان جو کیا تم پر جب آئیں تم پر فوجیں
پھر بھی تم نے ان پر ہوا اور ایسی فوجیں جو
تم نے نہیں دیکھیں۔

لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودُ
فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا
لَمْ تَرَوْهَا (ح: ۱۸۴)

حال | صحیح بخاری میں ہے جب لشکر کفار پھر گیا آپ نے فرمایا **الآن لعنوا وھم**
وَلَا يُعْزَوْنَ (اب ہم ان پر چڑھ جاویں گے اور وہ ہم پر چڑھ کے نہ آسکیں گے)
سو مطابق اس پیشین گوئی کے واقع ہوا کہ بعد غزوة خندق کے پھر کفار آپ پر
لشکر نہ لاسکے آپ ہی ان پر غزوة فتح مکہ میں شکرے گئے۔

فصل گیارھویں غزوة بنی قریظہ کے بیان میں

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد فتح غزوة احزاب کے دولت خانہ میں
تشریف لائے آپ نہار سے تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور آپ سے
کہا کہ تم نے ہتھیار کھول ڈالے اور ہم نے ابھی نہیں کھولے۔ خدا نے تعالے کا
حکم ہے کہ فوراً بنی قریظہ پر چڑھائی کرو۔ آپ نے اسی وقت روانگی لشکر کا حکم
دیا اور فرمایا کہ کوئی نماز عصر نہ پڑھے مگر بنی قریظہ کے محلہ میں۔ اصحاب روانہ ہو
راہ میں آفتاب غروب ہونے لگا بعضوں نے نماز پڑھ لی اور کہا کہ مقصود آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا جلد پہنچنا ہے نماز کا قضا کرنا مقصود نہیں اور بعضوں نے
نہ پڑھی۔ بنی قریظہ میں پہنچ کر قضا پڑھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حال
سن کے کسی پر عتاب نہیں کیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خطائے اجتہاد
سے مواخذہ نہیں ہوتا۔ دونوں میں سے ایک بیشک خطا پر تھے اور آپ نے
عتاب نہ فرمایا اور نماز پڑھنے والے حنفیہ کے مشابہ ہیں اور قضا کرنے والے
شافعیہ کے۔

۱۔ یہ قصہ صحیح بخاری میں مذکور ہے۔

حال آپ نے موشکر بنی قریظہ کو گھیرا اور قافیہ اُن کا تنگ کیا یہاں تک کہ انہوں نے گڑھی سے اترنا چاہا۔ ابولبابہ انصاری سے کہ قبیلہ اوس سے سنے۔ ساتھ بنی قریظہ کے ہم عہد تھا۔ اس باب میں مشورت کی اور کہا کہ ہم اس بات پر اتر آویں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو ہمارے لیے حکم دیں ہمیں منظور سے ابولبابہ نے کہا بہتر ہے مگر اس وقت اپنے گلے پر ہاتھ رکھا۔ اس اشارہ کو کہ قتل کا حکم دیں گے پھر اسی وقت یہ سوچے کہ یہ مجھ سے بڑا قصور ہوا اور میں نے اللہ اور رسول کی خیانت کی وہاں سے روانہ ہو کے اپنے تیش مسجد شریف کے ستون میں باندھ دیا اور کہا جب خدائے تعالیٰ میری توبہ قبول کرے گا تب ہی کھولوں گا۔ پندرہ دن تک بندھے رہے۔ ایک لڑکی ان کی انہیں کھانا کھلا جاتی تھی اور حاجت ضروری کے لیے کھول دیتی تھی۔ آپ نے ابولبابہ کے بندھنے کی خبر سن کر فرمایا اگر وہ ویسے ہی میرے پاس چلے آتے تو میں اُن کے لیے استغفار کرتا لیکن جب وہ ستون مسجد میں جا بندھے جب تک خدائے تعالیٰ کا حکم نہ آوے گا میں نہ کھولوں گا۔ القصہ پندرہ دن بندھے تب اللہ جل جلالہ نے حکم ان کی معافی قصور کا بھیجا۔ آپ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں تھے کہ سحر کے وقت یہ حکم نازل ہوا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ابولبابہ کو پکار کے خبر دی۔ لوگ دوڑے کہ انہیں کھولیں ابولبابہ نے کہا مجھے کوئی نہ کھولے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے کھولوں گا جب صبح کو آپ نکلے ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو اپنے دست مبارک سے کھول دیا۔

حال ایام محاصرہ میں ایک یہودی کی زوجہ نے کہ شوہر سے محبت رکھتی تھی کہا افسوس ہے اب تیری جان بچتی نظر نہیں آتی۔ تیری جدائی کا بہت قلق ہے یہودی نے کہا تجھے کیا رنج ہے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) عورتوں کو نہیں ملتے ہیں، لوندی کر لیتے ہیں۔ اس نے کہا کہ بغیر تیرے مجھے جینا پسند نہیں۔ یہودی نے کہا کہ اگر

لے ستون میں بندھنا ابولبابہ کا واسطے توبہ کے ۱۲۔ ملے جان دینا ایک یہودیہ کا محبت شوہر میں

تو سچی ہے فلانہ برج کے تلے کچھ مسلمان سوتے ہیں تو اوپر سے پڑھکا کے ایک مسلمان کو مار ڈال اس کے قصاص میں البتہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہے قتل کریں گے۔ یہ صورت البتہ میری جان کے ساتھ تیری جان کے جانے کی ہے اس کا فرہنے ایسا ہی کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب بنی قریظہ قتل ہوئے ایک یہودیہ میرے حجرے میں بھیٹی تھی ایک شخص نے اسے باہر بلایا وہ سنستی ہوئی اٹھی اور کہا مجھے قتل کو بلاتے ہیں۔ میں نے کہا ہماری شریعت میں عورت کو قتل نہیں کرتے اس نے اپنا قصہ بیان کیا۔ مجھے اس بات کا بڑا تعجب ہوا کہ قتل کے واسطے سنستی اٹھی۔

حال | بنی قریظہ نے گھبرا کے درخواست کی کہ ہم اس طرح اترتے ہیں کہ سعد بن معاذ (رضی اللہ عنہ) جو ہمارے لیے حکم دیں ہمیں منظور ہے۔ وہ صحابی انصاری قبیلہ اوس میں سے تھے جو بنی قریظہ کے حلیف تھے اور ان کے غزوہ خندق میں تیر ہاتھ کی ایک رگ میں لگا تھا کہ خون بند نہیں ہوتا تھا۔ انہوں نے جناب الہی میں دعا کی کہ اگر قریش سے آپ کی لڑائی باقی ہے تو مجھے مہلت دے کہ میں خوب میدان جنگ میں ان سے لڑوں، نہیں تو اس تیر سے میری شہادت ہو جاوے لیکن اتنی مہلت مجھے ہو کہ میں بنی قریظہ کی بد عہدی کی سزا دیکھ لوں۔ فوراً خون بند ہو گیا۔ جب بنی قریظہ ان کے حکم پر راضی ہوئے بنی قریظہ کو یہ خیال تھا کہ جیسے عبداللہ بن ابی نضال نے ہم عہدوں یعنی بنی قریظہ کی رعایت کر کے جان بچائی یہ بھی رعایت کریں گے اور اس باب میں اور لوگوں نے بھی حضرت محمد سے کہا لیکن انہوں نے التفات نہ کیا اور حکم دیا کہ مرد ان میں سے قتل کیے جائیں اور عورتیں اور لڑکے لونڈی غلام کر لیے جائیں اور مال و جامدادان کا سب ضبط ہو۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے مطابق حکم فرشتے کے حکم دیا اور آپ نے چار سو یہودی بنی قریظہ کو جتنے مرد تھے قتل کر دیا اور عورتوں کو لونڈی غلام کر لیا اور

مال منقولہ وغیر منقولہ سب اہل اسلام میں حسب المحکم خدائی تعالیٰ تقسیم ہوا۔

فصل بارہویں قتل کعب بن اشرف کے بیان میں

کعب بن اشرف ایک یہودی بڑا مال دار تھا اور وہ بھی نہایت دشمنی
 سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رکھتا تھا اور محمد بن مسلمہ صحابی انصاری (رضی اللہ عنہ)
 اس کے قتل کے لیے مامور ہوئے انہوں نے اجازت حاصل کی کہ جو کچھ جی میں
 آوے کہیں پھر کعب بن اشرف کے پاس گئے اس سے ان سے ایک رابطہ
 قدیم تھا اس نے پوچھا کہ کیسے آئے۔ انہوں نے کہا کہ ضرورت قرض لینے کی ہے جب
 سے یہ شخص آیا ہے اور اشارہ طرف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کیا تب سے
 ہم لوگوں کی بڑی زیر باری ہے ہمیشہ نئے نئے خرچ ہمارے ذقے پڑتے ہیں۔
 کعب نے کہا کہ آئیدہ زیادہ اس کے رکھنے سے پشمانی حاصل کرو گے یعنی انہیں
 نکال کیوں نہیں دیتے۔ محمد بن مسلمہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ اپنے عہد اور بات کا
 خیال سے اس لیے ابھی ان کا چھوڑ دینا مناسب نہیں معلوم ہوتا ابھی چند روز دیکھتے
 ہیں چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے شکایت کی
 کعب رضی اللہ عنہ نے اس میں اس نے کہا کہ کچھ رہن (گروہی) کے
 لیے آؤ۔ آخر گفتگو میں یہ بات قرار پائی کہ محمد بن مسلمہ نے کہا کہ کچھ مٹھیوں میں رہن
 کے لیے شام کو لے آؤں گا۔ شام کو محمد بن مسلمہ مع ابونا ملکہ کہ رضاعی بھائی کعب
 کے تھے کعب کے مکان پر گئے وہ اس وقت اندر مکان کے زانے میں تھا انہوں
 نے اس کو بلایا اس نے ارادہ باہر آنے کا کیا اس کی زوجہ نے کہا کہ تم مت جاؤ اس

لے یہ قصہ اگرچہ مسلمہ میں واقع ہوا مگر اس مقام پر بنا سبت قصہ البورافع کے لکھا گیا اور غزوہ

احد سے تا غزوہ بنی قریظہ فضلوں میں ایک کو دوسرے سے علاوہ ہے لہذا وہ سب متصل لکھے گئے ۱۱

۱۲ بفتح میم ولام ۱۲ منہ رجعت اللہ تعالیٰ علیہ۔

آواز سے خون ٹپکتا ہے۔ صحیح بخاری میں اسی قدر ہے اور بعضی روایات میں ہے کہ بہت مبالغہ منع کرنے میں کیا اور لپٹ گئی مگر کعب نے نہ مانا اور کہا کہ کچھ اندیشہ نہیں، میرا دوست محمد بن مسلمہ اور رضاعی بھائی میرا ابنا لکہ ہے اپنے کام کے لیے آئے ہیں۔ لکھا ہے کہ وہ عورت کا منہ تھی آواز سنتے ہی اسے معلوم ہوا کہ یہ لوگ بارادہ قتل آئے ہیں۔ القصد کعب باسر آیا اور محمد بن مسلمہ کے ساتھ سوا ابونا لکہ کے تین آدمی اور تھے۔ صحیح بخاری میں ان تین آدمیوں کا نام ابو عبس بن جبر اور حارث بن اوس اور عباد بن بشر (رضی اللہ عنہم) لکھا ہے اور اس کے آنے سے پہلے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے یہ صلاح کر رکھی تھی کہ میں بالوں میں ہاتھ لگانے کے بہانے سے کعب کے بال پکڑ لوں گا تب تم اس کا سر کاٹ لیجیو۔ جب کعب آ کے بیٹھا اچھے کپڑے پہنے خوشبو لگائے تھا۔ محمد بن مسلمہ نے کہا کہ تم اس وقت خوب ستھرے پاکیزہ ہیں اس لیے اچھی خوشبو میرے لگتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ تمہارے سر کے بالوں میں بہت اچھی خوشبو آتی ہے۔ اگر اجازت ہو تو میں ہاتھ میں لے کے سونگھوں۔ اس نے کہا بہت اچھا۔ محمد بن مسلمہ نے اس کے بال ہاتھ میں لیے اور سونگھنے لگے اور ساتھیوں کو سنگھائے۔ پھر دوسری بار سونگھنے کی اجازت لی اور پھر خوب مضبوط اس کے بالوں کو پکڑا اور ہمراہیوں سے کہا کہ لو انہوں نے کعب کا سر کاٹ لیا اور حضور اقدس میں آ کے خبر کی اور سزنا پاک کعب کا آپ کے قدموں کے تلے خاک مذلت پر ڈال دیا۔ آپ بہت خوش ہوئے۔ مدارج النبوة میں لکھا ہے کہ پہلا سر جو زمانہ اسلام میں کٹ کے حضور اقدس میں آیا یہ سر تھا اور بھی مدارج النبوة میں ہے کہ وقت سر کاٹنے کعب کے حارث بن اوس کے اپنے ساتھیوں کی ہی تلوار سے زخم آیا تھا اور خون جاری تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زخم کو ہاتھ سے مل دیا وہ فوراً اچھا ہو گیا۔

فصل تیسویں قتل ابورافع یہودی کے بیان میں

ابورافع ایک یہودی تھا سو اگر بڑا مالدار ایک گڑھی میں خیمہ کے متصل رہتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت عداوت رکھتا تھا۔ لوگوں کو آپ سے لڑنے کی ترغیب دیتا تھا اور اس باب میں مدد کرتا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عتیک صحابی انصاری (رضی اللہ عنہ) کو چند آدمی انصار پر سردار کر کے اس کے قتل کو بھیجا۔ قریب شام کے عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ متصل اس گڑھی کے پہنچے اور اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ تم ٹھہرو میں اکیلا جاتا ہوں اگر ڈھب لگے گا تو چپکے سے گھس کے ابورافع کا کام تمام کروں گا۔ جب اس کے دروازے کے پاس پہنچے معلوم ہوا کہ کوئی گدھا گم ہو گیا تھا اس کی تلاش کے لیے کچھ لوگ مشعل نے کے نکلے تھے یہ ان لوگوں میں تل گئے جب وہ لوگ دروازے میں داخل ہونے لگے یہ باہر دروازے کے سامنے اس طرح بیٹھ گئے جیسے کوئی پیشاب کو بیٹھتا ہے۔ دربان سمجھا کہ گڑھی کا آدمی سے کہا ہے بندہ خدا جلد آ میں کو اڑ بند کرتا ہوں۔ عبداللہ بن عتیک دروازے میں داخل ہو گئے۔ کہتے ہیں کہ میں ایک گدھے کے تھان میں چھپ رہا اور دربان نے جہاں کنجیاں رکھ دی تھیں ان کا میں نے دھیان رکھا۔ جب وہ سو رہا میں نے وہ کنجیاں اٹھالیں۔ ابورافع کے پاس کہ بالا خانے میں تھا دیر تک قصہ گو قصہ کہتا رہا جب وہ خاموش ہوا میں بالا خانہ پر گیا اور جس دروازے کو کھولتا تھا اندر سے بند کرتا جاتا تھا کہ کوئی باہر سے نہ آسکے۔ ابورافع اپنے اہل عیال میں سوتا تھا مجھے معلوم نہ ہوا کہ کہاں سے میں نے پکارا کہ اسے ابورافع وہ بولا، اس کی آواز پر میں نے تلوار لگائی۔ تلوار نے کچھ کام نہ کیا۔ ابورافع نے ایک چیخ ماری اور میں اس کے مکان سے باہر ہو گیا اور ذرا ٹھہر کر پھر مکان کے اندر

جلکے میں نے آواز بدل کے کہا کہ کیا ہے البورافع کیوں آواز کی۔ اس نے کہا
 خرابی ہوئی ہے ابھی کسی نے مجھ پر حربہ کیا۔ تب میں نے بڑھ کر اس کے پیٹ
 پر تلوار رکھ کے اس زور سے دبائی کہ پیٹ کی ہڈیوں تک پہنچ گئی اور وہاں
 سے دروازے کھولتا ہوا چلا زمین پر سے اترتے ہوئے چاندنی رات میں سمجھا
 کہ زمین آگئی۔ پاؤں دھوکے سے بڑھا کے رکھا۔ میں گر پڑا ہینڈلی کی ہڈی میری
 ٹوٹ گئی۔ میں نے پگڑی پھاڑ کر اپنی چوٹ پر باندھی اور دروازے سے نکل کر
 گڑھی کے متصل ٹھہرا ہاں ارادہ کہ جب خوب تحقیق معلوم ہو لے گا کہ البورافع مر
 گیا، تب یہاں سے چلوں گا۔ جب صبح ہوئی تب میں نے سنا کہ قلعہ کے برج پر
 نوحہ کرنے والی عورت نے پکارا النعی ابارافع تاجر اهل الحجاز خبر موت
 سناتی ہوں میں البورافع تاجر اهل حجاز کی، تب میں نے وہاں سے چل کے اپنے
 ہمراہیوں کے پاس پہنچ کے قتل البورافع کی خبر دی اور کہا تم جلکے حضور اقدس
 میں یہ خبر پہنچاؤ میں ابھی آتا ہوں اور لشکر آتا چلا مگر یاروں سے بے ہوش اور
 سب حال حضور میں عرض کیا آپ بہت خوش ہوئے آپ نے چوٹ کی جگہ
 پر دست مبارک پھیرا فوراً ہینڈلی کی ہڈی جڑ گئی۔ پاؤں بالکل اچھا ہو گیا ایسا
 کہ گویا کبھی چوٹ نہیں لگی تھی۔

فصل چودھویں قصہ افک کے بیان میں

منجملہ وقائع زماں ہجرت کے قصہ افک سے۔ افک کہتے ہیں جھوٹ
 اور تہمت لگانے کو حضرت عائشہ کو تہمت منافقین نے لگائی تھی اور بعض
 مخلصین بھی براہ نادانی اس میں شریک ہو گئے تھے۔ شرح اس قصہ کی یہ
 ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ مکرکھ میں کسی کو غزوہ نبی المہدی
 پر بھرا کہتے ہیں تشریف لے گئے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے

ساتھ تھیں ایک ہودے میں سوار ہو کر ن تھیں۔ بعد فراغت کے اس غزوے
 سے پھرتے وقت ایک دفعہ رات کو قضائے حاجت کے لیے اٹھ کے باہر
 گئیں۔ ایک مہرہ اُن کے گلے میں تھا وہ کہیں لُٹ پڑا راہ سے اس کی تلاش
 کو پھر گئیں۔ تلاش میں اُس کی ویرگی لشکر کوچ کر گیا جو آدمی ہودے کے
 اٹھانے اور اونٹ پر رکھنے کے لیے مقرر تھے انہوں نے خالی ہودے کو اونٹ
 پر رکھ دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اُن دنوں کم عمر بہت دُبی تلی تھیں اس
 سبب سے خالی بھرے ہودے کی اٹھانے والے کو تمیز نہ ہوئی۔ حضرت
 عائشہ رضی اللہ عنہا مہرہ پلکے پھر شکر میں پہنچیں دیکھا کہ لشکر روانہ ہو گیا۔
 بدن پر کپڑا لپیٹ کر وہاں لیٹ رہیں اور سو گئیں۔ ایک صحابی کہ صفوان بن
 محطل رضی اللہ عنہ اُن کا نام تھا۔ اُن کو آپ کا حکم تھا کہ جب لشکر روانہ
 ہو لے تب وہ چلیں اور سب لشکر کے آخر میں اُن کا ڈیرہ ہوتا تھا تا کہ جو چیز
 رہ گئی ہو تو اس کو لیتے آویں۔ وہ وہاں پہنچے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
 کو اس حالت میں دیکھ کر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ چلا کے کہا حضرت
 عائشہ رضی اللہ عنہا اُن کی آواز سے جاگ پڑیں اور منہ چھپا لیا اور صفوان
 نے اپنی اونٹنی بٹھلائی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس پر سوار ہوئیں صفوان
 رضی اللہ عنہ نے مہار اونٹنی کی بکڑی اور شکر میں حضرت عائشہ کو پہنچا دیا۔
 منافقین نے صفوان سے حضرت عائشہ کو متہم کیا۔ عبد اللہ بن ابی ابن
 سلول کہ منافقین کا سردار تھا اس نے مدینے میں اس قصہ کو مشہور کیا اور حیرچا
 اس کا پھیلا یا۔ حسان بن ثابت انصاری اور مسطح بن اثاثہ اور منہ بنت ححش

لہ بکسر میم و سین مہملہ و طائی مہملہ مفتوحہ و حائی مہملہ بن اثاثہ بضم مہرہ و ثامی مثلثہ و
 عث و مثلثہ و یگرہ ہا نام صحابی برادر خالہ زاد حضرت صدیق اکبر بلکہ حمزہ پفتح حائی مہملہ و میم ساکنہ
 نون و لام بنت ححش بفتح جیم و سکون حائی مہملہ و شین معجہ صحابیہ خواہ زنیب بنت ححش کی کہ
 ازواج مطہرات میں تھیں۔ ۱۱ منہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

منجملہ مخلصین بھی اس بلا میں ہو گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس بات کی خبر نہ تھی مدینہ میں پہنچنے کے بعد انہیں بخارا آنے لگا کچھ افاقہ نہ ہوا تھا کہ ایک بار وہ رات کو مسطح کی ماں کے ساتھ واسطے پاخانہ کے باہر گئی تھیں۔ تب تک مکانوں میں پاخانہ نہیں بنے تھے راہ میں مسطح کی ماں نے مسطح کو کوسا کہا تعس مسطح (ہلاک ہو مسطح) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مسطح کو کیوں کوستی ہو وہ صحابی ہے کہ بدر میں حاضر ہوا تھا۔ مسطح کی ماں نے کہا کہ تمہیں خبر نہیں جس طوفان میں وہ شریک ہے اور مقولہ افک والوں کا بیان کیا۔ حضرت عائشہ کے ہوش جلتے رہے بخارا زیادہ چڑھ آیا۔ اور صبح کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر گھر چلی گئیں اور ماں سے یہ قصہ بیان کیا اور رونا شروع کیا۔ ایک دن اور دو رات برابر روتی رہیں۔ آنسو تھمتے ہی نہ تھے۔ صبح کو ایک عورت انصار کی وہاں آئی اور ان کے ساتھ رونے میں شریک ہوئی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قصہ کا رنج ہوا اور آپ نے لفتیش کی عورت خادمہ سے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا ان کا نام تھا پوچھا اس نے تعریف حضرت عائشہ کی بیان کی اور کہا کہ لڑکی ہے بے خبر خمیر کر کے رکھ دیتی ہے بکری کا بچہ آکے کھا جاتا ہے یعنی کچھ دنیا کی چھل بل نہیں جانتی اور اکثر صحابہ نے بھی کلمہ خمیر ہی کہا۔ ایک دن آپ نے خطبہ بھی اس باب میں فرمایا اور کہا کہ میں اپنے اہل کا سوائے نیکی کے اور کچھ نہیں جانتا اور جس شخص کا نام لیتے ہیں اس کی آمد و رفت میرے یہاں جب ہوتی ہے میرے ہی پاس میرے سامنے ہوتی لیکن چونکہ انبیائے کرام میں شائبہ بشریت ہوتا ہے تا زمانے کہ جناب باری سے برأت حضرت عائشہ کی نازل نہ ہوئی آپ کو ایک گونہ تنزد رہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں کہ ان دنوں کچھ لطف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے آپ پر کم پاتی تھی۔ جب میں ماں کے گھر آئی ایک دن آپ نے وہاں آکے روتے دیکھ کر فرمایا کہ اے عائشہ اگر تجھ سے گناہ نہیں ہوا ہے تیری پاکی خدائے تعالیٰ ظاہر

کر دے گا اور گناہ ہوا ہے تو توبہ کر لے اللہ غفور رحیم ہے۔ میں نے اپنے باپ
 سے کہا کہ تم آپ کی بات کا جواب دو۔ انہوں نے کہا میں نہیں جانتا کہ کیا
 جواب دوں۔ پھر میں نے اپنی ماں سے کہا کہ تم اس کا جواب دو۔ انہوں
 نے بھی کچھ جواب نہ دیا۔ اور میرے آسوتھم گئے میں نے کہا کہ میں نہیں جانتی
 ہوں کہ تم لوگوں نے جو بات سنی اس کا تمہیں یقین ہو گیا ہے۔ اگر میں کہوں
 گی کہ میں بے گناہ ہوں اور خدائے تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں بے گناہ
 ہوں تو تمہیں یقین نہ آئے گا اور اگر میں اقرار کروں گی حالانکہ میں بے گناہ
 ہوں تو تم لوگ یقین کر و گے۔ میرے حال کے مطابق بات یوسف (علیہ السلام)
 کے باپ کی ہے فَصَبِرْ جَمِيلًا وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ اَب
 صبر ہے اچھا اور اللہ کی مدد چاہیے تمہاری باتوں پر مارے غم کے اُس وقت
 حضرت یعقوب علیہ السلام کا نام ان کی زبان پر نہیں آیا اس لیے انہیں یوسف
 (علیہ السلام) کا باپ کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں اپنی ایسی
 حقیقت نہیں سمجھتی تھی کہ میرے لیے قرآن مجید میں وحی نازل ہو بلکہ مجھے
 گمان تھا کہ میرے معاملہ میں خواب کے طریقہ پر آپ کو اطلاع میری بے خبری
 کی ہو جاوے لیکن اللہ تعالیٰ کی کریمی کہ آپ وہیں تشریف رکھتے تھے کہ وحی
 آپ پر نازل ہوئی بوقت نازل ہونے وحی کے آپ پر ایک حالت طاری
 ہوتی تھی کہ لوگ پہچان جلتے تھے آمد وحی کو اور جاڑے سے کے دنوں
 میں آپ کو عرق آجاتا تھا جب وہ حالت آپ سے منجلی ہوئی تب آپ نے
 ہنس کے فرمایا کہ اے عائشہ خدائے تعالیٰ نے تمہاری پاکی اور صفائی نازل
 فرمائی اور سورہ نور کی آیتیں اِنَّ الَّذِيْنَ جَاءُوْا بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ
 (بیشک جن لوگوں نے بہتان بنایا ایک جماعت ہے تم میں سے) آخر کوغ تک پڑھ کے
 سنائیں میں شکر الہی بجالائی۔ میری ماں نے کہا کہ آپ کے پاس جاؤ۔ میں نے کہا
 کہ اس وقت تو میں اپنے اللہ ہی کا شکر کرتی ہوں پھر آپ نے جمل کے ان لوگوں

کہ جنہوں نے یہ طوفان برپا کیا تھا اور اس میں شریک تھے طلب کر کے انہی انہی
 دُتے حد قذف کے لگوئے۔ **ف** لیے حالات کے واقع ہونے میں معاملات
 انبیاء و اہلبیت میں بہت حکمتیں ہوتی ہیں۔ بعض شرح صحیح بخاری میں قصہ افک
 کی حکمتیں شمار کی ہیں اور بہت لکھی ہیں منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ سبب ہوا نازل
 ہونے تعریف عائشہ رضی اللہ عنہا کا قرآن مجید میں دوسرے یہ کہ جو مصیبت مومنین
 کو پہنچتی ہے سبب ہوتی ہے بڑے ثواب اور رفع درجات کی اور ایسی تہمت
 غلط محض سے متہم ہونا بڑی مصیبت ہے تیسرے یہ کہ حال مومنین کا ایسے معاملات
 میں منکشف ہو جائے اور خدائے تعالیٰ کے بیان سے واضح ہو جاوے کہ مسلمانوں
 کی شان ایسے معاملات میں مقتضی اس بات کی ہے کہ کہیں **سُبْحَانَكَ هَذَا**
بُهْتَانٌ عَظِيمٌ (پاک ہے تو یہ بڑا بہتان ہے) اور گمان نیک رکھیں اور کہیں یہ بات
 ہماری زبان پر لانے کے قابل نہیں اور یہ بات کھلی کھلی جھوٹ ہے۔ چوتھی یہ کہ
 ہمیشہ بے گناہ مسلمانوں کو جب ان پر کوئی جھوٹی تہمت لگے ذریعہ تسلی سوائے
 دل کو سمجھالیں کہ جب جناب مطہرہ سی پاکدامن پر لوگوں نے تہمت لگائی تو
 ہماری کیا حقیقت ہے۔ پانچویں یہ کہ ایسا مصیبت زدہ باقتدائے حضرت عائشہ
 کے صبر جمیل کر لے کہ سوائے رونے اور عجز و نیاز جناب ایزدی اور مدد مانگنے کے
 اُس سے اور کوئی بات حضرت عائشہ سے ظہور میں نہ آئی۔

حال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور مسطح بن اثاثہ سے قریب تھے وہ
 ان کی خالہ کے بیٹے تھے اور مفلس تھے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کچھ ان
 کے خرچ کے لیے مقرر کر دیا تھا۔ جب افک میں وہ شریک ہوئے حضرت ابوبکر
 صدیق رضی اللہ عنہ نے وہ خرچ دنیا موقوف کر دیا اور قسم کھائی کہ انہیں خرچ
 نہ دیں اور یہ آیت اس باب میں نازل ہوئی :

لے مسطح بکسریم و سکون سین مہملہ و طائی مہملہ بن اثاثہ بضم ہمزہ و وثابئے مشلہ۔ ۱۲ منہ

اور قسم نہ کہ امیں وہ جو تم میں فسہیت والے
اور کنجائش والے ہیں قرابت والوں اور مسکنوں اور
اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو دینے کی اور
چاہیے کہ معاف کریں اور درگزر کریں کیا تم اسے
دوست نہیں کہتے کہ اللہ تمہاری بخشش کرے
اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَلَا يَأْتِلْ أَوْلِيَا الْفَضْلِ مِنْكُمْ
وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أَوْلِيَا الْقُرْبَىٰ
وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
وَلِيَعْفُوا أَوْ لِيُصَفُّوا أَوْ لَا يَخْفُوا
أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ
رَّحِيمٌ (١٦: ع)

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ آیت سن کے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی مغفرت کی ہمیں
تمنا ہے اور خرچ حسب معمول مسطح کا جاری کر دیا۔

فصل پندرہویں آیت تیمم کے بیان میں

ایک جہاد میں آپ تشریف لے گئے تھے رات کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
کا زیور گم ہو گیا آپ نے وہاں توقف کیا۔ پانی نہ تھا اور نماز کا وقت آ گیا۔ حضرت
ابوبکر حضرت عائشہ پر پٹیا ہونے لگے کہ ایسی جگہ پر آپ کو ٹھہرا دیا جہاں پانی
نہیں ملتا۔ مسلمانوں کو نماز کے لیے حیرانی سے۔ اللہ جل جلالہ نے آیت تیمم کی
نازل فرمائی تب اسی دن اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہ آج کلہ اصحاب انصار سے تھے
کہا یہ بھی ایک برکت تمہاری سے اے آل ابی بکر کہ تمہارے سبب سے ہمیشہ کے
لیے مسلمانوں کے واسطے ایک حکم آسانی کا نازل ہوا پھر جب محل اٹھایا وہ گردن بند

لہ بعضے کہتے ہیں کہ غزوہ بنی مصطلق ہی میں قصہ نزول آیت تیمم کا ہوا اور اس سفر میں دوبارہ گردن بند
عائشہ کا گم ہوا اور ایک بار سبب نزول آیت تیمم کا ہوا اور دوسری بار قصہ افک اور بعضے کہتے ہیں اور غزوت
میں ہوا یعنی ذات الرقاع میں اور وہ سلسلہ میں ہوا تھا لہ اسید بن حضیر نے دسین مہلہ مفتوحہ دیا و دال مہلہ بن حضیر بجای
رضاد معجمہ دیا لہ مہلہ بصیغہ تصغیر صحابی انصاری علیہ القدر میں ۱۲۰۰۔

اے کتنے نکلا آیا۔ قدرت خدا اس گردان بند کے تھوڑی دیر نلنے میں یہی حکمت تھی کہ حکم تمیم نازل ہوا۔

فصل سولہویں قصہ حدیبیہ کے بیان میں

ایک عمدہ وقائع زمان ہجرت میں قصہ صلح حدیبیہ کا ہے۔ بشرح اس کی یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ آپ مکہ کو تشریف لے گئے ہیں اور آپ نے عمرہ ادا کیا ہے۔ آپ نے یہ خواب اصحاب سے بیان کیا اصحاب تو شوق مکہ اور تمنائی زیارت خانہ کعبہ سے بقیار تھے۔ خواب سن کے سب نے تیاری سفر مکہ کی کر دی اور حضور اقدس نے بھی اور مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئے یہاں تک کہ متصل مکہ کے پہنچ گئے اور قریش نے سن کے کہا کہ ہم ہرگز مکہ میں نہ آنے دیں گے اور اڑھنی آپ کی قصواء اس کا نام تھا اور آپ اس پر سوار تھے مکہ کے سامنے جاتی تھی کہ بیٹھ گئی۔ صحابہ اسے اٹھانے لگے اور کہنے لگے کہ قصواء کی عادت تو بیٹھ جانے کی نہ تھی۔ آپ نے فرمایا کہ اڑھنی خدا نے تعالیٰ کے حکم سے بیٹھی جیسے نیل اصحاب نیل کا بیٹھ گیا تھا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ الہی قریش مجھ سے جو امور تعظیم خانہ کعبہ کے چاہیں گے میں کوتاہی نہ کروں گا۔ یہ کہہ کے اڑھنی کو اٹھایا وہ اٹھ کھڑی ہوئی پھر آپ نے وہاں سے پھر کے حدیبیہ پر مقام کیا۔ حدیبیہ ایک کنویں کا نام ہے اس کے پاس میدان ہے وہاں ٹھہری۔

۱۔ حدیبیہ بضم حای دفع دال مہملہ و سکون یا و کسر یائی موحده ویائی مفتوحہ و ۱۲۰ منہ
 ۲۔ قصواء بفتح قاف و سکون صاد مہملہ واو و الف ممدودہ۔ ۱۲ منہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

حال بعد پینچنے حدیبیہ کے پانی کی بہت قلت ہو گئی۔ صحابہ نے عرض کیا کہ سوائے اتنے پانی کے کہ ایک ظرف میں اُس وقت آپ کے سامنے تھا شکر میں مطلق پانی نہیں۔ آپ نے دست مبارک اُس برتن میں رکھا پانی درمیان سے انگلیوں کے مانند چشموں کے جوش مارنے لگا۔ سمجھوں نے پانی پی لیا اور وضو کر لیا۔ حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) سے کہ روئی اس حدیث کے ہیں لوگوں نے پوچھا کہ تم سب کتنے آدمی تھے۔ جابر (رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ اگر لاکھ آدمی ہوتے پانی کفایت کرتا ہم پندرہ سو آدمی تھے۔

حال ایک پانی کے متعلق معجزہ مقام حدیبیہ میں یہ بھی ہوا کہ پانی چاہ حدیبیہ میں نہ رہا تھا۔ آپ نے کنویں کے کنارے پر بیٹھ کر ایک برتن میں پانی منگوا کر وضو کیا اور کلی اس پانی میں کر کے دعا کی اور وہ پانی کنویں میں ڈال دیا اور فرمایا کہ تھوڑی دیر بٹھر جاؤ سو اس کنویں میں اتنا پانی ہو گیا کہ سب آدمی اور جانور سیراب ہو گئے اُسے پیتے رہے اور جب تک لشکر وہاں رہا پانی کم نہ ہوا اور اسی سے پیتے رہے۔

حال بعد اقامت آپ کے حدیبیہ میں کفار کو اصرار اسی بات پر رہا کہ آپ مکہ میں داخل نہ ہونے دیں اور عمرہ نہ کرنے دیں۔ بدیل بن ورقہ خزاعی آپ کے لشکر میں آیا اور قریش کا لشکر جمع کر کے آمادہ جنگ ہونا بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ ہمیں لڑنا ہرگز منظور نہیں ہم صرف عمرہ کرنے آئے ہیں اور قریش سے کہہ دینا چاہیے کہ ایک مدت قرابت سے ہم سے صلح کر لیں۔ اس مدت تک میں اور کافروں سے لڑتا رہوں۔ اگر میں غالب آؤں تو وہ بھی اگر چاہیں اوروں کی طرح میری اطاعت کر لیں اور جو میں مغلوب ہوں تو مطلب ان کا حاصل ہوگا۔ اس نے جب کہ قریش سے کہا کہ میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے اصحاب کو دیکھا وہ عمر سے کے لیے آئے ہیں ان کا دکانا ہرگز مینا نہیں اور پیغام آپ کا ادا کیا مگر قریش ہمارے ہوتے۔ پھر عمر بن مسعود ثقفی آپ کے حضور

آیا اور اس باب میں گفتگو کرنے لگا۔ اثنائے گفتگو میں کہیں اُس نے کہا کہ اسے
 محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ لوگ جو تمہارے پاس جمع ہیں ان کا بھروسہ نہ مت کیجیے
 تمہیں چھوڑ کے بھاگ جائیں گے۔ حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کو یہ مقول
 اُس کا بہت ناگوار ہوا۔ انہوں نے کہا اَمْصُمْنَ بِنَظَرِ اللّٰتِ الْفِرْعَوْنِ
 (چوس بنظرات کا کیا ہم آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے) حضرت ابو بکر صدیق
 نہایت غصہ سے بتیاب ہو گئے لہذا فحش زبان پر لائے۔ بنظر کہتے ہیں پارہ
 گوشت کو جو عورت کی فرج کے اوپر ہوتا ہے۔ منہدی میں اس کا نام مشہور ہے
 عروہ نے کہا کہ یہ کس نے بات کہی۔ پھر جب اُسے معلوم ہوا کہ ابو بکر صدیق رضی
 عنہ نے تب اُس نے کہا کہ اگر تمہارا احسان مجھ پر نہ ہوتا جس کا میں نے بدلہ نہیں
 کیا ہے تو میں تمہیں جواب دیتا۔ حالت گفتگو میں عروہ ریش مبارک پر بار بار ہاتھ اپنا پھینکا
 تھا، مغیرہ بن شعبہ اس کے ہاتھ میں کوٹھی تلوار کی مارتے اور کہتے تھے کہ اپنا ہاتھ دور
 رکھ عروہ نے حضرت مغیرہ سے کہا کہ ابھی تک تیری مفسدگی کی اصلاح سے میں فارغ
 نہیں ہوا ہوں اور تو مجھے ایذا دیتا ہے اور ایک قصہ آیام جاہلیت میں حضرت مغیرہ
 کا ایک قوم سے ایسا ہوا تھا کہ عروہ نے بمشکل اس کی اصلاح کی اور عروہ نے احوال
 اصحاب کا بخوبی ملاحظہ کیا اور جبکہ قریش سے کہا کہ میں نے بادشاہوں کے
 دربار اور اُن کے تابعین کو دیکھا ہے (جیسا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو
 جان سارا اور فرماں بردار پایا کسی بادشاہ کے تابعین کو نہیں دیکھا اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 کا آب دہن یا آب بینی (ناک) کسی جا پڑتا ہے اپنے بدن پر مل لیتے ہیں اور آپ
 وضو کو اس طرح تبرگ لیتے ہیں کہ قریب ہوتا ہے کہ اس پر آپس میں کٹ مریں اور
 جس کام کو آپ فرماتے ہیں ہر ایک جھپٹتا ہے اور چاہتا ہے کہ میں یہ حکم بحال آؤں
 اور آپ کی طرف تہنگاہ سے نہیں دیکھتے پست آواز سے آپ کے سامنے باتیں
 کرتے ہیں اور مشورت عروہ نے قریش کو صلح کی دی۔

حال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجویز کی کہ اپنی طرف سے کوئی شخص قریش

کے پاس بطور سفارت کے بھیجیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ جانے کو بطور سفارت کے
 کہا۔ انہوں نے عرض کیا کہ قریش کی عداوت مجھ سے معلوم ہے مجھ سے معاملہ ان کا
 نہ بنے گا۔ پھر حضرت عثمان کا بھیجا قرار پایا۔ ان کے قرابت دار اور حمایت کرنے
 والے قریش میں بہت تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قریش میں پہنچے اور پیغام
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ادا کیا وہ ان سے بھجوت پیش آنے لیکن اس بات
 پر کہ عمر نے کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ میں آنے دیں ہرگز راضی نہ
 ہوئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر تم چاہو طواف کرو تمہیں منع
 نہیں کرتے۔ حضرت عثمان نے کہا مجھ سے ہرگز ایسا نہ ہو گا کہ بے جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے عمرہ کروں۔ بعضوں نے حضور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کے عرض کیا کہ عثمان کو خوب موقع ملا بخوشی خاطر عمرہ کریں گے۔ آپ نے
 فرمایا کہ عثمان بے ہمارے ہرگز عمرہ نہ کریں گے۔ پھر شکر میں خبر مشہور ہوئی
 کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کفار نے مار ڈالا۔ شیطان نے یہ خبر لشکر میں پکار کے
 لہ دیا، آپ یہ خبر سن کر بہت جلال و غضب میں آئے اور ایک درخت سمراہ
 کے تلے بیٹھ گئے۔ آپ نے سب اصحاب سے بیعت اس بات پر لی کہ جب
 تک جان باقی ہے کفار سے لڑیں گے اور منہ نہ موڑیں گے۔ سب اصحاب نے
 کمال خوشی سے بارادہ جان نثاری بیعت کی۔ آپ نے بایں جہت کہ یہ بیعت
 خدائی تعالیٰ کی جناب میں بہت مقبول ہونے والی تھی اور اہل بیعت کو درجہ
 عالیات ملنے والے تھے۔ حضرت عثمان کو بھی اس بیعت میں شریک کر لیا
 اور فرمایا کہ عثمان خدا اور رسول کے کام میں گئے ہیں اور اپنا پایاں ہاتھ سیدھے
 ہاتھ پر رکھا اور کہا کہ یہ ہاتھ میرا عثمان کے لیے ہے اور حضرت عثمان کی جناب
 سے بیعت کر لی۔ خدائی تعالیٰ اس بیعت سے بہت راضی ہوا اور قرآن مجید

میں اس باب میں آیت بھیجی :

تحقیق اللہ تعالیٰ راضی ہوا مسلمانوں سے

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ |

اذِيبَا يَعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَا
فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ
وَأَتَابَهُمْ فَجَاءُوا قَرِيبًا وَمَنَّامَ كَثِيرَةً
يَأْخُذُونَهَا وَكَانَ اللَّهُ مَعَزِيزًا
حَكِيمًا (پ: ۲۶: ۴: ۴۱)

جب بیعت کرتے تھے تم سے درخت کے
تیلے سو جان لیا اللہ تعالیٰ نے جو ان کے
دلوں میں تھا یعنی اخلاص قلبی کو پھیرا مارا
اطمینان اور چین ان پر اور انعام میں دی
ان کو ایک فتح نزدیک اور بہت سی

غنیمتیں کہ لیں گے انہیں اور سے اللہ زبردست حکمت والا۔

ف۔ فتح نزدیک سے مراد فتح خیبر ہے کہ بعد صلح حدیبیہ کے بلا فصل ہوئی
اور اس بیعت کو بیعت رضوان کہتے ہیں۔ اس لیے کہ رضوان یعنی خوشنودی
الہی اس بیعت کے سبب سے حاصل ہوئی اور حاضرین بیعت رضوان صحابہ
میں بہت ممتاز ہیں جیسے اہل بدر اور سب کے لیے جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے بشارت جنت کی دی ہے۔

حال قریش کو جب بیعت مذکورہ کی خبر ہوئی ڈرے اور سہیل بن عمرو
کو حضور اقدس میں بھیجا اور آخر کار پوساطت سہیل کے صلح ٹھہری باہیں
شروط کہ امسال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر عمرے کے
پھر جاویں۔ سال آئندہ میں اگر عمرہ کریں مگر ہتھیار ساتھ نہ لاویں سوائے تلواروں
کے کہ وہ بھی قراب میں ہوں اور قراب کہتے ہیں اس علاقہ کو جو میان سے اوپر تو ہے۔
اور تین دن سے زیادہ نہ ٹھہریں اور دس برس مدت صلح کی ٹھہری اس عرصہ
میں قیامین لڑائی نہ ہو اور جو کوئی حلیف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا ہو اس سے قریش نہ لڑیں نہ اس کے مخالف کی مدد کریں اور خلفائے قریش سے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی معاملہ کریں۔ حلیف کہتے ہیں عہد موافقت باندھنے
والے کو، خلفاء اس کی جمع سے اور وہاں بنی بکر اور بنی خزاعہ دو قبیلے تھے خزاعہ
ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم عہد ہوئے اور بنی بکر قریش کے
اور جو کوئی قریش کی طرف کا مسلمان ہو کے مدینہ کو جاوے آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم جب قریش طلب کریں دے دیں اور جو کوئی مسلمانوں میں سے مرتد ہو کے قریش کے پاس چلا آوے اس کو قریش پھیر نہ دیں۔ یہ سب شروط چونکہ حسب مراد کفار قریش اور مسلمانوں کے دہن کی تھیں اکثر صحابہ کو کہ مملو شجاعت اور غیرت سے تھے اور نظر ان کی حکمتوں کو جو ایسی صلح میں تھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سوچ لی تھیں نہیں مہنتی تھی بہت ناگوار ہوئیں حتیٰ کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس باب میں بہت طیش کھایا اور حضور اقدس میں جا کے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، کیا آپ پیغمبر خدا نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا بیشک ہوں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تم حق پر اور دشمن ہمارے باطل پر نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا کیوں نہیں۔ کہا پھر ہم ایسی دہ کے صلح کیوں کریں یعنی آپ بیشک پیغمبر خدا ہیں پھر ہم لوگ با آنکہ ہماری پیغمبر خدا کے اور مستوجب نصرت الہی کے ہیں کفار سے دہ کے صلح کیوں کریں۔ آپ نے فرمایا کہ میں رسول خدا کا ہوں اور اس کے خلاف حکم نہیں کرتا ہوں۔ پھر انہوں نے کہا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ تم خانہ کعبہ کو پہنچ کے طوا کریں گے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے تم سے کیا یہ کہا تھا کہ اس سال میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ سال آئندہ میں اس کا طہو ہو گا اور عمر رضی اللہ عنہ نے یہ شرط کہ ہماری طرف سے جو ان سے جا ملے اس کو پھیر دیں اور ان کے آدمی کو ہم پھیر دیں سنتے ہی تعجب کر کے حضور میں عرض کی کہ آپ اس شرط پر بھی راضی ہوتے ہیں۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ ہماری طرف کا جو مرتد ہو کے ان سے جا ملے گا ہمارے کس کام کا ہے اس کے پھیر لینے میں ہمیں کیا نفع ہے اور ان میں کا جو ہم میں آوے گا اور ہم اسے پھیر دیں گے اللہ تعالیٰ اس کی کچھ سبیل کر دے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر جا کے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے گفتگو کی اور ان سے بعینہ وہی جواب ظاہر بات کا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

حال | صلح نامہ لکھنے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ لکھو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط سہیل نے کہا ہم رحمن کو نہیں جانتے بِاسْمِکَ اللّٰہُمَّ لکھو۔ مسلمانوں نے کہا ہم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ہی نہیں گے بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ نہ لکھیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ یہی لکھ دو اور کہا لکھو ہذا مَا قَاضَىٰ عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالْقُرَيْشُ (یہ صلح نامہ نے فیما بین محمد رسول اللہ اور قریش کے سہیل نے جو بانی صلح تھا کہا کہ ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اگر رسول اللہ جانتے تو ان کو خانہ کعبہ سے نہ روکتے، رسول اللہ مت لکھو بلکہ بن عبد اللہ لکھو۔ آپ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ بھی ہوں اور ابن عبد اللہ بھی ہوں۔ حضرت علی (رضی اللہ عنہ) سے کہا کہ لفظ رسول اللہ محو کر کے ابن عبد اللہ لکھ دو۔ حضرت علی نے کہا کہ میں لفظ رسول اللہ کو محو نہیں کروں گا۔ پھر آپ نے اپنے دست مبارک سے محو کر کے ابن عبد اللہ لکھ دیا۔ آپ اُمّی تھے اس وقت لکھ دینا ان الفاظ کا بطور معجزے کے ہوا پھر صلح نامہ کو مرتب کر کے اُس پر گواہیاں طرفین کے اشخاص کی کرا لیں۔

حالا سہیل بن عمر بانی صلح کا بیٹا کہ ابو جندل اس کا نام تھا مسلمان ہو گیا تھا اور اس کے باپ نے اُسے مکہ میں پابز نجیر کر رکھا تھا وہ جھاگ کے لشکر اسلام میں آیا سہیل نے کہا اُسے یہیں دے دو تب صلح قائم رہے گی نہیں تو صلح نہیں رہے گی۔ آپ نے ابو جندل کو دے دیا۔ ابو جندل نے مسلمانوں سے کہا کہ اے جماعت مسلمین مسلمان کو مشرکین کے حوالے کیے دیتے ہو۔ اہل اسلام خلاف شرط صلح کے کچھ نہ کر سکے اور حوالہ بخدا کیا کہ ان کے لیے کوئی سبیل کر دے۔

حالا بعد اختتام صلح کے آپ نے حکم دیا کہ اونٹ ہدی کے یہیں قربانی کر ڈالو اور بال مؤنڈا ڈالو۔ صحابہ نے کہ اس صلح سے بہت دل تنگ اور کمال ملول تھے قربانی کے لیے اٹھنے اور سر مؤنڈانے میں تاخیر کی آپ اس تاخیر سے ملول ہو کے زمانہ میں تشریف لے گئے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہ ساتھ تھیں سبب ملال پوچھا، آپ نے بیان فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ آپ اپنی ہدی قربانی فرمادیں اور حجامت بنوائیں بعد اس کے پھر کسی کو مجال تخلف نہ ہوگی۔ آپ نے نکل کے اپنی ہدی کو قربانی فرمایا اور حجامہ کو بلایا

تب سب اصحاب نے اپنی اپنی ہدی کو قربانی کیا اور سر موڑ دیا۔

حال بعد فراغت کے قربانی ہدی اور حلق سے آپ نے بجانب مدینہ کوچ فرمایا۔ راہ میں سورہ انا فتحنا نازل ہوئی اور اس سورت میں خدائی تعالیٰ نے بشارت فتح مکہ اور فتح خیبر کی اور رضامندی بیعت سے اور بہت تعریف اصحاب کی نازل فرمائی اور وعدہ حببت کا ان کے لیے نازل فرمایا اور آپ بہت خوش ہوئے۔ راہ میں اونٹ پر سوار اس سورہ کو بخوش الحانی کمال خوشی سے پڑھتے تھے اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا (بیشک ہم نے فتح دی تمہیں فتح ظاہر) اکثر مفسرین کے نزدیک اس سے فتح مکہ مراد ہے کہ بعد ہونے نقض عہد کے اسی صلح حدیبیہ کے امور میں آپ نے لشکر کشی کی اور مکہ فتح ہوا اور بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ اس فتح سے صلح حدیبیہ ہی مراد ہے کہ وہ سبب بہت فتوحات

اور برکات کا ہوئی۔

حال وہ شرط صلح جو اصحاب کو بہت ناگوار تھی یعنی یہ کہ مکہ سے مسلمان ہو کے آدے اس کو بوقت طلب کفار کے حوالے کریں۔ ایک عجیب رنگ لائی۔ ایک شخص ابولبصیر نام تھا مسلمان ہو کر مدینہ میں پہنچا۔ کفار قریش نے دو آدمی اس کے لینے کو بھیجے۔ آپ نے ساتھ کر دیا۔ راہ میں مسجد مقام ذوالحلیفہ میں کھانا کھانے کو بیٹھے۔ ابولبصیر نے ان دونوں میں سے ایک کی تلوار دیکھ کر کہا کہ تمہاری تلوار بہت اچھی معلوم ہوتی ہے دیکھوں تو سہی۔ اس نے تلوار دیکھنے کو دی۔ ابولبصیر نے اس تلوار سے اس کے مالک کو قتل کیا اور دوسرے کا ارادہ کیا وہ بھاگا۔ بھاگتے بھاگتے مسجد شریف میں پہنچا۔ آپ نے دیکھ کے فرمایا کہ ڈرامو معلوم ہوتا ہے۔ اس نے کہا کہ میرا ساتھی مارا گیا اور میرا بھی یہی حال ہوگا۔ اتنے میں ابولبصیر وہاں بھی پہنچے۔ آپ نے فرمایا کہ عجب لڑائی کا بھڑکانے والا ہے۔ خوب ہوتا جو کوئی اس کا ہوتا یعنی مدوگار۔ اس ارشاد میں یہ ایسا تھا کہ بھاگ جاوے اور مکہ میں جو مسلمان کافروں کے پاس ہیں وہ اس

سے جا ملیں وہ سمجھا کہ اگر میں ٹھہروں گا آپ مجھے بیشک پھر پھیر دیں گے وہ وہاں سے چل دیا اور ایک جگہ پر کہ ادھر سے قافلے قریش کے گزرا کرتے تھے جا بیٹھا پھر جو مکہ میں مسلمان ہوتا وہیں پہنچتا۔ ابو جندل بھی وہیں جا ملے یہاں تک کہ ستر آدمی اور بعضے کہتے ہیں تین سو آدمی ابو بصیر کے ساتھ ہو گئے۔ ادھر سے جو قافلہ قریش کا لکھا لو لیتے کفار کو مار ڈالتے قریش بہت تنگ ہوئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں کہلا بھیجا کہ ہم شرط اپنی سے درگزر سے آپ ہماری قرابت کا لحاظ کر کے بطور صلہ رحمی یہ مہربانی کریں کہ ان لوگوں کو وہاں سے بلو الیں آپ نے بلا بھیجا جس وقت نامہ مبارک بحکم طلب پہنچا۔ ابو بصیر جو سب سے پہلے پہنچے تھے اور سردار اُس جماعت کے تھے اس وقت حالت نزع میں تھے انہوں نے ہاتھ میں لیا اور جان بحق تسلیم کی اور سب مسلمان مدینہ میں حاضر ہوئے۔

فصل سترہویں غزوہ خیبر کے بیان میں

بعد رونقِ افروزی حضور اقدس کے مدینہ میں حکم تیاری کا واسطے غزوہ خیبر کے نافذ ہوا اور صحابہ میں چرچا ہوا کہ خدای تعالیٰ نے فتح خیبر کا اور غنائم کثیرہ کا وعدہ کیا ہے یہود جو مدینہ میں باقی تھے بہت جلد جس کا کسی مسلمان پر قرض تھا تھا اس نے تقاضا کی شدید کیا عبداللہ بن ابی حدرد صحابی انصاری پر ابو شحم یہودی کے پانچ درم آتے تھے۔ اُس نے تقاضا کی شدید کیا۔ صحابی موصوف نے کہا کہ خدای تعالیٰ نے فتح خیبر کا وعدہ کیا ہے جب وہاں کے غنائم میں مجھے مال ملے گا تب تیرا قرض بھی ادا کروں گا۔ اُس یہودی نے کہا کہ خیبر کا حال اور جگہ کی مانند نہ سمجھو خیبر میں دس ہزار مرد جنگی ہیں صحابی نے خوب اُس یہودی کو زجر کیا اور کہا کہ مردود تو ہمیں ہمارے دشمنوں سے ڈراتا ہے وہ حضور اقدس میں نالشی ہوا۔ عبداللہ نے مقولہ اس یہودی کا حضور اقدس میں عرض کیا۔ آپ نے

زیر لب کچھ فرمایا پھر عبد اللہ سے ارشاد فرمایا کہ قرض اس کا ادا کر دو۔ اس وقت عبد اللہ نے ایک کپڑا اپنے کپڑوں میں سے بیجا بقیہ تین دم اور دو دم ایک صحابی سے قرض لے کر قرض اس کا ادا کیا۔ سلمہ بن اسلم نے کپڑا انہیں دیا وہ کپڑا بہن کے غزوہ خیبر کو گئے وہاں غنیمت ان کے ہاتھ آئی اور ایک عزت دار قریبہ اسی ابو جحیم یہودی کی انہیں ملی انہوں نے اُسے بہت قیمت کو بیجا۔

حال آپ مع لشکر خیبر پر جا پہنچے خیبر لوں کو پہلے سے خبر پہنچ گئی تھی اور پہرہ رکھتے تھے اور سوار مسلح ہر شب قلعہ سے نکل کر گشت کرتے تھے اس دن سب سو گئے۔ صبح کو قلعہ کا دروازہ کھول کر آلات زراعت لیکر نکلے تھے کہ لشکر ہالیوں کو دیکھا دیکھنے والے نے پکار کے کہا **مَدُّوا لِحَمِيسٍ** یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع پورے لشکر آ پہنچے **فَاحْمِيسُ** پورے لشکر کو اس لیے کہتے ہیں کہ پورا لشکر وہ ہوتا ہے جس میں پانچوں ٹکڑے لشکر کے ہوں مقدمہ۔ ساقہ۔ مہینہ۔ مہیرہ۔ قلب۔ مقدمہ کہتے ہیں آگے کے لشکر کو اور ساقہ پشت کے لشکر کو اور مہینہ داسنی طرف والا اور مہیرہ بائیں طرف والا اور قلب بیچ کا لشکر جس میں سردار ہوتا ہے۔ یہ کہہ کے وہ لوگ جھٹ پٹ قلعہ میں گھس گئے اور دروازہ قلعہ کا بند کر لیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محاصرہ کیا سات قلعہ خیبر میں تھے سب قلعہ بتدریج مفتوح ہو گئے مگر بعض قلعہ والے خوب لڑے۔

حال ایک قلعہ لڑتا تھا آپ نے ایک دن شام کو فرمایا کہ کل ایسے شخص کو نشان دوں گا کہ خدا اُسے دوست رکھتا ہے اور وہ خدا کو دوست رکھتا ہے۔ اور خدا اس کے ہاتھ پر فتح دے گا۔ صبح کو لوگ منتظر تھے کہ یہ دولت کسے نصیب ہو۔ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پوچھا وہ بہ سبب عارضہ درو چشم کے حاضر نہیں ہوئے تھے لوگوں نے یہ عذر ان کا بیان کیا۔ آپ نے انہیں بلوایا جب

لے اس قلعہ کا نام قمویس تھا۔ ۱۰۰ منہ

وہ آئے آبِ دہن مبارک اُن کی آنکھوں میں لگا دیا۔ فوراً آنکھیں اُن کی اچھی ہو گئیں اور نشان اُن کو دیا اور قلعہ پر یورش کے لیے فرمایا۔ حضرت علی (رضی اللہ عنہ) مع لشکر متعین قلعہ پر گئے اور خوب لڑائی سخت کی اور مرحب نام ایک یہودی بڑا شیاع مشہور تھا اُس کو جاتے ہی حضرت علی نے مقابلہ میں قتل کیا اور اُس دن سات آدمی رئیس اور دلاور یہود کے حضرت علی کے ہاتھ سے قتل ہوئے۔

حال حضرت علی کا دروازہ خیبر کا اکھاڑنا کتب تواریخ میں ہے کہ حالت لڑائی میں حضرت علی کی سپر گر پڑی۔ حضرت علی نے دروازہ قلعہ کا کواڑ اکھاڑ لیا اور بطور سپر ہاتھ میں لے لیا اور دن بھر لیے رہے۔ بعد فراغت کے لڑائی سے اس کو پیچھے پھینک دیا۔ اعلیٰ بالشت دور گرا اتنا بھاری تھا کہ سات آدمی ایک طرف سے دوسری طرف پھیر نہ سکے اور اسی دن حسب اخبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلعہ فتح ہو گیا۔

حال یہود خیبر جو باقی رہے آپ نے اُن کے جلا وطن ہونے کا حکم دیا اور اموال اُن کے اور باغات اور زمین سب ضبط کر لیے۔ یہود نے عرض کیا کہ آپ کو اور سب مسلمانوں کو اپنے باغات اور زراعت میں کام کرنے کو ضرور آپ کی حاجت ہوگی اگر ہم کو آپ جلا وطن نہ کریں تو ہم یہ کام کریں گے۔ آپ نے یہ بات ان کی قبول فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ جب تک ہم چاہیں گے تمہیں رکھیں گے جب چاہیں گے نکال دیں گے اور بٹائی پر خدمت کے لیے آنکھیں رکھا۔ پیداوار میں سے

۱۔ حضرت عمر نے اپنے عہدِ خلافت میں خیبر کے یہودیوں کو وہاں سے نکال دیا۔ منظور ہوا کہ جزیرہ عرب میں سو اہل اسلام کے کوئی اور ملت نہ رہے۔ ایک یہودی نے حضرت عمر سے کہا کہ تم ہمیں نکالنے دیتے ہو حالانکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہاں رکھا ہے جس عمر نے کہا کہ مجھے خوب یاد ہے کہ اپنے بوقت آباد رکھنے تم لوگوں کے کہا تھا کہ جب تک ہم چاہیں گے رکھیں اور تجھ سے کہا تھا کہ تیرا کیا حال ہوگا جب انٹنی تیری سمجھے رات کو لیے پھرے گی بھٹکتی ہوئی اس یہودی نے کہا یہ ایک شبہ کی بات تھی ابوالقاسم کی حضرت عمر نے کہا تو جھوٹا ہے بلکہ آپ نے ٹھیک ٹھیک فرمایا اور سب یہودیوں کے نکل جانے کا حکم دیا وہ سب شام کو چلے گئے۔ ۱۲ منہ

نصف حصہ مقرر کر دیا۔ عربی میں معاملہ بٹائی کو جو مخابرہ کہتے ہیں وہ خیبر سے ہی مشتق ہے۔
حال فدک کہ ایک موضع خیبر سے ملحق ہے وہاں کے لوگوں نے آپ کے اسی
 طرح صلح چاہی کہ آدھی زمین فدک کی آپ کو دیں اور آدھی زمین اپنے پاس
 رکھیں۔ آپ نے قبول فرمایا۔

حال حضرت صفیہ (رضی اللہ عنہا) غنائم خیبر میں سے وحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے
 حصہ میں آئی تھیں۔ آپ نے ان سے انہیں لیا۔ پھر آزاد فرما کے ان کے نکاح
 کر لیا۔ آپ نے ان کے رخسار پر ایک داغ پایا۔ سبب اس کا پوچھا عرض کیا کہ
 جب آپ خیبر کا محاصرہ کیے تھے میں نے خواب میں دیکھا کہ چاند میری بغل میں
 آیا ہے۔ میں نے یہ خواب اپنے شوہر سے کہا اس نے ایک طمانچہ ایسے زور سے
 مارا کہ رخسارہ نیلا ہو گیا اور کہا کہ تو چاہتی ہے کہ اس بادشاہ کی بغل میں
 سوئے۔ یہ نیلا داغ اسی طمانچہ کا ہے۔ بادشاہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کو کہا اور مطابق خواب کے واقع ہوا۔

حال آپ خیبر میں تشریف رکھتے تھے کہ حضرت جعفر بن ابی طالب مع اور
 مہاجرین حبشہ کے وہیں تشریف لائے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان
 کے آنے سے بہت خوش ہوئے اور استقبال کر کے حضرت جعفر سے معاف کیا
 اور ان کی پیشانی چومی اور فرمایا کہ میں کہہ نہیں سکتا کہ میں فتح خیبر سے زیادہ خوش
 ہوا یا جعفر کے آنے سے۔ اور حضرت ابو موسیٰ اشعری (رضی اللہ عنہ) مع اشعرین
 کے بھی خیبر میں آئے۔ اسی کشتی پر جس پر حضرت جعفر (رضی اللہ عنہ) آئے تھے اور
 حضرت اسماء بنت عمیس سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا کہ اوروں کی ایک ہجرت ہے اور تمہاری اے کشتی والو دو ہجرتیں ہیں۔
ف وجہ دو ہجرتوں کی ظاہر ہے کہ وہ کشتی مہاجرین حبشہ کی تھی۔ پہلے مکہ سے
 حبشہ کو ہجرت کر گئے تھے پھر وہاں سے مدینہ کو ہجرت کر آئے اور ابو موسیٰ
 اور ان کے ہمراہیوں کو بسبب ہمراہی مہاجرین حبشہ کے یہ شرف حاصل ہوا۔

حضرت جعفر اور مہاجرین کا

حال زہر دینے پہودیہ کا آپ کو | ایک یہودیہ نے کہ جو رد و سلام بن شکم کی کہ نام زینب بنت عارث تھا خیبر میں گوشت بکری کا پکا کر بھیجا۔ اس نے سن لیا تھا کہ آپ کو بکری کے دست کا گوشت بہت پسند ہے۔ سو اس نے دست ہی کے گوشت میں زہر داخل کیا اور حضور اقدس میں بھیجا۔ آپ نے ایک لقمہ منہ میں ڈالا اور فرمایا کہ اس دست نے مجھ سے کہہ دیا کہ مجھ میں زہر ملا ہے۔ ایک صحابی نے اس دست میں سے کچھ گوشت کھالیا تھا ان کا انتقال ہو گیا۔ آپ نے اس یہودیہ کو بلا کے پوچھا، اس نے کہا میں نے زہر اس لیے دیا تھا کہ آپ اگر پیغمبر نہ ہوں گے ہم آپ کی آفت سے نجات پائیں گے اور جو پیغمبر ہوں گے، آپ کو معلوم ہو جائے گا اور کچھ ضرر نہ ہوگا اور آپ نے اسے چھوڑ دیا اور بعضوں نے نکلا ہے کہ اسے قتل کیا عوض اس صحابی کے جو مر گئے۔

حال تحريم گوشت خرد متعہ | عرب کے جہال گدھے کا گوشت کھایا کرتے تھے کچھ ہانڈیاں چولہوں پر چڑھی تھیں آپ نے پوچھا کیا پکتا ہے۔ عرض کیا گدھے کا گوشت۔ آپ نے فرمایا کہ یہ حرام ہے اور ہانڈیاں الٹو ادیں اور متعہ کے لیے بھی غزوہ خیبر میں منع فرمایا۔ چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور استبصار کتاب شیعہ میں بھی ابو جعفر طوسی نے روایات حدیث تحريم متعہ کی حضرت علی سے نقل کی ہے لیکن متعہ غزوہ اوطاس میں پھر مباح ہوا تھا پھر حرام ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ متعہ حرام ہے قیامت تک یہ حدیث صحیح مسلم میں موجود ہے۔

فصل اٹھارہویں عمرۃ القضا کے بیان میں

بعد مدت ایک سال کے صلح حدیبیہ سے حسب شرط صلح مذکور آپ واسطے عمرۃ القضا کے مکے کو مع اصحاب کے تشریف لے گئے اور آپ نے حکم فرمایا کہ سفر حدیبیہ میں

جو ساتھ تھے وہ غنہ و رحلیں مکے میں پہنچ کے غمہ و کیا وہاں حضرت مہمونہ بنت حارث سے نکاح کیا۔ بعد تین دن کے قریش نے تقاضا کیا کہ حسب شرط آپ کوچ کر جاویں۔ آپ نے فرمایا کہ میں اگر ٹھہر جاؤں تو تم لوگوں کی دعوت بطور ولیمہ کے کروں۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں تمہاری دعوت منظور نہیں آپ کوچ کر جاویں۔ آپ وہاں سے اسی دن مدینہ کو روانہ ہوئے۔

فصل انیسویں اسلام خالد بن الولید اور عمرو بن العاص اور عثمان بن طلحہ کے بیانی میں

وقائع زمان ہجرت سے بعد صلح حدیبیہ کے ایک یہ ہے کہ خالد بن الولید اور عمرو بن العاص اور عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ حجبی کہ صاحب منہاج کعبہ تھے مکہ سے مدینہ میں آ کے مشرف باسلام ہوئے۔ آپ نے ان کے آنے کے باب میں ارشاد کیا تھا کہ مکہ نے اپنے جگر گوشے مدینے کو پھینک دیئے مشکوٰۃ شریف میں حضرت عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ جب میں اسلام لایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت کے واسطے ہاتھ دراز فرمایا۔ میں نے ہاتھ کھینچ لیا۔ آپ نے فرمایا کہ کیوں میں نے کہا۔ کچھ شرط کیا چاہتا ہوں آپ نے پوچھا کیا شرط ہے۔ میں نے کہا کہ میرے گناہ پھیلے سب بخشے جاویں۔ آپ نے فرمایا کہ تمہیں نہیں معلوم ہے کہ اسلام سب پھیلے گناہ مٹا دیتا ہے اور ہجرت سب پھیلے گناہ مٹا دیتی ہے۔ آپ اکثر حضرت عمرو بن العاص کو لشکر کا امیر کر کے بھیجا کرتے تھے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ ایک مرتبہ یہ سردار لشکر تھے سفر میں انہیں نہانے کی حاجت ہوئی، سردی شدت پڑتی تھی انہوں نے تیمم کیا اور کہا خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے لَا تَقْتُلُوا الْفُسْكَمَ یعنی مت قتل کرو تم

اپنی بڑوں کو۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سنی اور اس بات پر کچھ اعتراض نہیں کیا اور معتبر کتابوں میں ہے کہ حضرت معاویہ بھی صلح حدیبیہ کے قبل فتح مکہ کے مسلمان ہوئے۔ تقریب التہذیب کتاب اسما الرجال میں بھی کہ بہت معتبر ہے مسلمان ہونا معاویہ رضی اللہ عنہ کا قبل فتح مکہ لکھا ہے۔

فصل بیسویں تحریر مکاتیب کے بیان میں

بعد صلح حدیبیہ کے وقائع سنین ہجرت میں سے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر بادشاہوں اور والیاں ملک کو نافرمانی لکھے اور طرف اسلام کے دعوت کی۔ ہرقل بادشاہ روم کو کہ شہنشاہ نصاریٰ کا تھا اور نجاشی بادشاہ حبشہ کو کہ وہ بھی نصاریٰ اور مقوقش حاکم اسکندریہ و مصر کو اور پرویز شاہ فارس کو کہ پوتاناوشیرواں کا تھا اور والیاں ملک کو، اور لوگوں نے عرض کیا کہ عجم بے مہر کے خط قبول نہیں کرتے۔ تب آپ نے مہر کھدوائی محمد رسول اللہ اور چاندی کی انگشتی میں مہر تھی آپ سیدھے ہاتھ کی چھنگلی میں اکثر پہنے رہتے تھے اور بعد آپ کے وہ انگشتی حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے پاس رہی۔ پھر حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کے پھر حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کے پھر ان کے ہاتھ سے بیرارین میں کہ اُس کے کنارے بیٹھے تھے گر پڑی اور بہتیرا تلاش کروائی نہ ملی اور اسی دن سے امورات خلافت راشدہ میں بے انتظامی شروع ہوئی اور انتظام ریاست دینیہ جیسا کہ چاہیے قائم نہ رہا۔ محققین نے لکھا ہے کہ انگشتی مبارک خاصیت انگشتی سلیمان کی رکھتی تھی کہ اُس کے گم ہونے سے انتظام بگڑ گیا اور پہلے آپ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی تھی اور اصحاب نے بھی آپ کو دیکھ کے سونے کی انگوٹھیاں

لے بیرارین بکسرا دیا اُسے ساکن درائی مہلہ و مہرہ مفتوحہ و درائی کسوتہ یا بی ساکن و سین مہلہ ایک کنواں ہے

بنوائیں۔ پھر آپ نے سونے کی انگوٹھی اتار ڈالی اور فرمایا کہ سونا مردوں پر حرام ہے اور چاندی کی انگوٹھی بنوائی، اصحاب نے سونے کی انگوٹھیاں دور کیں۔
حال ہرقل بوقت وصول کرنے نامہ مبارک کے جب نامہ مبارک پہنچا اس نے بے عظیم رکھا۔ اس نامہ میں یہ تھا، یہ خط ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ہرقل سردار روم کو ہم تمہیں اسلام کی طرف بلاتے ہیں۔ اسلام لاؤ سلامت رہو اگر نہ مانو گے تو تم پر تمہاری رعیت کا بھی گناہ ہوگا۔ پھر یہ آیت لکھی تھی:

”لے کتاب الواد طرف ایسی بات کے جو برابر سے ہمارے اور تمہارے درمیان کہ نہ پوچھیں سوائے اللہ کے کسی کو اور نہ ٹھہرائیں بعض ہمارے بعضوں کو رب سوائے اللہ کے پھر اگر وہ منہ پھیریں تو تم کہہ دو کہ تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں“

يَا هَلْ الْكِتَابُ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ
 سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ
 إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا
 نَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ
 اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَعُولُوا أَشْهَدُوا
 بِأَنَّا مُسْلِمُونَ (پ: ۳: ۱۵)

صحیح بخاری میں ابوسفیان سے روایت ہے کہ میں مع ایک قافلہ قریش کے ان دنوں شام میں تھا جب آپ کا خط پاس ہرقل کے پہنچا اس نے کہا کہ تلاش کرو اس شخص کے وطن کا کوئی آدمی یہاں ہو تو میرے پاس لے آؤ اور لوگ مجھے مع ہمراہیوں کے لیے گئے۔ اس نے کہا جو ان سے یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب تر ہو وہ آگے ہو بیٹھے۔ ابوسفیان ہی اقرب تھے آگے ہو بیٹھے پھر اس نے ترجمان سے یعنی اس آدمی سے جو عربی اور رومی دونوں زبانیں جانتا تھا اور بادشاہ کی باتوں کا ترجمہ ابوسفیان سے اور ابوسفیان کی باتوں کا ترجمہ بادشاہ سے کرتا تھا کہا کہ اس کے ساتھیوں سے کہہ دو کہ یہ کچھ جھوٹے کہے تو تم بتا دیجیو۔ پھر ہرقل نے پوچھا کہ یہ شخص جو تم میں دعویٰ پیغمبری کا کرتا ہے نسب میں کیسا ہے۔ ابوسفیان نے کہا کہ بہت اعلیٰ ہے پھر پوچھا کہ دعویٰ نبوت سے پہلے تم نے کبھی

کسی بات میں اُسے جھوٹا پایا یا نہیں کہا نہیں۔ پھر پوچھا کہ ان کے باپ دادا میں کوئی بادشاہ تھا۔ ابوسفیان نے کہا نہیں۔ پھر پوچھا کہ اس سے پہلے تم میں کسی نے دعویٰ پیغمبری کا کیا تھا؟ کہا، نہیں۔ پوچھا بڑے آدمیوں نے بیشتر اتباع ان کا کیا ہے یا غریبوں نے، کہا غریبوں نے۔ پوچھا جماعت ان کی روز بروز بڑھتی جاتی ہے یا کم ہوتی جاتی ہے کہا بڑھتی جاتی ہے۔ پوچھا جو کوئی مسلمان ہوتا ہے بسبب ناپسند کرنے اسلام کے مرتد بھی ہو جاتا ہے۔ کہا نہیں۔ پوچھا لڑائی میں ہمیشہ تم غالب رہتے ہو یا وہ۔ کہا کبھی ہم غالب رہتے ہیں کبھی وہ۔ پوچھا خلافت عہد بھی کرتے ہیں یا نہیں۔ کہا نہیں۔ اور اب ہمارے ان کے درمیان میں عہد ہوا ہے دیکھیں خلافت اس کے کرتے ہیں یا نہیں۔ ابوسفیان نے بوقتِ وایت کہا کہ سارے سوال و جواب میں سوائے لا و نعم کے میں اور کوئی بات بڑھانہ سکا۔ سو اتنی بات کے جو اخیر جواب میں بڑھائی اور چونکہ ابوسفیان ان دنوں کا فر تھا یہ بھی اُس وقت کے حال میں بیان کیا کہ مجھے ڈر اس بات کا تھا کہ اگر کچھ جھوٹ کہوں گا تو مشہور ہو جاؤں گا نہیں تو میں جھوٹ بھی کہہ دیتا۔ بعد استفسار حالات کے ہر قتل نے کہا کہ پہلے سوال کے جواب میں تم نے کہا کہ یہ پیغمبر نسب میں اعلیٰ ہیں سو اللہ جل جلالہ پیغمبر عالی نسب ہی کو کرتا ہے اور جب آدمیوں کے معاملہ میں اُس نے کبھی جھوٹ نہیں لولا تو تعجب ہے کہ خدائی تعالیٰ پر جھوٹ باندھے اور اگر باپ دادے میں کوئی اُس کے بادشاہ ہوتا تو یہ خیال ہوتا کہ اس بہانے سے اپنے باپ دادے کا ملک لینا چاہتا ہے اور اگر پہلے کسی نے دعویٰ پیغمبری کا کیا ہوتا تو یہ گمان ہوتا کہ بتقلید سابق دعویٰ کرتا ہے اور تابع پیغمبروں کے ہمیشہ پہلے عزیز ہی لوگ ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ روز بروز جماعت ان کی بڑھاتا ہے اور جب حلاوت دین حق کی دل میں آ جاتی ہے۔ پھر آدمی اس دین کو نہیں چھوڑتا اور لڑائی میں بھی یہی حال ہوتا ہے کہ کبھی دشمن پیغمبروں کے غالب ہو جاتے ہیں اور آخر کو غلبہ پیغمبروں

ہی کو ہوتا ہے اور خلافت عہدِ صحیحی انبیاء نہیں کرتے پھر ہر قتل نے کہا کن باتوں کا حکم دیتے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا نماز کا زکوٰۃ کا، اقارب سے سلوک کرنے کا حرام سے بچنے کا ہر قتل نے کہا کہ اگر یہ باتیں جو تم نے بیان کیں سچی ہیں تو وہ پیغمبر ہیں اور جو میں پہنچ سکتا تو ان کے حضور میں حاضر ہوتا اور جو میں وہاں ہوتا ان کے پاؤں دھوتا اور عنقریب جہاں میرے قدم ہیں یہاں ان کا ملک ہو جائے گا۔ ابوسفیان نے کہا کہ پھر نہیں رخصت کیا۔ میں نے کہا کہ بڑا ہو گیا کام ابن ابی کبشہ کا کہ بادشاہ روم اس سے ڈرتا ہے۔ کفار مغمہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابن ابی کبشہ کہتے تھے براہ شہارت۔ اس علاقہ سے کہ ابن ابی کبشہ حلیمہ آپ کی دودھ پلانے والی کے شوہر کا نام تھا۔

حال ہر قتل کے دل میں تصدیق نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
 بخوبی آگئی تھی اور اس نے ارادہ بھی کیا کہ مسلمان ہو جاوے مگر طمع بادشاہی نے اُسے محروم رکھا۔ صحیح بخاری میں ہے کہ ایک دن اس نے سب نصاریٰ کو شہرِ حمص کی کوٹھی میں جمع کیا اور کواڑ بند کر دیے پھر اس نے کہا ایک بات تمہارے بھلے کی کہتا ہوں یہ پیغمبر جو عرب میں پیدا ہوئے ان کا دین اختیار کرو، یہ سچے پیغمبر ہیں اگر ایسا نہ کرو گے ملک تم سے چھین جائے گا۔ یہ سنتے ہی سب بہت ناخوش ہوئے اور وہاں سے نکل جانے کا قصد کیا کواڑ بند پائے اور آمادہ فساد ہوئے۔ تب ہر قتل نے کہا کہ میں نے یہ بات تمہارے آزمانے کے واسطے کہی تھی میں خوش ہوا کہ تم اپنے دین پر مضبوط ہو۔ تب سب نے اُسے سیدہ کیا۔

حال ضغاطر عالم کے مسلمان ہونے کا ایک شخص ضغاطر نام علما نصاریٰ میں بہت معظّم اور مکرم ان کے نزدیک تھا اور بڑھا تھا۔ ہر قتل نے سفیرِ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ وجیہ کلبی تھے کہا کہ اس شخص سے جا کر تم اپنے پیغمبر کا حال کہو اگر وہ ایمان لاوے گا تو سب نصاریٰ ایمان لاویں گے۔

انہوں نے جا کر اُس سے احوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہا سنتے ہی اُس نے اپنا عصا ہاتھ میں لیا اور سفید کپڑے پہن کر باہر نکلا اور کلیسا میں جہاں بہت بڑے بڑے نصاریٰ جمع تھے گیا اور کہا کہ میں پیغمبر عربی پر ایمان لایا اور بیشک وہی پیغمبر ہیں جن کی عیسیٰ علیہ السلام نے خبر دی ہے اور پچھلی کتابوں میں خبر ہے تم بھی ایمان لاؤ یہ سنتے ہی نصاریٰ اس پر دوڑے اور مارتے مارتے اُسے مار ڈالا۔ ہر قل نے یہ حال سن کر کہا کہ میرا بھی ایسا ہی حال کریں گے اگر میں ایمان لاؤں۔ وہ بڑے بڑے علماء نصاریٰ اور اکثر بادشاہ ان کے ہمیشہ اقرار نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتے رہے اور جن کی توفیق ایزدی رفیق ہوئی ایمان لائے اور جو بے نصیب تھے باوصف اس کے کہ تصدیق آپ کی ان کے دل میں آگئی محروم رہے اور بحیرا اور نسطورا اور نجاشی ایک بادشاہ حبشہ کا تھا ذکر ان کا اوپر گزر چکا اور ہر قل اور ضغاطر کا یہاں ذکر ہوا اور بے شمار ایسے تھے اور علماء یہود کا بھی ایسا ہی حال تھا۔ حضرت عبداللہ بن سلام اور امثال ان کے ایمان لائے اور بہتر سے باوصف یقین کرنے آپ کی نبوت کے بسبب حسد اور حبت جاہ کے محروم رہے۔

حال | نجاشی ایک بادشاہ حبشہ کا کہ والی ملک حبشہ کا تھا بحر و مہینے نامہ مبارک کے ایمان لایا اور کبمال تعظیم پیش آیا اور آپ کو جواب بے تعظیم و توقیر تمام مشعر ایمان اپنے اور خوبی دین اسلام کے لکھا اور موزے وغیرہ تحف دے دیا آپ کو بھیجے اور اس نجاشی کا نام اصمہ تھا۔ ہر بادشاہ حبشہ کو نجاشی کہتے تھے۔ اسی نجاشی کے عہد میں مہاجرین حبشہ حضرت عثمان اور حضرت جعفر وغیرہ مالکے سے ہجرت کر گئے تھے اور اسی نجاشی کی بروز وفات ۳۵ھ میں آپ نے مدینہ طیبہ میں خبر موت بیان فرما کے نماز جنازہ غائبانہ پڑھی تھی اور نکاح ام حبیبہ بیٹی ابوسفیان کا کہ ساتھ اپنے شوہر سابق کے حبشہ کو ہجرت کر گئی تھیں۔ بعد انتقال اس شوہر کے اسی نجاشی نے بموجب حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

آپ کے منعقد کیا تھا اور اسی نجاشی کے بعد جو نجاشی ہوا تھا اس کو بھی آپ نے نامہ لکھا تھا مگر اس کا حال معلوم نہیں ہوا کذا فی المواہب ۔

حال مقوقس بادشاہ مصر و اسکندریہ نے بوقت پہنچنے آپ کے نامے کی بہت تعظیم کی اور تحفہ دیا یا آپ کو بھیجے ۔ دو لونڈیاں ماریہ قبطیہ اور شیریں کہ ماریہ آپ کے تصرف میں رہیں اور ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بطن سے پیدا ہوئے اور ایک خچر سفید کہ نام اس کا دلدل تھا منجملہ اور دیا کے تھے ۔

حال پرویز کے پاس جب نامہ مبارک پہنچا اس نے جب دیکھا کہ عنوان نامے میں لکھا ہے مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ إِلَى كَسْرَى عَظِيمِ فَارِسٍ یہ خط محمد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کسری سردار فارس کے نام ۔ اس نے جنجلا کے نامہ مبارک پھاڑ ڈالا اور کہا کہ اپنا نام میرے نام سے پہلے کیوں لکھا اور باذان کہ اس کی جانب سے ملک یمن کا صوبیدار تھا اس کو لکھ بھیجا کہ وہ شخص جو دعویٰ پیغمبری کا کرتے ہیں ان کو یہاں بھیج دے ۔ دو آدمی تیز و چالاک ان کے پاس بھیج دے کہ ان کو لے آویں ۔ باذان نے دو آدمی مدینے کو بھیجے اور آپ کو خط لکھ کہ تم دونوں آدمیوں کے ساتھ کسری کے پاس چلے جاؤ ۔ وہ دونوں حضور قدس میں حاضر ہوئے ۔ وارٹھیاں مونڈی موحچیں بڑی ۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ تمہیں ایسی صورت بنانے کا کس نے حکم دیا ہے ۔ انہوں نے کہا ہمارے رب کسری نے ۔ آپ نے فرمایا کہ میرے رب نے تو مجھے یہ حکم دیا ہے کہ ڈھٹی رکھو اور موحچیں کتر داؤ ۔ ان دونوں شخصوں کے دل میں اگرچہ رعب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت آیا بدن ان کا تھر تھراتا تھا لیکن گفتگو انہوں نے بیابانہ کی کہ تم پاس کسری کے چلے چلو نہیں تو کسری کا مزاج بہت بُرا ہے وہ تمہارے ملک عرب کو تباہ کر ڈالے گا ۔ آپ نے دونوں سے کہا کہ بظہر و کل آیو ۔ صبح کو ان دونوں سے لہا کہ رات کو شیر و یہ نے پرویز کو مار ڈالا تم چلے جاؤ اور وہ ۔

در دسویں جہاز میں ^{۱۲۱}اولیٰ سنیہ ہجری کی تھی وہ روانہ ہو کے باذان کے پاس پہنچے اور حال بیان کیا باذان نے کہا کہ اگر وہ خیر سچی ہے تو وہ بیشک پیغمبر ہیں اور سب ملوک سے پہلے میں مسلمان ہو جاؤں گا۔ ان ہی دنوں نامہ شیریہ کا بنام باذان اس مضمون کا پہنچا کہ پرویز ظالم تھا لہذا میں نے اُسے قتل کیا اور تم کو تمہارے عہدے پر قائم رکھا اور جو شخص کہ دعویٰ پیغمبری عرب میں کرتے ہیں ان سے تعرض مت کرو جب تک میرا حکم اس باب میں نہ پہنچے۔ باذان اسی وقت مع اپنے دونوں بیٹوں کے مسلمان ہو گیا اور سب اہل یمن اور فارس جو وہاں تھے مسلمان ہو گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اسلام کی خبر دی۔ کسری نے جو نامہ مبارک پھاڑ ڈالا، آپ نے اس کے لیے یہ بددعا کی اللہمَّ مَزِقْهُمْ كُلَّ مَزْقٍ يَا اللہ پاش پاش کر دے اُس کو یعنی خاندان کسری کو خوب پارہ پارہ کر۔ اور مطابق اس کے ہوا کہ خاندان کسری کی سلطنت جو نہرِ رسال سے چلی آتی تھی اور ایسی بڑی سلطنت پردہ زمین پر کوئی نہ تھی بالکل پاش پاش اور نیست و نابود ہو گئی اور بہت تھوڑے زمانہ میں نام و نشان اس سلطنت کا نہ رہا اور ہر قیل نے جو نامہ مبارک کو بتعظیم رکھا ملک اُس کے خاندان کا قائم رہا اکثر ملک اس کا اہل اسلام کے تصرف میں آ گیا لیکن بالکل سلطنت اس کی نہ مہی۔

فصل اکیسویں ^{۱۲۱}سریہ حضرت ابو عبیدہ کے بیان
میں جس میں سمندر نے عنبر ماری شکر کو نوشہ کیلئے

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جہاد میں بڑی کوشش کرتے تھے اور بہت تکلیفیں

عہ بخاری میں اس سریہ کا نام غزوہ مسیت البحری لکھا ہے۔

اٹھاتے تھے بعض مرتبہ جہاد میں اسبب قلت تو شے کے یہاں تک نوبت پہنچی کہ درختوں کے تے جھاڑ جھاڑ کے کھائے۔ وہ غزوہ ذات النخبط کہلاتا ہے۔ خطبہ کہتے ہیں پتے جھاڑنے کو۔ اس لشکر کے حضرت ابو عبیدہ سردار تھے۔ تو شہ اس میں نہ رہا۔ سمندر کے کنارے پر لشکر چلا جاتا تھا۔ سمندر نے ایک بہت بڑی مچھلی کہ عنبر اس کا نام ہے کنارے پر لشکر کی طرف پھینک دی۔ اتنی بڑی مچھلی تھی کہ آدھے مہینے تک سارے لشکر کا قوت (رزق) اس سے رہا۔ لشکر میں تین سو آدمی تھے اس مچھلی کی پسلی کی ایک بڑی حضرت ابو عبیدہ نے کھڑی کر دانی تو بہت اونچا شتر اس کے پیچھے سے نکل گیا۔ اس کی آنکھ کے حلقہ میں منوں آٹا خمیر کیا کرتے تھے۔ صحابہ نے بعد معاودت (واپسی) کے مدینہ میں آپ سے اس مچھلی کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا کہ خدای تعالیٰ نے جو رزق تمہیں دیا ہے کھاؤ اور اگر کچھ اس میں سے باقی ہو تو مجھے بھی دو میں بھی کھاؤں۔ چنانچہ کچھ گوشت اس مچھلی کا حضور اقدس میں بھیجا اور آپ نے تناول فرمایا۔

۱) فصل بائیسویں غزوہ موتہ کے بیان میں

ایک فاسد کو آپ کے راہ میں شہر موتہ کے حاکم شمر جبیل نے قتل کیا وہ فاسد حارث بن عمر ازدی تھا۔ نامہ آپ کا حاکم بصری کو لیے جاتا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قاتل پر لشکر بھیجا۔ تین ہزار آدمی اور زید بن حارثہ کو امیر کیا اور فرمایا کہ اگر زید شہید ہو جاوے تو حضرت جعفر بن ابی طالب کو اور جو وہ شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ کو امیر بجزو اور جو وہ بھی شہید ہو جائیں تو مسلمان ایک کو مسلمانوں میں سے امیر کر لیں۔ ایک یہودی نے یہ سن کر کہا کہ انبیاء بنی اسرائیل میں سے کوئی اس طرح نام لیتا تھا تو وہ سب شہید ہوتے تھے۔

۱) شمر جبیل بضم شین معجبہ و فتح رومی مہملہ و سکون حائی مہملہ و کسر بای موحده یا ی ثناة
تختانیہ و لام نام مردے۔

سوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان میں بھی ویسا ہی ہوا۔ جب شکر وہاں پہنچا، دشمن نے بہت بڑا لشکر جمع کر لیا۔ لاکھ آدمی سے زیادہ اس کے پاس ہو گئے۔ مسلمانوں کو تردد ہوا اور پہلے مشورہ یہ ہوا کہ لڑائی میں توقف کریں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو واسطے بھیجنے مدد کے لکھیں پھر یہ بات قرار پائی کہ ہمارا لڑائی میں کچھ نقصان نہیں اگر مائے گئے تو شہید ہوں گے اور اگر فتح ہوگی تو عین مراد ہے۔ اور کفار کے مقابل ہونے اور لڑائی سخت کی اور داد مردانگی و شجاعت کی دی۔

پہلے حضرت زید بن حارثہ نشان نے کے بڑھے اور شہید ہوئے۔ پھر حضرت جعفر نے علم لیا اور اپنے ہاتھ میں ان کے علم تھا وہ کٹ گیا۔ تب انہوں نے علم اسلام بائیں ہاتھ میں تھا۔ وہ بھی کٹ گیا تب انہوں نے علم کندھوں اور بازوؤں کے زور سے تھا۔ آخر کار شہید ہوئے۔ اور علم حضرت عبداللہ بن رواحہ نے لیا، وہ بھی شہید ہوئے تب مسلمانوں نے خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کو امیر کیا اور ان کی حسن تدبیر اور شجاعت سے لڑائی میں فتح ہوئی۔ **ف** صحیح بخاری میں ہے کہ **حجاب** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوقت وقوع لڑائی کے حال بیان کر دیا تھا کہ زید نے نشان لیا اور شہید ہوئے پھر جعفر نے نشان لیا اور شہید ہوئے۔ پھر عبداللہ بن رواحہ نے نشان لیا اور شہید ہوئے، پھر ایک خدا کی تلوار نے نشان لیا اور فتح ہوئی۔ آپ یہ فرماتے جاتے تھے اور انہوں نے کبھوں سے جاری تھے۔ فقط اللہ جل جلالہ نے حجاب دور کر دیا تھا کہ مدینے میں بیٹھے ہوئے اپنے سو کوس سے زیادہ دور کا حال دیکھ کے بیان فرمایا **ف** پہلی امارت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کو اس لڑائی میں ملی اور تب ہی سے خطاب سید اللہ کا ملا اور حضرت جعفر کے حق میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ انہیں دو پر ملے ہیں۔ فرشتوں کے ساتھ اڑے پھرتے ہیں لقب ان کا جعفر طیار اسی سبب سے ہوا ہے۔ خدائے تعالیٰ کی راہ میں دونوں ہاتھ کٹے تھے اس کے بدلے میں انہیں پر ملے۔ آپ عبداللہ بن جعزہ کو لپکارتے تھے یا ابن ذوالجناحین اے بیٹے دو پر والے

کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن حضرت جعفر کے گھر کھانا بھیجا اور فرمایا کہ جعفر کے گھر کے آدمیوں کو سببِ عثم کے کھانا پکانے کا اتفاق نہ ہوا ہوگا۔ ان کے گھر کھانا بھیج دو اور تین دن تک ان کی تعزیت کے لیے مسجد میں بیٹھے۔

فصل تیسویں غزوہ فتح مکہ کے بیان میں

جب اللہ جل جلالہ کو منظور ہوا کہ مکہ فتح ہو کر شوکتِ عظیمہ اسلام کی ظاہر ہو اور کفرِ زلیاں ہو کر جزیرہ عرب سے نیست و نابود ہو جاوے سامان اس کا یہ ہوا کہ خزاعہ کہ عہد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صلح حدیبیہ میں ہو گئے تھے اور بنی بکر کہ عہد میں قریش کے ہو گئے تھے آپس میں لڑے اور زیادتی بنی بکر کی تھی کہ شبِ خونِ خزاعہ پر مارا اور بیس آدمی ان میں سے مارے گئے اور قریش نے ان کی خفیہ مدد کی بلکہ عکرمہ بن ابی جہل وغیرہ بعضے سردارِ خود بھی منہ چھپا کر مدد کو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی وقت باعلام الہی خبر ہوئی بلکہ خزاعہ کے رجز کہنے والے نے اسی وقت رات میں آپ کو پکارا اور آپ سے استغاثہ کیا اور مدد چاہی۔ آپ کو خدائے تعالیٰ نے اس کی آواز پہنچائی۔ آپ نے اس کا جواب دیا لبیک لبیک اور اس وقت آپ زمانے میں وضو کرنے تھے۔ حضرت مہمونہ نے جن کے حجرے میں آپ تھے لبیک آپ کا سن کر لوچھا کہ کس کے جواب میں آپ فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ راجز خزاعہ کا مجھے پکارتا ہے اور مجھ سے فریاد کرتا ہے کہ قریش نے بنو بکر کی مدد کی وہ ہم پر شبِ خون لائے اور آپ نے صبح کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ راتِ خزاعہ میں ایک بات ہوئی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا آپ کا

لے رجزِ بفتح را مہملہ و جیم و زای معجمہ وہ اشعار جو لڑائی کے وقت پڑھتے ہیں۔ ۱۲ منہ

گمان ہے کہ قریش عند سنی پر جو اس نے کیا ہے حالانکہ تلوار نے انہیں فنا کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ انہوں نے عند ذلک اس لیے کہ خدائے تعالیٰ کا ان میں ایک حکم ظاہر ہو۔ پھر مین دن کے بعد عمرو بن سالم خزاعی نے حضور اقدس میں پہنچ کر روبرو اصحاب کے سب حال نظم میں عرض کیا۔

حال بعد وقوع اس قصہ کے قریش کو ڈر ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کو جبر ہوگی تو بیشک فوج کشی کریں گے۔ اور ابوسفیان کو حضور اقدس میں بھیجا کہ حال دریافت کر آوے اور مدت صلح کی اور کچھ زیادہ کر لادے۔ ابوسفیان مدینہ کو گیا ام حبیبہ بیٹی ابوسفیان کی ازواج مطہرات میں تھیں پہلے ان کے پاس گیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بچھونے پر بیٹھنا چاہا۔ ام حبیبہ نے بچھونا لپیٹ دیا۔ ابوسفیان نے کہا کہ مجھے بچھونے پر بیٹھنے نہیں دیتی ہو۔

ام حبیبہ نے کہا کہ تم مشرک ہو نجاست مشرک سے بھرے ہوئے ہو۔ یہ بوری یا جناب سیدالطاہرین کے بیٹھنے کا ہے اس لیے لپیٹ دیا۔ ابوسفیان نے کہا کہ مجھ سے الگ ہونے کے بعد تیری خوب دل گئی ہے۔ ام حبیبہ نے کہا کہ خدائے تعالیٰ نے مجھے اسلام کی ہدایت کی ہے اور اے باپ تو سردار قوم کا ہے اور عقل کا دعویٰ کرتا ہے اور مسلمان نہیں ہو جاتا ہے اور پتھروں کو پوجتا ہے۔ ابوسفیان نے کہا کہ تعجب ہے کہ تو نے میری بے حرمتی کی اور مجھے کہتی ہے کہ باپ دادے

کا دین چھوڑ دو اور ناخوش ہو کے وہاں سے اٹھ آیا اور حضور اقدس میں جا کر تجدید عہد کے لیے گفتگو کی، آپ نے کچھ جواب نہ دیا۔ بعد ازیں حضرت ابو بکر سے جا کر اپنا مطلب کہا۔ حضرت ابو بکر نے عذر کیا اور کہا کہ میں اس باب میں گفتگو نہیں کر سکتا اور حضرت عمر نے اور حضرت فاطمہ نے بھی ایسا ہی جواب دیا۔ مگر حضرت علی کے مزاج میں ظرافت تھی جب ابوسفیان نے بہت مبالغہ کیا کہ کچھ تدبیر تباؤ، حضرت علی نے کہا کہ تم مسجد شریف میں آپ کے سامنے کھڑے ہو کے پکار کے کہہ دو کہ میں نے قریش کو امان دی، محمد صلی اللہ علیہ وسلم میری

امان نہ توڑیں گے تم بڑھے آدمی سردار قریش کے ہو اس طرح کہہ دو۔ ابوسفیان نے کہا کہ اگر میں ایسا کروں تو مفید ہوگا۔ حضرت علی نے کہا یہ میں نہیں جانتا جو بات میرے خیال میں آئی سو میں نے کہہ دی۔ ابوسفیان نے ویسا ہی کیا اور مسجد شریف میں جا کر اس طرح کہہ دیا بعد ازاں مکہ کو روانہ ہوا۔ وہاں پہنچنے کے بعد قریش سے سب حال بیان کیا سبھوں نے بہت نفرین کی اور کہا کہ نہ تو خبر صلح کی لایا کہ اطمینان ہوتا اور نہ خبر لڑائی کی لایا کہ تیاری کرتے اور حضرت علی نے تجھ سے ٹھٹھا کیا تھا اور تو نہ سمجھا ویسا ہی کر گزرا۔ مندرجہ ابوسفیان نے کہ بہت زبان دراز تھی بہت لعنت اور ملامت ابوسفیان کو کی۔

حال قصہ خط حاطب بن ابی بلتعہ | حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیاری لشکر کشی

کی مکہ پر فرمائی اور خبریں بند کر دیں کہ قریش کو آپ کے عزم کی خبر نہ ہو۔ اچانک ان کے سر پر جا پہنچیں۔ حاطب بن ابی بلتعہ نے ایک خط قریش کو لکھا اور آپ کے عزم کا حال اس میں تحریر کیا اور ایک عورت کو دیا کہ چپکے سے لے کے مکہ کو روانہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس حال سے آپ کو مطلع فرمایا۔ آپ نے حضرت علی اور زبیر اور مقداد رضی اللہ عنہم کو بلا کے فرمایا کہ جھپٹ کے جاؤ، مکہ کی راہ پر روضہ خاخ تک جاؤ وہاں ایک عورت مع خط کے جاتی ہے اُسے لے آؤ۔ یہ تینوں صاحب گھوڑے دوڑاتے روضہ خاخ تک کہ ایک جگہ مکہ کی راہ میں ہے پہنچے۔ وہاں ایک عورت ملی تلاشی میں اُس کے پاس کوئی خط نہ نکلا۔ حضرت علی نے تلوار نکال کر اس عورت کو دھمکایا اور کہا پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے جھوٹ خبر تو نہیں دی ہے۔ خط تیرے پاس ہے شک ہے اگر تو مجھے نہ دے گی تو میں تجھے ننگا کروں گا۔ تب اس نے سر کے بالوں

لے حاطب بجائی و طائی مہملہ و بای موحده بر وزن فاعل بن ابی بلتعہ بفتح بای موحده و سکون لام و فتح تائی ثناة فوقیہ و عین مہملہ و ہای ہوز نام صحابی است - ۱۲ سنہ ۷ھ

کے جوڑے میں سے خط نکال کے دیا۔ حضور اقدس میں لے آئے۔ اس خط میں لکھا تھا بنام سرداران قریش کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع لشکر جبار تمہ پر آتے ہیں اور اگر وہ تمہا بھی تم پر قصد کریں تو خدا نے تعالے ان کو تم پر غالب کرنا تم اپنی فکر کرو۔ آپ نے عاتب کو بلا کر حال پوچھا۔ انہوں نے اقرار کیا اور کہا کہ میں نے یہ کام براہ ارتداد نہیں کیا بلکہ وجہ اس کی یہ ہے کہ اور سب مہاجرین کی مکہ میں ایسی قرابت سے جس کی جہت (وجہ) سے قریش ان کے وہاں کے آثار و عیال و اطفال کی محافظت کریں گے اور یہ میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو فتح دے گا۔ میرے اس لکھنے سے کچھ ضرر نہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا سچ کہتا ہے حضرت عمر نے کہا اگر اجازت ہو تو اس منافق کی گردن ماروں آپ نے فرمایا کہ اے عمر یہ اہل بدر سے ہے اور تم نہیں جانتے ہو اے عمر! کہ اللہ تعالیٰ نے ایک توجہ خاص کی اہل بدر پر اور انہیں کہا اَعْمَلُوا مَا اَشْتُمُونَ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ یعنی جو تمہارے جی میں آئے کرو میں نے تمہیں بخش دیا یہ سن کر حضرت عمر پر رقت طاری ہوئی رونے لگے اور کہا کہ خدا اور خدا کا رسول خوب جانتا ہے اور آپ نے عاتب بن ابی بلتعہ کو رخصت کر دیا کچھ سزا نہ دی۔

حال آپ نے مع لشکر مہاجرین و انصار و دیگر قبائل عرب کے کوچ فرمایا بارہ ہزار آدمی شکر ظفر پیکر میں تھے اور کوچ بکوچ روانہ ہوئے۔ راہ میں حضرت عباس سے ملے کہ ہجرت کیے ہوئے آتے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عباس کی ہجرت آخری ہے جیسے میری نبوت آخری ہے اور حضرت عباس سے آپ نے فرمایا کہ اسباب مدینہ کو بھیج دو اور تم ساتھ چلو۔ جب قریب مکہ کے پہنچے منزل مَرَّ الظَّهْرَانِ میں آپ نے ارشاد کیا رات میں کہ ہر آدمی اپنے خیمے کے آگے آگ روشن کرے۔ عرب کا دستور تھا کہ لشکروں میں آگ روشن کیا کرتے

۱۔ کذا فی البخاری باب فضل من شہد بدر - ۱۲۰ ۲۔ مرانظران لفتح مہم و راہی مہملہ مشدودہ و لفتح طای معجمہ و سکون ہا و را مہملہ و الف و نون ایک بند کا نام ہے قریب مکہ کے ۱۲۰ -

تھے موافق اس کے آپ نے یہ حکم دیا۔ حضرت عباس نے خیال کیا کہ اگر ایک بار کی یہ لشکر مکے میں پہنچ گیا سب قریش تباہ ہو جائیں گے۔ لشکر سے نکل کر جانب مکہ روانہ ہوئے کہ کوئی اگر مل جائے تو زبانی اس کی قریش کو کہلا بھیجیں کہ اپنے بچاؤ کے واسطے کچھ صورت کر لیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رحمہم ہیں اگر تضرع و نیاز مندی پیش آو گے آپ رحم فرما دیں گے۔ ادھر سے ابوسفیان اور حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء اس طرف کو آتے تھے مکے کے لوگوں نے خبریں دریافت کرنے کو بھیجا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لشکر کشی کا انھیں خوف تھا مگر کچھ حال معلوم نہ تھا۔ جب پیشیہ مرانظران پر چڑھے آگ کی روشنی دیکھ کے متحیر ہوئے آپس میں گفتگو کرنے لگے۔ بدیل نے کہا کہ قبیلہ خزاعہ کی آگ ہے۔ ابوسفیان نے کہا ان کی جماعت اتنی نہیں ہے کہ اتنی آگ ان کے لشکر کی ہو۔ حضرت عباس وہاں پہنچے اور ان کی باتیں سنیں اور ابوسفیان کی آواز پہچان کر اس کو پکارا اور اس نے ان کو پہچانا اور حال پوچھا۔ حضرت عباس نے حال کہا بلکہ اُسے اپنے ساتھ لشکر میں لے گئے۔ ابوسفیان کو حضرت عمر نے دیکھ لیا چاہا کہ اُسے قتل کریں۔ حضرت عباس نے کہا کہ میں نے امان دی ہے۔ حضرت عمر حبیبیؓ کہ حضور اقدس سے اجازت قتل ابوسفیان کی لے لیں۔ حضرت عباس ابوسفیان کو لے کے پہلے پہنچے۔ حضرت عمر نے حضور میں پہنچ کر عرض کیا کہ یہ دشمن خدا ابوسفیان بے ایمان اور بے امان آتا ہے۔ حکم ہو تو اس کی گردن ماروں۔ حضرت عباس نے کہا کہ میں نے امان دی ہے۔ حضرت عباس اور حضرت عمر میں اس باب میں گفتگو ہونے لگی۔ آپ نے دونوں کو روک دیا اور حضرت عباس کو کہا کہ ابوسفیان کو لے کے اپنے خیمے میں رکھو صبح لے آئیو۔ صبح کو حضرت عباس ابوسفیان کو حضور اقدس میں لے کے گئے۔ آپ باخلاق پیش آئے۔ اور فرمایا کہ افسوس ابوسفیان اب تک تو نہیں اعتقاد کرتا کہ سوائے خدا کے اور کوئی

۱۔ حکیم بردن فعلی بن حزام بکسر حاذری معجمہ و بدیل بضم بائی موحده و تحتیہ و وال مملہ بصیغہ تصغیر
ورقاء بفتح وا و سکون را، و قاف بردن حمریہ دونوں صحابی بعد اس قصہ کے مسلمان ہو گئے۔

لائی پرستش کے نہیں۔ ابوسفیان نے کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ بڑے رحیم اور کریم ہیں۔ باوصف میری ایسی عداوت کے ایسی مہربانی فرماتے ہیں واقعی سوائے خدا کے اور کوئی نہیں نہیں تو ہماری مدد کرتا۔ آپ نے فرمایا کہ کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ تو میری تصدیق کرے۔ پیغمبری کی۔ ابوسفیان نے تامل کیا۔ حضرت عباس نے کہا کہ اب تامل کا وقت نہیں ایمان لاؤ نہیں تو عمر آ کے ابھی تمہارا سر کاٹ لے گا۔ ابوسفیان نے کہا:

”میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی

معبود نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ

اللہ کے رسول ہیں۔“

بعد ازیں آپ سے ابوسفیان رخصت ہو کے روانہ ہوئے۔ حضرت عباس نے عرض کیا مجھے خوف ہے کہ میں ابوسفیان مکے میں جا کے مرتد نہ ہو جاوے۔ آپ اُسے جانے نہ دیجئے اور سب لشکر اس کو دکھلایا جاوے کہ ہدایت اسلام کی اس کے دل میں سما جاوے۔ آپ نے فرمایا بہتر ہے، ابوسفیان کو کھڑھرا اور سارے لشکر کو اُسے دکھاؤ۔ حضرت عباس نے ابوسفیان کو پیچھے اس کے جا کر بلا لیا اور اُسے لے کے ایسی جگہ جا بیٹھے جہاں سب لشکر کا مرور ہوا۔ ابوسفیان کے سامنے رسالے سواروں کے اور غول سپاہیوں کے الگ الگ ساتھ اپنے اپنے امیروں کو لکھنے لگے۔ ابوسفیان کی آنکھیں کھل گئیں۔ حضرت عباس سے کہنے لگے کہ تمہارے بیٹے بڑے بادشاہ ہو گئے۔ حضرت عباس نے کہا کہ پیغمبری ہے یا بادشاہی۔ غرضیکہ ابوسفیان نے سب لشکر دیکھا۔ حضرت عباس نے بوقت اسلام ابوسفیان کے حضور اقدس میں عرض کیا تھا کہ ابوسفیان اپنی نمود اور ظہور سرداری کو بہت دوست رکھتا ہے کچھ اس کے لیے ایسی بات ارشاد ہو جاوے جس میں اس کا فخر ہو۔ آپ نے فرمایا مَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سَقِيَّانَ فَهُوَ مِنْ يَدِيعِي جوداغل ہوا ابوسفیان کے گھر اُسے مان ہے۔ اور آپ نے فرمایا جو مسجد

امان سے جو ہتھیار ڈال دے اُسے امان سے اور جو دروازہ اپنا بند کر لے اُسے امان سے۔ بعد ازیں موکب ہمایوں داخل مکہ ہوا اور فرمایا کہ جب تک کوئی لڑائی تم سے نہ کرے قتال نہ کرو۔ ایک جانب سے عکرمہ بن ابی جہل اور صفوان بن امیہ کچھ جماعت لے کر مقابل ہوئے۔ اس جانب لشکر حضرت خالد بن ولید کا تھا۔ انہوں نے اُن سے قتال کیا لڑائی سخت ہوئی۔ مسلمانوں نے مارتے مارتے قریب دروازہ مسجد حرام تک کافروں کو پہنچایا۔ چوبیس آدمی کافروں میں سے بیس بنی بکر کے اور چار بذیل کے مارے گئے اور دو مسلمان شہید ہوئے۔

حال ایک مسلمان عکرمہ کے ہاتھ سے شہید ہوا آپ نے یہ خبر سن کر تبسم فرمایا۔ اصحاب کو تعجب ہوا آپ نے وجہ تبسم یہ ارشاد فرمائی کہ قاتل اور مقتول کو دیکھا ساتھ بہشت میں چلے جاتے ہیں اس سے سامعین کا تعجب اور زیادہ ہوا۔ اس واسطے کہ عکرمہ کافر تھا اور کافر کا بہشت میں جانا محال اور عکرمہ کا مسلمان ہو جانا بہت دشوار جانتے تھے مگر آپ کی پیشین گوئی کے مطابق واقع ہوا۔ عکرمہ بعد ازیں مسلمان ہو گیا چنانچہ اس کا ذکر مشرح آوے گا۔

حال ابن عباس سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے حصنہ اقدس میں استغاثہ ہوا کہ خالد اہل مکہ کو قتل کیے ڈالتے ہیں۔ آپ نے ایک آدمی بھیجا کہ خالد سے کہہ دے اِرْفَعْ عَنْهُمْ السَّيْفَ یعنی تلوار قریش سے اٹھا لو، اس نے جا کے کہا ضَعُ فِيْهِمُ السَّيْفَ یعنی تلوار قریش میں رکھو۔ خالد رضی اللہ عنہ نے اور بھی قتل میں گرمی کی یہاں تک کہ ستر آدمی کافر قتل ہوئے۔ آپ نے خالد پر عتاب کیا اور سبب نہ ماننے حکم کا پوچھا۔ خالد نے عرض کیا کہ مجھے حکم ممانعت کا نہیں پہنچا بلکہ حکم قتل کا پہنچا تھا۔ آپ نے اُس شخص حکم لے جانے والے سے پوچھا اس نے کہا کہ راہ میں ایک شخص مہیب سر آسمان پر اور پاؤں زمین میں مجھے ملا اور اس کے ہاتھ میں ایک حربہ تھا۔ اس نے مجھ سے کہا تو یوں کہہ دے ضَعُ فِيْهِمُ السَّيْفَ یعنی قریش پر شمشیر زنی کرو نہیں تو میں تجھے

اس حربہ سے قتل کروں گا۔ مجھ پر ایسا رعب غالب ہوا کہ سوا اس بات کے کچھ نہ کہہ سکا معلوم ہوا کہ وہ شخص مہیب فرشتہ تھا اور منظور ایزدی یہ تھا کہ ستر آدمی مقتولان اُحد کے برابر قتل ہو جاویں اس لیے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بروز اُحد کے جب کہ حضرت حمزہ چچا آپ کے شہید ہوئے تھے کہا تھا کہ میں اگر قریش پر قابو پاؤں گا ستر آدمی ان میں سے قتل کروں گا۔ سو خدائے تعالیٰ نے آپ کی بات کو سچا کر دیا۔ یہ قصہ روضۃ الاحباب اور معارج النبوة میں سے ہے

حال ابوقت داخل ہونے لگے کہ آپ نے بنظر قواضع جناب ایزدی سر مبارک بہت جھکا دیا یہاں تک کہ کجاوے سے ریش مبارک لگ گئی یہ خیال کر کے کہ مکہ سے کس طرح نکلنے کا اتفاق ہوا تھا اور کس عظمت اور شوکت سے رب العزت نے داخل کیا اور ایک روایت میں سے کہ آپ نے پالان ہی پر سجدہ کیا۔

حال مکہ میں پہنچ کے ام ہانی بنت ابی طالب کے گھر میں جا کے غسل آپ نے فرمایا اور آٹھ رکعتیں چاشت کی نماز پڑھیں۔ ام ہانی نے عرض کیا کہ میرا بھائی علی فلانے کو قتل کیا چاہتا ہے اور میں نے اُسے امان دی ہے وہ حضرت ام ہانی کے شوہر کے اقارب میں سے تھا آپ نے فرمایا جسے تم نے امان دی اُسے میں نے امان دی۔

حال بڑے بڑے سردار قریش کے شہر حموڑ کے بھاگ گئے اور جو حاضر ہوئے ان کا قصور معاف ہوا اور آپ نے جان بخشی کی ان سے آپ نے پوچھا کہ تمہارا مجھ سے کیا گمان ہے میں تمہارے ساتھ کیا کروں گا۔ انہوں نے کہا کہ ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ برادر کریم ہیں ہمارے مالک ہوتے ہیں ہم پر رحم فرمائیں گے۔ آپ نے فرمایا تمہارے حق میں میں وہ کہتا ہوں جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا:

لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ط
لِيَغْفِرَ اللهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ

(پا: ۴: ۱۳)

یعنی تم پر آج کچھ ملامت نہیں بخشنے
تمہیں اللہ تعالیٰ اور وہ زیادہ رحم کرنے والا
ہے سب رحم کرنے والوں سے۔

حال اگر دکانہ کعبہ کے مشرکین نے میں سو ساٹھ بت رکھے تھے اور پاؤں اُن کے تیسے سے جا دیئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت وہاں تشریف لے گئے ایک لکڑی آپ کے ہاتھ میں تھی آپ یہ آیت پڑھتے تھے:

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ
إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

(پا: ۹۷)

اور لکڑی سے آپ بتوں کی طرف اشارہ فرماتے تھے سو جس کے منہ کی طرف اشارہ فرماتے تھے وہ بت چت گر پڑتا تھا اور جس کی پشت کی طرف آپ اشارہ فرماتے تھے وہ اونڈھا گر پڑتا تھا اسی طرح سب بت اکھڑا کھڑا کر گر پڑے اور تصویریں جو دیوا، کعبہ پر کھینچی تھیں اُن کو آپ نے چاہ زمزم سے پانی منگو کے دھلوا ڈالا۔ ان میں حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل کی جو تصویریں تھیں ان کے ہاتھوں میں تیرقمار کے بنا دیئے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ مشرکین خوب جانتے ہیں کہ ان دونوں پیغمبروں نے کبھی یہ کام نہیں کیا۔ براہ شراعت اُن کے ہاتھوں میں تیرقمار کی صورت بنا دی تھی۔ و یہ جو مشہور ہے کہ اونچے بتوں کے اتارنے کے لیے حضرت علی کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دوش مبارک پر چڑھایا۔ حضرت علی نے عرض کیا کہ آپ میرے کاندھوں پر سوار ہوں۔ فرمایا کہ تم بار نبوت نہ اٹھا سکو گے اور میں بار ولایت اٹھا لوں گا۔ سو مولانا شاہ محمد عبدالعزیز صاحب نے تحفہ انا عشریہ میں

لے شیعہ اس قصہ سے حضرت علی کی بڑی فضیلت پر استدلال کرتے ہیں اور سر مخفی کہتے ہیں حالانکہ بالکل وجہ جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی یعنی تم بار نبوت نہ اٹھا سکو گے اس سے سر مخفی جو شیعہ نے اپنے دل میں کھائے یعنی شائبہ الوصیت کا باطل تو ہے اور حضرت ابو بکر صدیق شب ہجرت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کندھوں پر سوار کر کے غار ثور تک لے گئے۔ پس افضلیت حضرت صدیق اکبر کی ثابت ہوئی کہ جو بار حضرت علی نہ اٹھا سکے وہ اٹھا سکے۔

لکھا ہے کہ جب بت اشارے سے کر پڑے تو اس بات کی کیا حاجت تھی اور یہ شاید
امر کعبہ کے اندر تہوں میں واقع ہوا ہو

حال جن کا خون بدر کیا گیا گیارہ مرد اور چھ عورتوں کا خون آپ نے بدر فرمایا
تھا یعنی جہاں پاؤ مار ڈالا۔ مرد قویہ میں عکرمہ بن ابی جہل، صعوان بن امیہ اور وحشی
قال حمزہ، عبد اللہ بن سعید بن ابی سرج، کعب بن زہیر اور ہبیر بن اسود اور عبد
بن زبیر و عبد العزی بن خطل اور مقیس بن صبابہ اور عاتق بن طلیطہ (الصبیغہ تصغیر)
اور حویرث بن نقید، یہ چار پھلے قتل ہوئے باقی سب اسلام لائے اور محفوظ رہے
اور عورتیں ایک منہتی زوجہ ابوسفیان اور قرینہ اور قرینہ اور سارا اور ام
سعیدہ چاروں پھلی قتل ہوئیں۔

حال عبد العزی بن خطل آکر کعبہ کے پرووں سے لپٹ گیا۔ لوگوں نے حضور پر
میں یہ حال عرض کیا۔ آپ نے فرمایا وہیں مار ڈالا۔ چنانچہ قتل کر ڈالا۔ اللہ جل جلالہ
نے اس دن حرم میں اجازت قتل کی آپ کو دی تھی لہذا آپ نے وہیں قتل کرنے
کا حکم دیا اور پہلے مدینہ میں آکر مسلمان ہو گیا تھا، آپ نے اس کا نام عبد اللہ رکھا
تھا پہلے عبد العزی تھا۔ آپ نے ایک قبیلہ کی زکوٰۃ لینے کو اس کو بھیجا تھا اس
سفر میں اس نے اپنے خدمت گار کو کھانا پکانے میں اس نے دیر کی تھی مار ڈالا
پھر اس ڈر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قصاص میں اسے قتل کریں گے مدینہ
نہ گیا اور زکوٰۃ کا مال لے کے مرتد ہو کے مکہ کو چلا گیا۔ سو آپ نے اس کا خون
بدر کیا تھا کہ مارا گیا۔

۱۔ بفتح ہای مہملہ و تشدید ہای موحده و الف و راء مہملہ ۲۔ زبیری بکسر زای موحده و فتح باء موحده و سکون مین مہملہ و ہای مہملہ و
آخر الف مقصودہ کذافی القاموس ۳۔ خطل بجای موحده و طای مہملہ کذافی القاموس ۴۔ مقیس بکسر مین و سکون مین مہملہ بن صبابہ
بضم صاد مہملہ و و ہای موحده کہ در میان الف است و و آخر کذافی القاموس ۵۔ بضم طای مہملہ اولی و بکسر ثانیہ
۶۔ قرینہ بفتح قاف و سکون رای مہملہ و فتح تائے ثناتہ فوقانیہ اور قرینہ بفتح و بالصبغہ تصغیر
کہ دونوں قرینیاں ابن خطن کی تھیں کذافی المعارف۔

حال مقیس بن صبابہ کا یہ جرم یہ تھا کہ اس کے بھائی ہشام کو ایک انصاری نے مشرک جان کے قتل کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیت دلوادی مقیس نے بعد لینے دیت کے انصاری کو قتل کیا اور مرتد سو کے بھاگ گیا، روز فتح ایک گوشے میں اور مشرکوں کے ساتھ شراب پی رہا تھا۔ نمیلہ بن عبد اللہ لیشی کو خبر ہوئی انہوں نے اُسے قتل کیا۔

حال حویرث بن لقیذ کو بھی حضرت علی نے قتل کیا گھر میں بیٹھ رہا تھا حضرت علی اس کے دروازے پر اُس کی تلاش کے لیے گئے۔ گھر میں سے کہا کہ جنگل کو گیا ہے۔ حضرت علی وہاں سے چلے آئے تب وہ گھر سے نکلا۔ حضرت علی کو مل گیا انہوں نے قتل کیا اور وہ شاعر تھا ہجو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا کرتا تھا اس لیے خون اس کا ہر ہوا تھا۔

حال عکرمہ بن ابی جہل کا یہ حال ہوا کہ وہ مکہ سے بھاگ گیا۔ ام جمیل اس کی جو رو مسلمان ہو گئی اور اُس نے حضور اقدس میں عرض کیا کہ عکرمہ کو امان ملے۔ آپ نے عکرمہ کو امان دی اور ام جمیل نے جا کر عکرمہ سے کہ وہ جہاز پر چڑھ کر ارادہ بھاگ جانے کا رکھتا تھا حال بیان کیا اس نے کمال تعجب کیا باوصف اپنی ایسی عداوت کے امان کو محال سمجھتا تھا اس نے کہا کہ میں ایسی ایذا میں آپ کو دیتا رہا اس پر بھی مجھے امان دی۔ ام جمیل نے کہا کہ آپ ایسے کریم اور رحیم ہیں کہ تعریف آپ کی نہیں ہو سکتی۔ عکرمہ ام جمیل کے ساتھ ہو گیا راہ میں عکرمہ نے ام جمیل سے ارادہ مباشرت کا کیا۔ ام جمیل نے نہ مانا اور کہا کہ تو مشرک ہے جب تک مسلمان نہ ہو تجھ سے صحبت حلال نہیں۔ عکرمہ نے حضور میں آکر براہ تعجب عرض کیا کہ یہ عورت کہتی ہے کہ آپ

۱۔ نمیلہ بن صبابہ تصغیر صحابی کذا فی القاموس ۲۔ حویرث بجائی حطی بلفظ تصغیر
بن لقیذ عارث بن لؤن تاف و نیز بلفظ تصغیر درج النبوة ۳۔ عکرمہ بکسر عین مہملہ و سکون کاف و
کسر راء مہملہ کذا فی القاموس۔ ۴۔ نہ رحمة اللہ تعالیٰ۔

نے مجھے امان دی ہے۔ آپ نے فرمایا سچ کہتی ہے میں نے تجھے امان دی ہے۔ عسکر نے کہا کہ اتنا علم سوائے پیغمبر کے کسی سے نہیں ہو سکتا اور اسی وقت مسلمان ہو گیا۔ پھر حضرت عسکر کمال مقبول ہوئے کہ قرآن مجید دیکھ کے انہیں حالت وجد ہوتی تھی کہنے لگتے تھے هَذَا كِتَابُ رَبِّي هَذَا كِتَابُ رَبِّي اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بارہ لشکر اپنی ابتدائی خلافت میں واسطے دفع فتنہ مرتدین اور قتال کفار کے جو مامور کیے تھے ان میں ایک لشکر کے سردار عسکر بھی تھے اور اسی عہد میں جنگ اجدادین میں شہید ہوئے۔

حال صفوان ابن امیہ کو آپ نے مہلت دی یہاں تک کہ عزہ حنین واقع ہوا اس لیے کہ آپ نے کچھ زر میں صفوان سے بطور عاریت لیں اور بعد فتح حنین کے کہ غنیمت بہت اہل اسلام کے ہاتھ آئی تھی اور ایک پہاڑ سارا غنیمت کی بھیر و اور بکریوں اور دنبوں سے بھرا ہوا تھا صفوان بن امیہ نے دیکھ کے تعجب کیا اور کہا کیا بہت مواشی۔ آپ نے فرمایا کہ سب کی سب میں نے تمہیں مہبت کی ہے اسی وقت صفوان مسلمان ہو گئے اور کہا کہ اتنی سخاوت سوائے نبی کے دوسرے سے نہیں ہو سکتی۔

حال وحشی ایک بارگی آ کے مسلمان ہو گیا اور قصور اس کا معاف ہو گیا اور بعض مورخین نے لکھا ہے کہ اس نے مہلت لی تھی۔ جب یہ آیت نازل ہوئی:

تو کہہ اے بندو میرے جنہوں نے ظلم کیا ہے اپنی جانوں پر نا امید نہ ہو رحمت خدا سے بیشک اللہ بخشتا ہے سب گناہوں کو وہی ہے بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے

قُلْ لِعِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ

(پ ۲۳۱ ع ۳۰)

۱۰ صفوان بفتح صا و مہلت و سکون فا۔ ۱۲ منہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۱

تب وحشی مسلمان ہوا اور حالتِ اسلام میں اس کے ہاتھ سے یہ بہت اچھا کام ہوا کہ مسیئہ کذاب جنس نے جھوٹا دعویٰ پیغمبری کا کیا تھا عہد ابو بکر صدیق میں اس کے ہاتھ سے مارا گیا۔

حال عبداللہ بن سعد بن ابی سرج کا قصور یہ تھا کہ وہ کاتب وحی تھا کبھی آخر آیات میں اس جنس کے کلمہ میں جیسے **وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ** یا **اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ**۔ اس نے تغیر و تبدل کی اور کبھی قبل اس کے کہ آپ ارشاد کریں۔ اس جنس کا کلمہ اس کی زبان پر گزر گیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہی لکھ تو اس نے لوگوں میں کہنا شروع کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر نہیں ہوتی میں جو چاہتا ہوں لکھ دیتا ہوں اور مجھ پر بھی وحی آتی ہے اور مرتد ہونے کے بھاگ گیا۔ **ف** علمی امور میں تجربہ سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ شاگرد اور سامعین کے دل پر استاد یا عالم کے افانے کا اثر اور عکس پڑتا ہے کہ قبل تبارنے کے ایک بات جو استاد یا عالم کو تبارنی منظور ہوتی ہے شاگرد یا سامع کے دل میں آجاتی ہے سو یہ معاملہ ابن سعد کا کہ بعضے کلمات اُس کی زبان پر جاری ہو گئے اسی طرح کا تھا مگر شیطان نے اُسے گمراہ کیا کہ وہ مرتد ہو گیا اور وہ رضائی بھائی حضرت عثمان کا تھا۔ حضرت عثمان اُسے اپنے ساتھ حضور اقدس میں لے آئے اور بمبالغہ تمام اس کی سفارش کی قصور اُس کا معاف ہوا اور اسلام اس کا قبول ہوا بعد ازیں جب وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا مارے شرم زمانہ ارتداد کے بھاگ جاتا۔ حضرت عثمان نے یہ حال حضور اقدس میں عرض کیا آپ نے فرمایا شراوے نہیں رو برو آیا کرے۔ حضرت عثمان کے عہد میں افریقیہ ان ہی عبداللہ بن سعد بن ابی سرج کے ہاتھ پر فتح ہوا وہ حاکم مصر تھے اور بعد شہادت حضرت عثمان کے واسطے بچنے کے مسلمان کے خون سے کسی طرف شریک نہ ہوئے۔

حال کعب بن زہیر کا یہ قصور تھا کہ اُس نے ہجو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

لے زہیر بن زہیر نے ہجو دہا درامی مہلہ صیفہ تصنیف ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ۱۵۲۳ ۱۵۲۴ ۱۵۲۵ ۱۵۲۶ ۱۵۲۷ ۱۵۲۸ ۱۵۲۹ ۱۵۳۰ ۱۵۳۱ ۱۵۳۲ ۱۵۳۳ ۱۵۳۴ ۱۵۳۵ ۱۵۳۶ ۱۵۳۷ ۱۵۳۸ ۱۵۳۹ ۱۵۴۰ ۱۵۴۱ ۱۵۴۲ ۱۵۴۳ ۱۵۴۴ ۱۵۴۵ ۱۵۴۶ ۱۵۴۷ ۱۵۴۸ ۱۵۴۹ ۱۵۵۰ ۱۵۵۱ ۱۵۵۲ ۱۵۵۳ ۱۵۵۴ ۱۵۵۵ ۱۵۵۶ ۱۵۵۷ ۱۵۵۸ ۱۵۵۹ ۱۵۶۰ ۱۵۶۱ ۱۵۶۲ ۱۵۶۳ ۱۵۶۴ ۱۵۶۵ ۱۵۶۶ ۱۵۶۷ ۱۵۶۸ ۱۵۶۹ ۱۵۷۰ ۱۵۷۱ ۱۵۷۲ ۱۵۷۳ ۱۵۷۴ ۱۵۷۵ ۱۵۷۶ ۱۵۷۷ ۱۵۷۸ ۱۵۷۹ ۱۵۸۰ ۱۵۸۱ ۱۵۸۲ ۱۵۸۳ ۱۵۸۴ ۱۵۸۵ ۱۵۸۶ ۱۵۸۷ ۱۵۸۸ ۱۵۸۹ ۱۵۹۰ ۱۵۹۱ ۱۵۹۲ ۱۵۹۳ ۱۵۹۴ ۱۵۹۵ ۱۵۹۶ ۱۵۹۷ ۱۵۹۸ ۱۵۹۹ ۱۶۰۰ ۱۶۰۱ ۱۶۰۲ ۱۶۰۳ ۱۶۰۴ ۱۶۰۵ ۱۶۰۶ ۱۶۰۷ ۱۶۰۸ ۱۶۰۹ ۱۶۱۰ ۱۶۱۱ ۱۶۱۲ ۱۶۱۳ ۱۶۱۴ ۱۶۱۵ ۱۶۱۶ ۱۶۱۷ ۱۶۱۸ ۱۶۱۹ ۱۶۲۰ ۱۶۲۱ ۱۶۲۲ ۱۶۲۳ ۱۶۲۴ ۱۶۲۵ ۱۶۲۶ ۱۶۲۷ ۱۶۲۸ ۱۶۲۹ ۱۶۳۰ ۱۶۳۱ ۱۶۳۲ ۱۶۳۳ ۱۶۳۴ ۱۶۳۵ ۱۶۳۶ ۱۶۳۷ ۱۶۳۸ ۱۶۳۹ ۱۶۴۰ ۱۶۴۱ ۱۶۴۲ ۱۶۴۳ ۱۶۴۴ ۱۶۴۵ ۱۶۴۶ ۱۶۴۷ ۱۶۴۸ ۱۶۴۹ ۱۶۵۰ ۱۶۵۱ ۱۶۵۲ ۱۶۵۳ ۱۶۵۴ ۱۶۵۵ ۱۶۵۶ ۱۶۵۷ ۱۶۵۸ ۱۶۵۹ ۱۶۶۰ ۱۶۶۱ ۱۶۶۲ ۱۶۶۳ ۱۶۶۴ ۱۶۶۵ ۱۶۶۶ ۱۶۶۷ ۱۶۶۸ ۱۶۶۹ ۱۶۷۰ ۱۶۷۱ ۱۶۷۲ ۱۶۷۳ ۱۶۷۴ ۱۶۷۵ ۱۶۷۶ ۱۶۷۷ ۱۶۷۸ ۱۶۷۹ ۱۶۸۰ ۱۶۸۱ ۱۶۸۲ ۱۶۸۳ ۱۶۸۴ ۱۶۸۵ ۱۶۸۶ ۱۶۸۷ ۱۶۸۸ ۱۶۸۹ ۱۶۹۰ ۱۶۹۱ ۱۶۹۲ ۱۶۹۳ ۱۶۹۴ ۱۶۹۵ ۱۶۹۶ ۱۶۹۷ ۱۶۹۸ ۱۶۹۹ ۱۷۰۰ ۱۷۰۱ ۱۷۰۲ ۱۷۰۳ ۱۷۰۴ ۱۷۰۵ ۱۷۰۶ ۱۷۰۷ ۱۷۰۸ ۱۷۰۹ ۱۷۱۰ ۱۷۱۱ ۱۷۱۲ ۱۷۱۳ ۱۷۱۴ ۱۷۱۵ ۱۷۱۶ ۱۷۱۷ ۱۷۱۸ ۱۷۱۹ ۱۷۲۰ ۱۷۲۱ ۱۷۲۲ ۱۷۲۳ ۱۷۲۴ ۱۷۲۵ ۱۷۲۶ ۱۷۲۷ ۱۷۲۸ ۱۷۲۹ ۱۷۳۰ ۱۷۳۱ ۱۷۳۲ ۱۷۳۳ ۱۷۳۴ ۱۷۳۵ ۱۷۳۶ ۱۷۳۷ ۱۷۳۸ ۱۷۳۹ ۱۷۴۰ ۱۷۴۱ ۱۷۴۲ ۱۷۴۳ ۱۷۴۴ ۱۷۴۵ ۱۷۴۶ ۱۷۴۷ ۱۷۴۸ ۱۷۴۹ ۱۷۵۰ ۱۷۵۱ ۱۷۵۲ ۱۷۵۳ ۱۷۵۴ ۱۷۵۵ ۱۷۵۶ ۱۷۵۷ ۱۷۵۸ ۱۷۵۹ ۱۷۶۰ ۱۷۶۱ ۱۷۶۲ ۱۷۶۳ ۱۷۶۴ ۱۷۶۵ ۱۷۶۶ ۱۷۶۷ ۱۷۶۸ ۱۷۶۹ ۱۷۷۰ ۱۷۷۱ ۱۷۷۲ ۱۷۷۳ ۱۷۷۴ ۱۷۷۵ ۱۷۷۶ ۱۷۷۷ ۱۷۷۸ ۱۷۷۹ ۱۷۸۰ ۱۷۸۱ ۱۷۸۲ ۱۷۸۳ ۱۷۸۴ ۱۷۸۵ ۱۷۸۶ ۱۷۸۷ ۱۷۸۸ ۱۷۸۹ ۱۷۹۰ ۱۷۹۱ ۱۷۹۲ ۱۷۹۳ ۱۷۹۴ ۱۷۹۵ ۱۷۹۶ ۱۷۹۷ ۱۷۹۸ ۱۷۹۹ ۱۸۰۰ ۱۸۰۱ ۱۸۰۲ ۱۸۰۳ ۱۸۰۴ ۱۸۰۵ ۱۸۰۶ ۱۸۰۷ ۱۸۰۸ ۱۸۰۹ ۱۸۱۰ ۱۸۱۱ ۱۸۱۲ ۱۸۱۳ ۱۸۱۴ ۱۸۱۵ ۱۸۱۶ ۱۸۱۷ ۱۸۱۸ ۱۸۱۹ ۱۸۲۰ ۱۸۲۱ ۱۸۲۲ ۱۸۲۳ ۱۸۲۴ ۱۸۲۵ ۱۸۲۶ ۱۸۲۷ ۱۸۲۸ ۱۸۲۹ ۱۸۳۰ ۱۸۳۱ ۱۸۳۲ ۱۸۳۳ ۱۸۳۴ ۱۸۳۵ ۱۸۳۶ ۱۸۳۷ ۱۸۳۸ ۱۸۳۹ ۱۸۴۰ ۱۸۴۱ ۱۸۴۲ ۱۸۴۳ ۱۸۴۴ ۱۸۴۵ ۱۸۴۶ ۱۸۴۷ ۱۸۴۸ ۱۸۴۹ ۱۸۵۰ ۱۸۵۱ ۱۸۵۲ ۱۸۵۳ ۱۸۵۴ ۱۸۵۵ ۱۸۵۶ ۱۸۵۷ ۱۸۵۸ ۱۸۵۹ ۱۸۶۰ ۱۸۶۱ ۱۸۶۲ ۱۸۶۳ ۱۸۶۴ ۱۸۶۵ ۱۸۶۶ ۱۸۶۷ ۱۸۶۸ ۱۸۶۹ ۱۸۷۰ ۱۸۷۱ ۱۸۷۲ ۱۸۷۳ ۱۸۷۴ ۱۸۷۵ ۱۸۷۶ ۱۸۷۷ ۱۸۷۸ ۱۸۷۹ ۱۸۸۰ ۱۸۸۱ ۱۸۸۲ ۱۸۸۳ ۱۸۸۴ ۱۸۸۵ ۱۸۸۶ ۱۸۸۷ ۱۸۸۸ ۱۸۸۹ ۱۸۹۰ ۱۸۹۱ ۱۸۹۲ ۱۸۹۳ ۱۸۹۴ ۱۸۹۵ ۱۸۹۶ ۱۸۹۷ ۱۸۹۸ ۱۸۹۹ ۱۹۰۰ ۱۹۰۱ ۱۹۰۲ ۱۹۰۳ ۱۹۰۴ ۱۹۰۵ ۱۹۰۶ ۱۹۰۷ ۱۹۰۸ ۱۹۰۹ ۱۹۱۰ ۱۹۱۱ ۱۹۱۲ ۱۹۱۳ ۱۹۱۴ ۱۹۱۵ ۱۹۱۶ ۱۹۱۷ ۱۹۱۸ ۱۹۱۹ ۱۹۲۰ ۱۹۲۱ ۱۹۲۲ ۱۹۲۳ ۱۹۲۴ ۱۹۲۵ ۱۹۲۶ ۱۹۲۷ ۱۹۲۸ ۱۹۲۹ ۱۹۳۰ ۱۹۳۱ ۱۹۳۲ ۱۹۳۳ ۱۹۳۴ ۱۹۳۵ ۱۹۳۶ ۱۹۳۷ ۱۹۳۸ ۱۹۳۹ ۱۹۴۰ ۱۹۴۱ ۱۹۴۲ ۱۹۴۳ ۱۹۴۴ ۱۹۴۵ ۱۹۴۶ ۱۹۴۷ ۱۹۴۸ ۱۹۴۹ ۱۹۵۰ ۱۹۵۱ ۱۹۵۲ ۱۹۵۳ ۱۹۵۴ ۱۹۵۵ ۱۹۵۶ ۱۹۵۷ ۱۹۵۸ ۱۹۵۹ ۱۹۶۰ ۱۹۶۱ ۱۹۶۲ ۱۹۶۳ ۱۹۶۴ ۱۹۶۵ ۱۹۶۶ ۱۹۶۷ ۱۹۶۸ ۱۹۶۹ ۱۹۷۰ ۱۹۷۱ ۱۹۷۲ ۱۹۷۳ ۱۹۷۴ ۱۹۷۵ ۱۹۷۶ ۱۹۷۷ ۱۹۷۸ ۱۹۷۹ ۱۹۸۰ ۱۹۸۱ ۱۹۸۲ ۱۹۸۳ ۱۹۸۴ ۱۹۸۵ ۱۹۸۶ ۱۹۸۷ ۱۹۸۸ ۱۹۸۹ ۱۹۹۰ ۱۹۹۱ ۱۹۹۲ ۱۹۹۳ ۱۹۹۴ ۱۹۹۵ ۱۹۹۶ ۱۹۹۷ ۱۹۹۸ ۱۹۹۹ ۲۰۰۰ ۲۰۰۱ ۲۰۰۲ ۲۰۰۳ ۲۰۰۴ ۲۰۰۵ ۲۰۰۶ ۲۰۰۷ ۲۰۰۸ ۲۰۰۹ ۲۰۱۰ ۲۰۱۱ ۲۰۱۲ ۲۰۱۳ ۲۰۱۴ ۲۰۱۵ ۲۰۱۶ ۲۰۱۷ ۲۰۱۸ ۲۰۱۹ ۲۰۲۰ ۲۰۲۱ ۲۰۲۲ ۲۰۲۳ ۲۰۲۴ ۲۰۲۵ ۲۰۲۶ ۲۰۲۷ ۲۰۲۸ ۲۰۲۹ ۲۰۳۰ ۲۰۳۱ ۲۰۳۲ ۲۰۳۳ ۲۰۳۴ ۲۰۳۵ ۲۰۳۶ ۲۰۳۷ ۲۰۳۸ ۲۰۳۹ ۲۰۴۰ ۲۰۴۱ ۲۰۴۲ ۲۰۴۳ ۲۰۴۴ ۲۰۴۵ ۲۰۴۶ ۲۰۴۷ ۲۰۴۸ ۲۰۴۹ ۲۰۵۰ ۲۰۵۱ ۲۰۵۲ ۲۰۵۳ ۲۰۵۴ ۲۰۵۵ ۲۰۵۶ ۲۰۵۷ ۲۰۵۸ ۲۰۵۹ ۲۰۶۰ ۲۰۶۱ ۲۰۶۲ ۲۰۶۳ ۲۰۶۴ ۲۰۶۵ ۲۰۶۶ ۲۰۶۷ ۲۰۶۸ ۲۰۶۹ ۲۰۷۰ ۲۰۷۱ ۲۰۷۲ ۲۰۷۳ ۲۰۷۴ ۲۰۷۵ ۲۰۷۶ ۲۰۷۷ ۲۰۷۸ ۲۰۷۹ ۲۰۸۰ ۲۰۸۱ ۲۰۸۲ ۲۰۸۳ ۲۰۸۴ ۲۰۸۵ ۲۰۸۶ ۲۰۸۷ ۲۰۸۸ ۲۰۸۹ ۲۰۹۰ ۲۰۹۱ ۲۰۹۲ ۲۰۹۳ ۲۰۹۴ ۲۰۹۵ ۲۰۹۶ ۲۰۹۷ ۲۰۹۸ ۲۰۹۹ ۲۱۰۰ ۲۱۰۱ ۲۱۰۲ ۲۱۰۳ ۲۱۰۴ ۲۱۰۵ ۲۱۰۶ ۲۱۰۷ ۲۱۰۸ ۲۱۰۹ ۲۱۱۰ ۲۱۱۱ ۲۱۱۲ ۲۱۱۳ ۲۱۱۴ ۲۱۱۵ ۲۱۱۶ ۲۱۱۷ ۲۱۱۸ ۲۱۱۹ ۲۱۲۰ ۲۱۲۱ ۲۱۲۲ ۲۱۲۳ ۲۱۲۴ ۲۱۲۵ ۲۱۲۶ ۲۱۲۷ ۲۱۲۸ ۲۱۲۹ ۲۱۳۰ ۲۱۳۱ ۲۱۳۲ ۲۱۳۳ ۲۱۳۴ ۲۱۳۵ ۲۱۳۶ ۲۱۳۷ ۲۱۳۸ ۲۱۳۹ ۲۱۴۰ ۲۱۴۱ ۲۱۴۲ ۲۱۴۳ ۲۱۴۴ ۲۱۴۵ ۲۱۴۶ ۲۱۴۷ ۲۱۴۸ ۲۱۴۹ ۲۱۵۰ ۲۱۵۱ ۲۱۵۲ ۲۱۵۳ ۲۱۵۴ ۲۱۵۵ ۲۱۵۶ ۲۱۵۷ ۲۱۵۸ ۲۱۵۹ ۲۱۶۰ ۲۱۶۱ ۲۱۶۲ ۲۱۶۳ ۲۱۶۴ ۲۱۶۵ ۲۱۶۶ ۲۱۶۷ ۲۱۶۸ ۲۱۶۹ ۲۱۷۰ ۲۱۷۱ ۲۱۷۲ ۲۱۷۳ ۲۱۷۴ ۲۱۷۵ ۲۱۷۶ ۲۱۷۷ ۲۱۷۸ ۲۱۷۹ ۲۱۸۰ ۲۱۸۱ ۲۱۸۲ ۲۱۸۳ ۲۱۸۴ ۲۱۸۵ ۲۱۸۶ ۲۱۸۷ ۲۱۸۸ ۲۱۸۹ ۲۱۹۰ ۲۱۹۱ ۲۱۹۲ ۲۱۹۳ ۲۱۹۴ ۲۱۹۵ ۲۱۹۶ ۲۱۹۷ ۲۱۹۸ ۲۱۹۹ ۲۲۰۰ ۲۲۰۱ ۲۲۰۲ ۲۲۰۳ ۲۲۰۴ ۲۲۰۵ ۲۲۰۶ ۲۲۰۷ ۲۲۰۸ ۲۲۰۹ ۲۲۱۰ ۲۲۱۱ ۲۲۱۲ ۲۲۱۳ ۲۲۱۴ ۲۲۱۵ ۲۲۱۶ ۲۲۱۷ ۲۲۱۸ ۲۲۱۹ ۲۲۲۰ ۲۲۲۱ ۲۲۲۲ ۲۲۲۳ ۲۲۲۴ ۲۲۲۵ ۲۲۲۶ ۲۲۲۷ ۲۲۲۸ ۲۲۲۹ ۲۲۳۰ ۲۲۳۱ ۲۲۳۲ ۲۲۳۳ ۲۲۳۴ ۲۲۳۵ ۲۲۳۶ ۲۲۳۷ ۲۲۳۸ ۲۲۳۹ ۲۲۴۰ ۲۲۴۱ ۲۲۴۲ ۲۲۴۳ ۲۲۴۴ ۲۲۴۵ ۲۲۴۶ ۲۲۴۷ ۲۲۴۸ ۲۲۴۹ ۲۲۵۰ ۲۲۵۱ ۲۲۵۲ ۲۲۵۳ ۲۲۵۴ ۲۲۵۵ ۲۲۵۶ ۲۲۵۷ ۲۲۵۸ ۲۲۵۹ ۲۲۶۰ ۲۲۶۱ ۲۲۶۲ ۲۲۶۳ ۲۲۶۴ ۲۲۶۵ ۲۲۶۶ ۲۲۶۷ ۲۲۶۸ ۲۲۶۹ ۲۲۷۰ ۲۲۷۱ ۲۲۷۲ ۲۲۷۳ ۲۲۷۴ ۲۲۷۵ ۲۲۷۶ ۲۲۷۷ ۲۲۷۸ ۲۲۷۹ ۲۲۸۰ ۲۲۸۱ ۲۲۸۲ ۲۲۸۳ ۲۲۸۴ ۲۲۸۵ ۲۲۸۶ ۲۲۸۷ ۲۲۸۸ ۲۲۸۹ ۲۲۹۰ ۲۲۹۱ ۲۲۹۲ ۲۲۹۳ ۲۲۹۴ ۲۲۹۵ ۲۲۹۶ ۲۲۹۷ ۲۲۹۸ ۲۲۹۹ ۲۳۰۰ ۲۳۰۱ ۲۳۰۲ ۲۳۰۳ ۲۳۰۴ ۲۳۰۵ ۲۳۰۶ ۲۳۰۷ ۲۳۰۸ ۲۳۰۹ ۲۳۱۰ ۲۳۱۱ ۲۳۱۲ ۲۳۱۳ ۲۳۱۴ ۲۳۱۵ ۲۳۱۶ ۲۳۱۷ ۲۳۱۸ ۲۳۱۹ ۲۳۲۰ ۲۳۲۱ ۲۳۲۲ ۲۳۲۳ ۲۳۲۴ ۲۳۲۵ ۲۳۲۶ ۲۳۲۷ ۲۳۲۸ ۲۳۲۹ ۲۳۳۰ ۲۳۳۱ ۲۳۳۲ ۲۳۳۳ ۲۳۳۴ ۲۳۳۵ ۲۳۳۶ ۲۳۳۷ ۲۳۳۸ ۲۳۳۹ ۲۳۴۰ ۲۳۴۱ ۲۳۴۲ ۲۳۴۳ ۲۳۴۴ ۲۳۴۵ ۲۳۴۶ ۲۳۴۷ ۲۳۴۸ ۲۳۴۹ ۲۳۵۰ ۲۳۵۱ ۲۳۵۲ ۲۳۵۳ ۲۳۵۴ ۲۳۵۵ ۲۳۵۶ ۲۳۵۷ ۲۳۵۸ ۲۳۵۹ ۲۳۶۰ ۲۳۶۱ ۲۳۶۲ ۲۳۶۳ ۲۳۶۴ ۲۳۶۵ ۲۳۶۶ ۲۳۶۷ ۲۳۶۸ ۲۳۶۹ ۲۳۷۰ ۲۳۷۱ ۲۳۷۲ ۲۳۷۳ ۲۳۷۴ ۲۳۷۵ ۲۳۷۶ ۲۳۷۷ ۲۳۷۸ ۲۳۷۹ ۲۳۸۰ ۲۳۸۱ ۲۳۸۲ ۲۳۸۳ ۲۳۸۴ ۲۳۸۵ ۲۳۸۶ ۲۳۸۷ ۲۳۸۸ ۲۳۸۹ ۲۳۹۰ ۲۳۹۱ ۲۳۹۲ ۲۳۹۳ ۲۳۹۴ ۲۳۹۵ ۲۳۹۶ ۲۳۹۷ ۲۳۹۸ ۲۳۹۹ ۲۴۰۰ ۲۴۰۱ ۲۴۰۲ ۲۴۰۳ ۲۴۰۴ ۲۴۰۵ ۲۴۰۶ ۲۴۰۷ ۲۴۰۸ ۲۴۰۹ ۲۴۱۰ ۲۴۱۱ ۲۴۱۲ ۲۴۱۳ ۲۴۱۴ ۲۴۱۵ ۲۴۱۶ ۲۴۱۷ ۲۴۱۸ ۲۴۱۹ ۲۴۲۰ ۲۴۲۱ ۲۴۲۲ ۲۴۲۳ ۲۴۲۴ ۲۴۲۵ ۲۴۲۶ ۲۴۲۷ ۲۴۲۸ ۲۴۲۹ ۲۴۳۰ ۲۴۳۱ ۲۴۳۲ ۲۴۳۳ ۲۴۳۴ ۲۴۳۵ ۲۴۳۶ ۲۴۳۷ ۲۴۳۸ ۲۴۳۹ ۲۴۴۰ ۲۴۴۱ ۲۴۴۲ ۲۴۴۳ ۲۴۴۴ ۲۴۴۵ ۲۴۴۶ ۲۴۴۷ ۲۴۴۸ ۲۴۴۹ ۲۴۵۰ ۲۴۵۱ ۲۴۵۲ ۲۴۵۳ ۲۴۵۴ ۲۴۵۵ ۲۴۵۶ ۲۴۵۷ ۲۴۵۸ ۲۴۵۹ ۲۴۶۰ ۲۴۶۱ ۲۴۶۲ ۲۴۶۳ ۲۴۶۴ ۲۴۶۵ ۲۴۶۶ ۲۴۶۷ ۲۴۶۸ ۲۴۶۹ ۲۴۷۰ ۲۴۷۱ ۲۴۷۲ ۲۴۷۳ ۲۴۷۴ ۲۴۷۵ ۲۴۷۶ ۲۴۷۷ ۲۴۷۸ ۲۴۷۹ ۲۴۸۰ ۲۴۸۱ ۲۴۸۲ ۲۴۸۳ ۲۴۸۴ ۲۴۸۵ ۲۴۸۶ ۲۴۸۷ ۲۴۸۸ ۲۴۸۹ ۲۴۹۰ ۲۴۹۱ ۲۴۹۲ ۲۴۹۳ ۲۴۹۴ ۲۴۹۵ ۲۴۹۶ ۲۴۹۷ ۲۴۹۸ ۲۴۹۹ ۲۵۰۰ ۲۵۰۱ ۲۵۰۲ ۲۵۰۳ ۲۵۰۴ ۲۵۰۵ ۲۵۰۶ ۲۵۰۷ ۲۵۰۸ ۲۵۰۹ ۲۵۱۰ ۲۵۱۱ ۲۵۱۲ ۲۵۱۳ ۲۵۱۴ ۲۵۱۵ ۲۵۱۶ ۲۵۱۷ ۲۵۱۸ ۲۵۱۹ ۲۵۲۰ ۲۵۲۱ ۲۵۲۲ ۲۵۲۳ ۲۵۲۴ ۲۵۲۵ ۲۵۲۶ ۲۵۲۷ ۲۵۲۸ ۲۵۲۹ ۲۵۳۰ ۲۵۳۱ ۲۵۳۲ ۲۵۳۳ ۲۵۳۴ ۲۵۳۵ ۲۵۳۶ ۲۵۳۷ ۲۵۳۸ ۲۵۳۹ ۲۵۴۰ ۲۵۴۱ ۲۵۴۲ ۲۵۴۳ ۲۵۴۴ ۲۵۴۵ ۲۵۴۶ ۲۵۴۷ ۲۵۴۸ ۲۵۴۹ ۲۵۵۰ ۲۵۵۱ ۲۵۵۲ ۲۵

کی اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کی تھی پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر سن کے اپنے بھائی کو واسطے دریافت حال کے بھیجا تھا وہ آ کے بسبب سابقہ معرفت کے حضرت ابو بکر صدیق سے ملا اور ان کی ہدایت سے حضور اقدس میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا۔ کعب کو یہ بات ناگوار ہوئی کہ بغیر میرے مشورے کے کیوں مسلمان ہو گیا اور کچھ اشعار لکھ بھیجے ان میں سے ایک بیت یہ ہے۔

شعر:

سَقَاكَ أَبُو بَكْرٍ بِكَاسٍ رَدِيَّةٍ | فَانْهَلَكَ الْمَأْمُورُ مِنْهَا وَعَمَّاكَ

پلایا تجھے ابو بکر نے بڑا پیالہ پھر سیراب کیا تجھے مامور نے اس سے اور مکرر دیا مامور محاورے میں اس شخص کو کہتے ہیں جن سے رابطہ ہو اور جن کا امر اسے پہنچے۔ یہ کہنا یہ کیا تھا اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپ نے خون اس کا ہر فرمایا تھا بعد نفع مکہ ہاتھ نہ آیا۔ جب آپ مدینہ رونق افروز ہوئے بقصد مدینہ روانہ ہوا۔ دن کو چھپ رہا تھا رات کو چلتا۔ آپ مسجد شریف میں تشریف رکھتے تھے ایک بار کی مسجد کے دروازے پر اڑٹنی بٹھا کر اس نے کہا میں کعب بن زہیر ہوں

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ

اور حضور کو قصیدہ بانٹ سعاد جو نعمت میں لکھا تھا سنایا۔ آپ خوش ہوئے اور ردائے (چادر) مبارک صلے میں عنایت فرمائی۔ قصیدہ کے اس شعر میں شعر

إِنَّ الرَّسُولَ لَسَيْفٌ يُسْتَضَاءُ بِهِ | مَهْنَدٌ مِّنْ سَيُوفِ الْجَنْدِ مَسْلُوكِ

آپ نے اصلاح فرمائی سیف کی جگہ لنور کر دیا اور سیوف الہند کی جگہ سیوف اللہ کر دیا اور آپ نے کعب سے پوچھا کہ یہ شعر تیرا ہی ہے۔ شعر

سَقَاكَ أَبُو بَكْرٍ بِكَاسٍ رَدِيَّةٍ | فَانْهَلَكَ الْمَأْمُورُ مِنْهَا وَعَمَّاكَ

اس نے براہ ذہانت دو حرف اس شعر میں ایسے بدل دیئے جس سے یہ شعر بھوکا نہ رہا بلکہ مدح کا ہو گیا۔ کہا میں نے ردیہ وال سے نہیں کہا ہے بلکہ داؤ سے کہا ہے بمعنی خوش گوار اور مامور نہیں کہا ہے بلکہ مامون کہا ہے یعنی وہ شخص کہ اناستار

ہیں۔ خدا کی وحی میں آپ کعب کی رند حویلی اور تودت ذہن سے بہت راہنوی
 ہوئے۔ منقول یہ ہے کہ حضرت معاویہ اپنے یہ مخلصیت میں اس نذر دینار
 کعب کو روئے مبارک کی قیمت کے دیتے تھے۔ انہوں نے نہ بھی اور کہا تبرک
 آنحضرت صلی اللہ وسلم کا میں ہرگز نہ بیچوں گا بعد وفات ان کی اولاد سے امیر معاویہ
 نے بیس ہزار دینار کو روئے مبارک خرید لی۔

حال | ہبتار بن اسود کا جرم یہ تھا کہ جب بی بی زینب صا حجابی کو ان کے
 شوہر ابوالعاص نے بموجب وعدہ کے مکہ سے مدینہ کو ہودج میں بٹھا کر ساتھ لورایا
 اور مسلمہ بن اسلم کے کہ حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لینے گئے تھے روانہ
 کیا۔ ہبتار نے ساتھ چند اوباش قریش کے راہ میں پہنچ کے ایک نیزہ بی بی زینب
 کے مارا اور وہ ایک پتھر پر گر پڑیں اور حمل ان کا ساقط ہوا اور وہ بیمار ہو کے اسی
 صدمے سے مر گئیں اس لیے آپ نے خون اس کا ہر کر رکھا تھا۔ ایام فتح میں
 مکے میں نہ ملا بعد مراجعت حضور اقدس کے مدینہ کو آپ ایک دن اصحاب
 میں بیٹھے تھے کہ ایک بارگی ہبتار نے آ کے چلا کے کہا کہ میں مقرر باسلام آیا
 ہوں اور مسلمان ہو گیا اور آپ نے اس کا قصور معاف فرمایا۔

حال | مہند عورتوں میں شامل ہونے کے آ کے مسلمان ہو گئی اور اس نے عرض
 کیا کہ میرا یہ حال تھا کہ سب سے زیادہ آپ کو دشمن رکھتی تھی اب سب سے
 زیادہ آپ کو دوست رکھتی ہوں۔ آپ نے فرمایا اور بھی محبت زیادہ ہو جائے
 گی اور مہند نے گھر میں جا کے جتنے بت تھے توڑ ڈالے اور کہا کہ میں تمہارے
 فریب میں تھی اور حضور اقدس میں دو بکری کے بچے بطور ہدیہ بھیجے اور عذر
 کہلا بھیجا کہ میرے پاس بکریاں کم ہیں۔ آپ نے اس کی بکریوں کے لیے دعائے
 برکت کی۔ بکریاں اس کی بہت زیادہ ہو گئیں۔ مہند کہتی تھی کہ یہ برکت جناب

۱۔ ہبتار بفتح با و تشدید موحدہ درائی مہلہ در آخر کذنی ملارج۔ ۱۲۰

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔

حال قرینا اور قریبہ دونوں لوندیاں ابن خطل کی ارنب مولات یعنی لوندی آزاد کی

ہوئی اس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو گایا کرتی تھیں۔ اس لیے خون ان کا

بدر ہوا۔ قرینا بھاگ گئی تھی لوگوں نے اس کے لیے امان آپ سے مانگی وہ

حاضر ہو کر مسلمان ہو گئی اور قریبہ اور ارنب ماری گئیں اور سارا بنی مطلب کی مولا

تھی وہ حضرت علی کے ہاتھ سے قتل ہوئی اور ام سعد کا حال اتنا ہے کہ وہ بھی ماری

گئی کچھ حال اس کا کہ کون تھی اور کیا اس کا جرم تھا اور کس نے قتل کیا نہیں لکھا۔

حال ایام رونق افروزی مکہ میں آپ نے ایک دن کعبہ معظمہ کے اندر داخل

ہونے کا قصد کیا۔ عثمان بن طلحہ سے کنجی طلب کی وہ لے کے آئے آپ کعبہ میں

داخل ہوئے۔ حضرت عباس نے درخواست کی کہ سقایہ حاجیوں کا مجھ سے

متعلق ہے کنجی بھی مجھے عنایت ہو حضرت علی نے بھی درخواست کنجی کی خدیجہ

تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ اَنْ تَوَدُّوا
الْاٰمَنَاتِ اِلٰى اٰهْلِهَا

”خدا تعالیٰ حکم کرتا ہے کہ ادا کرو امانتیں
امانت والوں کو“

(پ: ۴۵: ۵)

آپ نے کنجی عثمان کو دے دی اور فرمایا کہ لو ہمیشہ کے لیے نہ لے گا کوئی تم میں

سے مگر ظالم مطابق اس پیشین گوئی کے کنجی خانہ کعبہ کی خاندان عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ

میں اب تک چلی آتی ہے۔ عثمان کے اولاد نہ تھی انہوں نے کنجی اپنے بھائی شیبہ

کو بوقت وفات دی شیبہ کی اولاد میں وہ کنجی رہی لہذا صاحب مفتاح شیبی کہلاتا

ہے اور آپ نے عثمان کو اس وقت وہ قصہ یاد دلایا کہ قبل ہجرت آپ نے

ایک مرتبہ عثمان سے کعبہ کے کھولنے کو کہا تھا اس نے نہ مانا تھا آپ نے فرمایا تھا

لہ کذائی الدرر النبوة ۱۲ منہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کہ ایک دن یہ کنجی میرے ہاتھ میں ہوگی جسے چاہوں گا دوں گا۔ عثمان نے کہا کہ اُس دن قریش بہت ذلیل ہو جائیں گے جو ایسی بات ہوگی۔ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ قریش کو اس دن بڑی عزت حاصل ہوگی سو مطابق اس پیشینگوئی کے واقع ہوا۔

فصل چوبیسویں غزوہ حنین کے بیان میں

بعد فتح مکہ کے غزوہ حنین ہوا۔ حنین ایک جگہ کا نام ہے نواح طائف میں آپ وہاں کے کفار پر کہ بقصد جنگ جمع ہونے نکلے تھے لشکر لے گئے بارہ ہزار آدمی لشکر سپاہیوں میں تھے۔ جب کفار مجتمع ہوئے سب مویشی و سامان لے کے نکلے تھے کسی نے یہ بات حضرت اعلیٰ میں عرض کی تھی۔ آپ نے فرمایا سب غنیمت ہوگی مسلمانوں کی انشاء اللہ تعالیٰ سو ویسا ہی ہوا سردار کفار کا عوف بن مالک تھا اول جنگ میں مقابلہ ہوتے ہی مسلمان تنگ جگہ میں تھے اور قبیلہ ہوازن کے کفار مقابلین تھے بے طرح تیر بربلائے۔ اکثر لوگوں کے پاؤں اٹھ گئے آپ بغلہ شہیا یعنی دلدل پر سوار تھے اُسے آپ نے بڑھایا اور آپ بطور رجز کے یہ فرماتے تھے

أَنَا لَنْبِيٌّ لَا كَذِبُ | أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَلِّبِ

میں نبی ہوں بے شک | بیٹا عبدالمطلب کا ہوں

اور ابوسفیان بن حارث ابن عم آپ کے ساتھ تھے وہ بغلے کی باگ تھامے تھے یکبارگی بڑھ نہ جاوے حضرت عباس عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہاں تھے اُن سے آپ نے ارشاد کیا کہ صحابہ کو پکارو۔ انہوں نے مہاجرین انصار سمرہ کر کے پکارا۔ چونکہ بیعت رضوان درخت سمرہ کے تلے ہوئی تھی لہذا ان سب بیعت رضوان والے اصحاب سمرہ کہلاتے ہیں۔ سب لوگ اُن کی آواز پر پھرے اور حملہ سخت کیا کہ کافروں نے شکست پائی اور فتح عظیم مسلمانوں کی ہوئی۔ خدی تعالیٰ

نے فرشتے بھی مسلمانوں کی مدد کو بھیجے تھے اور آپ نے اس غزوہ میں بھی ایک مٹھی خاک اور کھریوں کی بے کے کافروں کے لشکر کی طرف پھینک ماری تھی اور فرمایا تھا شَاهَتِ السُّجُوَّةِ یعنی بڑے ہوئے یہ منہ۔ اس خاک کے پہنچنے ہی کافروں پر اور صورتِ شکست نمودار ہوئی۔ **ف**۔ بعض مسلمانوں کے دل میں یہ خیال آیا تھا کہ ہمیشہ ہماری جماعت قلیل ہوتی تھی اور کفار کی جماعت کثیر پر غالب آتی تھی اب ہماری جماعت کثیر اور کفار قلیل ہیں اور فی الحقیقت کفار کم تھے صرف چار ہزار تھے۔ یہ بات خدائی تعالیٰ کو ناپسند ہوئی اور ابتداء میں جو پاؤں اٹھ گئے تھے اس کی یہ وجہ تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مدد کی۔ قرآن مجید میں۔

وَسَوْفَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ
كَثْرَتَكُمْ (آج: ع ۱۰) | اور مدد کی اللہ تعالیٰ نے تمہاری بروز
حنین جب گھمٹ میں ڈالا تمہیں تمہاری کثرت نے۔
میں ذرا ہی تھا تا ہے غنیمت بے شمار از قبیل مویشی وغیرہ اہل اسلام کے ہاتھ
آئی۔ جب بڑی بے سے ایک پہاڑ سارا بھر گیا تھا وہ سب آپ نے صفوان
بن یوسف غنابت فرمایا کہ سبب اُس کے اسلام کا ہوا چنانچہ اوپر ذکر ہوا۔
حال غزوہ اوطاس کا | غزوہ اوطاس بھی وہیں واقع ہوا۔ کفار حنین
سے بھانکے کے مجتمع ہوئے تھے حملہ لشکر ظفر پیکر سے انہوں نے شکست پائی
پھر آپ نے قلعہ طائف کا محاصرہ کیا اُس میں عوف بن مالک ساتھ مشرکان
سوازن اور لقبیہ کے تھا اور پہلے سے ایک برس کا سامان اس قلعہ میں رکھ
لیا تھا۔ پندرہ روز محاصرہ کیے رہے تھے پھر آپ نے خواب میں دیکھا کہ ایک
بڑا پیالہ دودھ کا آپ کے سامنے ہے۔ ایک مرغ نے آ کے چونچ اس میں
ماری اور وہ دودھ گرا دیا۔ آپ نے حضرت ابو بکر صدیق سے
بسیان کیا۔ انہوں نے اس کی تعبیر میں یہ عرض کیا کہ یہ قلعہ بھی
فتح ہوگا۔ آپ نے فرمایا درست ہے اور آپ اس قلعہ پر سے اٹھ

آئے بعد ازیں وہ قلعہ خود بخود فتح ہو گیا اور عوف بن مالک آ کے مسلمان ہو گیا سارے
ہوازن مسلمان ہو گئے اور عوف کو آپ نے امیر کیا اس نے مقابلہ کر کے ثقیف
کو بھی مسلمان کیا۔

حال غنائم صحین وغیرہ سے آپ نے نو مسلمانان قریش کو بہت کچھ دیا بعضے نوجوانان
انصار کہ حقیقت امر کو نہیں سمجھتے تھے اس باب میں گفتگو کرنے لگے کہ اموال غنائم
قریش کو ملتے ہیں اور اب تک ہماری تلواریں قریش کے خون سے ٹپکتی ہیں آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی آپ نے سب انصار کو ایک خیمہ میں جمع کیا اور ان
سے کہا کہ تمہاری یہ باتیں مجھے پہنچی ہیں انہوں نے عرض کیا کہ ہم میں سمجھ والوں
نے تو ایسی بات نہیں کہی نوجوانوں نو عمروں نے البتہ کچھ کچھ کہا ہے۔ آپ نے
اپنے احسانات ان پر شمار کیے کہ میں نے تمہیں ہدایت کی اور شرک سے نکال
کر طریقی حق پر لایا اور لائق دخول جنت کے کیا اور تمہیں عزت دی اس جنس کے
امورات آپ نے شمار کیے انصار نے عرض کیا بجا ہے آپ نے فرمایا کہ تم
یہ کہو کہ ہم نے تمہیں اپنے گھر میں جگہ دی اور تمہاری مدد کی اور اس جنس کی بایا
ارشاد کیں پھر آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ نئے مسلمان ہوئے ہیں۔ مناسب معلوم
ہوا کہ ان کی تالیف کی جائے اور عدیے انہیں بہت پہنچے تھے اس لیے میں نے
ان کو اموال دیئے اور تم راضی نہیں ہو اس بات سے کہ لوگ اپنے گھر اموال
لے کے جاویں اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر اپنے گھر جاؤ سب
انصار نے عرض کیا کہ ہم راضی ہیں بعد ازیں آپ نے عزیمت مدینے کی فرمائی۔

۱) فصل پیکسیوں و فود کے بیان میں

عظمت خانہ کعبہ کی عرب کے دل میں بہت تھی اور تھوڑے دن قصہ اصحاب
فیل کو گزرے تھے لہذا عرب کا یہ اعتقاد تھا کہ اہل باطل کعبہ پر غالب آویں گے

بعد فتح مکہ کے سب عرب کو اعتقاد اسلام کا ہوا اور فوج فوج اہل عرب اسلام میں داخل ہوئے اور قریات اور قبائل کے لوگ مسلمان ہو گئے کچھ آدمی حضور اقدس میں واسطے سکھنے شریع اسلام کے بھیج دیتے وہ لوگ جو حضور میں حاضر ہوتے تھے وفد کہلاتے تھے۔ وفد وفد کی جمع ہے جس سال میں وفد بکثرت آئے یعنی سلسلہ وہ عام وفد کہلاتا تھا آپ وفد کی بہت خاطر کرتے اور توقیر و تواضع ٹھہراتے اور جائزے یعنی انعام دیتے اور رخصت کرتے۔

حال مسیلمہ کذاب | مسیلمہ کذاب جسے جھوٹا دعویٰ پیغمبری کا کیا تھا وہ

بھی ساتھ وفد بنی حنیفہ کے مدینہ آیا تھا اس کے ساتھی مسلمان ہو گئے اس نے جہاں ٹھہرا تھا وہیں سے آپ کو کہلا بھیجا کہ بعد اپنے مجھے خلیفہ کر دیں وہاں آپ گئے آپ کے ہاتھ میں ایک شلخ درخت خرما کی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ اگر یہ شلخ مجھ سے مانگے گا تو بھی نہ دوں گا اور جو خدا نے تعالیٰ نے تیرے لیے مقرر کیا ہے وہ ملے گا نہیں اور جو تو میرے بعد رہے گا تو خدا نے تعالیٰ نے تجھے ہلاک کرے گا اور ایک شخص تھا اسود عنسی اس نے دعویٰ پیغمبری کا کیا تھا۔ آپ نے خواب میں دیکھا کہ کنگن سونے کے آپ کے دونوں ہاتھ میں پڑے ہیں اور آپ کو گراں معلوم ہوئے اور آپ کو الہام ہوا کہ ان پر پھونک مارو آپ نے پھونک ماری وہ دونوں اڑ کے جاتے رہے۔ آپ نے صحابہ سے خواب بیان فرما کر تعبیر یہ فرمائی کہ دونوں کنگن سے مراد یہ دونوں کذاب ہیں۔ پیامہ والا یعنی مسیلمہ اور یمن والا یعنی اسود۔ ان دونوں کو اللہ تعالیٰ برباد کرے گا۔ **۵** وجہ اس تعبیر کی علمائے محققین نے یہ لکھی ہے کہ سونا صورت نیت دنیا کی ہے ان دونوں کی غرض دعویٰ نبوت سے حصول دنیا تھی لہذا اس

۱۔ بنی حنیفہ بفتح مای مہلہ و کسبہ نون یای تھانیہ و فتح فاد عا در آخر ایک قبیلہ ہے ملک یامہ میں۔
 ۲۔ عنسی نسبت ہے طرف عنس کے لور عنس بفتح مین مہلہ و سکون نون و سین مہلہ در خرقب ہے یزید بن مالک ابن عود کا جواپ۔ ایک قبیلہ تھا یمن میں کذا فی القانوں۔ ۱۰۰

صورت میں نظر آئے اور آپ کے تصرفات عامہ کو دیکھنا چاہتے تھے اور ہاتھ آگے
تصرف سے لہذا بشکل کنگن بھاری کے ہاتھوں میں معلوم ہوئے۔ اور آپ کی
پیشین گوئی کے مطابق ہوا۔ اسود آپ کے سامنے ہی مارا گیا۔ یمن کے بعض بلاد میں
اس نے دخل کر لیا تھا۔ فیروز ایک صحابی تھے انہوں نے اس کی زوجہ سے کہ مسلمان
اور بنت عم فرورز کی تھی اور بچہ اسود کے پاس تھی موافقت کی اور ایک دن اس
کے مکان کی پشت سے نقب لگا کے اُسے قتل کیا۔ قتل کے وقت اس نے بہت
زور سے آواز کی۔ باہر سے دروازے کے پہرہ والوں نے پوچھا کہ کیسی آواز ہے
اس کی زوجہ نے کہا کہ تمہارے پیغمبر پر وحی آئی ہے اس کی آواز ہے۔ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی روز مدینہ میں اسود کے قتل کی خبر دی اور مسلمانوں نے بہت
قوت پائی ایک لاکھ آدمی بلکہ زیادہ اس کے ساتھ ہو گئے۔ حضرت ابو بکر صدیق کے
عہد میں لشکر خالد بن ولید سے بدست وحشی قتل ہوا۔

فصل چھٹیوں غزوة تبوک کے بیان میں

منجملہ غزوات مشہورہ غزوة تبوک ہے۔ تبوک ایک جگہ کا نام ہے اطراف
شام میں لشکر ہالیوں وہاں جا کے ٹھہرا تھا لہذا یہ غزوة تبوک کہلاتا ہے اور غزوة
عسره بھی کہتے ہیں۔ اس لیے کہ تکلیف کے دنوں میں تیاری اس جہاد کی ہوئی تھی
سبب اس کا یہ ہوا کہ آپ کو خبر پہنچی کہ ہرقل بادشاہ روم آپ پر لشکر لایا چاہتا
ہے آپ کو مناسب معلوم ہوا کہ خود اس پر لشکر لے جاویں۔ قبائل عرب کو کہلا
بھیجا۔ بہت آدمی جمع ہوئے۔ تیس ہزار آدمی اس غزوة میں ہمراہ حضور معلیٰ تھے اور
آپ کی عادت تھی کہ غزم جہاد کو چھپایا کرتے تھے مگر اس غزوة میں بائیں جہت کہ

لے تبوک بفتح تائی فوقانیہ و منم بائی موحدہ ۱۱۷ نہ ۱۱۷ ہرقل کبیر باد فتح رائے مہلہ و سکون قاف و لام و راء

سند ووردہ اور ہوتہ کر می کا تھا لوگ مطلع ہو کے اچھی طرح سامان کر لیں صاف حال
 عزم فرمایا تھا اور لوگوں کو ترغیب دی کہ سامان اس غزوہ کا ہر شخص بقدر استطاعت
 حضور میں جمع کرے اور فرمایا جو اس لشکر کا سامان کر دے اُس کے لیے جنت
 ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس معاملہ میں بھی جنت حاصل کی اور اتنا
 بہت مال دیا کہ جناب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بہت راضی ہوئے۔ کہتے ہیں کہ
 تیس ہزار آدمی لشکر میں تھے اس میں سے بیس ہزار کا سامان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
 نے کر دیا تھا اور آپ نے فرمایا میں عثمان سے راضی ہوں یا اللہ تو بھی راضی ہو
 اور بھی فرمایا کہ عثمان کو کوئی عمل بعد آج کے ضرر نہ کرے گا۔

حال حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیشہ ابو بکر مجھ پر امور خیر
 میں غالب رہا کرتے تھے۔ زمانہ تجہیز غزوہ تبوک میں مجھے دسترس خوب تھی میں
 یہ سمجھا کہ اس مرتبہ میں غالب ہوں گا اپنے سب مال میں سے آدھا حضور
 اقدس میں لے گیا۔ آپ نے پوچھا کہ عیال و اطفال کے لیے کیا چھوڑا۔ میں نے
 کہا، آدھا۔ اتنا ہی ابو بکر صدیق سب مال اپنا لے آئے۔ آپ نے پوچھا کہ لڑکے
 بالوں کے لیے کیا رکھا ہے۔ انہوں نے کہا، خدا اور خدا کا رسول۔ آپ نے فرمایا
 مَا بَيْنَكُمْ مَابَيْنَ كَلِمَاتِكُمْ اِيعْنِي فَرَقَ تَمَّ دُونُوں كے درجوں میں ایسا ہے جیسا تم
 دونوں کے کلموں میں یعنی ابو بکر صدیق نے عیال کے لیے خدا اور رسول کو بتایا
 اور حضرت عمر نے مال کو اور ظاہر ہے کہ دونوں باتوں میں بڑا فرق ہے حضرت
 عمر کہتے ہیں کہ میں نے ابو بکر سے کہا کہ میں تم پر کبھی غالب نہ ہوں گا۔

حال حضرت علی کو آپ نے مدینے میں بٹھرنے کو فرمایا۔ انہوں نے عرض
 کیا کہ آپ مجھے عورتوں اور لڑکوں میں چھوڑے جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ
 تم راضی نہیں ہوتے ہو کہ تم میرے لیے مانند ہارون علیہ السلام کے موسیٰ علیہ السلام
 سے مگر پیغمبر بعد میرے نہیں ہے یعنی جیسے کوہ طور پر جلتے وقت حضرت
 موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون کو بنی اسرائیل پر ناسب کیا تھا ایسے ہی میں

اس سفر میں تمہیں نائب کیے جانا ہوں۔

حال آپ مع لشکر عظیم کہ تیس ہزار آدمی تھے موضع بوک میں پہنچ کے متوقف ہوئے اور ہرقل نے مارے ڈر کے کہ آپ کو پیغمبر برحق سمجھتا تھا اور ہر رخ نہ کیا۔ آپ نے اطراف و جوانب میں لشکر بھیجے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو مع چار سو تیس سواروں کے اوپر اکیڈر حاکم و دومتہ الحمد للہ کے بھیجا اور فرمایا کہ تم اُسے نیل گائے کے شکار میں پکڑ لو گے سو ایسا ہی ہوا کہ جس وقت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اُس کے قلعہ کے تلے پہنچے وہ قلعہ سے اتر آیا سبب یہ ہوا کہ وہ قلعہ کے اوپر تھا چاندنی رات تھی ایک بارگی ایک نیل گائے نے دیوار قلعہ سے بدن اپنا رگڑنا شروع کیا۔ اُکیدر کو نیل گائے کے شکار کا بہت شوق تھا بقصد شکار نیل گائے کے اتر اچھائی بھی اس کا ساتھ تھا وہ مارا گیا اور اُکیدر گرفتار ہو گیا خالد رضی اللہ عنہ اسے حضور اقدس میں لے آئے آپ نے اسے چھوڑ دیا اور کچھ نذرانہ اس نے مقرر کر دیا اور بعضوں نے لکھا ہے کہ پھر اُکیدر مسلمان ہو گیا۔

حال ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ پیچھے لشکر سے رہ گئے تھے ان کا اونٹ تھک گیا تھا پیادہ یا اسباب ضروری کندھے پر لاد کے روانہ ہوئے دور سے بوک میں ایک شخص نظر پڑا جب پاس آیا معلوم ہوا کہ ابوذر ہیں۔ آپ نے جب وہ حاضر ہوئے مرحبا کہا اور فرمایا خدا رحمت کرے ابوذر کو کہ اکیلا چلا آتا ہے اور اکیلا ہی زندگی کرے گا اور اکیلا ہی مرے گا سو مطابق اس واقعہ کے ہوا کہ عبد عثمان رضی اللہ عنہ میں ابوذر رضی اللہ عنہ گاؤں ربنذہ میں الگ ہو کے جا رہے تھے اور تنہا سرے اور کوفہ سے ایک جماعت مسلمین اتفاقاً وہاں آگئی اور ان کی تجہیز و تکفین کی۔

۱۔ اُکیدر بیدال درائی معین بیضہ تصغیر ۱۲۱ نہ ۱۱۲ دومتہ الحمد للہ بضم وال مہلہ و سکون وا و فتح
میم و نیم و وال مہلہ ثانیہ و لام و در آخر نام موضعی کنانی القاموس ۱۲۱ نہ ۱۱۲ ابوذر بفتح ذال معجم درائی مہلہ مشدود
در آخر صحابی جلیل القدر ہیں۔ کنانی القاموس ۱۲۱ نہ ۱۱۲ غفار کسبر فین معجم و فتح نا و دای مہلہ و در آخر نام ایک قبیلہ کا ہے
۲۔ ربنذہ بفتح راء مہلہ و بای مہلہ و ذال معجم نام ایک جگہ کا ہے قریب مدینہ کے جہاں حضرت ابوذر مدفون ہیں۔ کنانی

حال اب تک میں آپ نے دو مہینے اقامت فرمائی پھر صحابہ سے استشارہ فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ صلاح ہوئی کہ آپ کا رعب اور دبدبہ ہر قتل پر ہو گیا اور وہ لڑنے کو مارے ڈر کے نہ آیا اب فی الحال اور بڑھنے کی ضرورت نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی یہی رائے ہوئی اور مدینہ کو معاودت (واپسی) فرمائی۔

حال ابو ہریرہ ایک بڑا مفسد قوم خزرج میں سے تھا اس نے پھلی کٹی پڑھی تھیں اور نصرانی ہو گیا تھا۔ پہلے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر اہل مدینہ سے بیان کرتا تھا جب آپ مدینہ میں پہنچے بسبب حسد اور اغوائے شیطان کے مسلمان نہ ہوا اور عداوت میں آپ کی سرگرم رہا۔ بعد غزوہ بدر کے بھاگ گیا اور قریش کے ساتھ ہونے کے جنگ احد میں آیا اور سب سے پہلے تیر مسلمانوں پر اسی نے چلایا پھر روم کو چلا گیا اس لیے کہ لشکر بادشاہ روم کا آپ پر چڑھا لائے یہ صورت نہ بنی اس نے مدینہ میں پھر آنا چاہا اور منافقان مدینہ کو کہلا بھیجا کہ ایک مسجد بنادیں میں اس میں بیٹھ کر تعلیم و تلقین کروں گا۔ اور مشورت کے لیے جگہ ہوگی قبل تشریف لے جانے آپ کے منافقین متصل مسجد قبا کے وہ مسجد بنوا چکے تھے حضور اقدس میں آ کے مستعدی ہوئے کہ آپ اس میں چل کے نماز پڑھیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں اب جہاد کو جاتا ہوں وہاں سے پھر کے دیکھا جائے گا جب انہوں نے خبر معاودت (واپسی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنی۔ کچھ لوگ ان میں سے پہنچے اور عرض کیا کہ ہم نے جو مسجد بنائی ہے آپ پہلے وہاں چل کے نماز پڑھیں تاکہ برکت ہو۔ عرض یہ تھی کہ اس پہلے سے اس مسجد کی رونق ہو جاوے۔ اللہ جل جلالہ نے آیہ **وَالَّذِينَ آمَنُوا وَآمَسَّجِدًا أَحْسَنًا رَأَدُوا** (۲۴)

لے خزرج بفتح خاء معجمه وسكون زاي معجمه وفتح راي مہلہ وجم در آخر نام ایک قبیلہ کا ہے انصار میں سے کذافی القاموس ۱۲۱ نہ لے قبا بضم قاف وفتح بائی موعده بدوہم بقصر نام ایک جگہ ہے، قریب مدینہ کے کذافی القاموس ۱۲۱ نہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

نازل فرمائی اور ان کے مکہ سے مطلع کیا مطابق اُس کے اپنے اُس مسجد کو کھڑا
ڈالا اور جلا دیا اور اللہ جل جلالہ نے مسجد قبا کی اور اُس کے نمازیوں کی تعریف
نازل فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اس میں ایسے لوگ ہیں کہ پاکیزہ رہنے کو دوست رکھتے
ہیں اور خدائے تعالیٰ پاکیزہ رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

حال تین اصحاب مخلصین کا کہ غزیرہ سے رہ گئے | تین شخص اصحاب مخلصین
میں سے بھی رہ گئے تھے حضرت کعب بن مالک کہ یہ بدری نہ تھے مگر بیعت عقبی
میں جو انصار نے پہلے ہجرت سے مکہ میں آیام حج میں کی تھی اور سبب ہجرت
مدینہ کو وہی بیعت ہوئی تھی حاضر تھے اور اس بیعت کی بڑی فضیلتیں ہیں حتیٰ کہ
صحیح بخاری میں حضرت کعب سے روایت ہے کہ اگرچہ فضیلت بدر کی بہت
مشہور ہے لیکن بیعت عقبی میں حاضر کی ایسی ہے کہ باوصف اُس کے اگر حضور
بدر مجھے حاصل نہ ہوا تو مجھے کچھ رنج نہیں اور دو صحابی بدری تھے ایک کا نام ہلال
بن امیہ تھا اور ایک کا مرادہ بن ربیع ان تینوں شخصوں نے بوقت معاورد (واپسی)
آپ کے صاف صاف کہہ دیا کہ ہیں کچھ عذر نہ تھا، ویسے ہی سبب شامت نفس
کے رہ گئے۔ حدیث کعب بن مالک میں کہ صحیح بخاری میں ہے یہ قصہ مفصل مذکور
ہے بقول حاجی رفیع الدین خان صاحب مراد آبادی مولف سلول کیسب بذکر
الجیب کے وہ قصہ مذاق ایمان میں مزہ دار سے لہذا مطابق حدیث مذکور
کے جیسا کہ یاد سے لکھا جاتا ہے حضرت کعب بن مالک کہتے ہیں کہ جن دنوں
آپ غزوہ تبوک کو تشریف لے جاتے تھے میں صحیح و سالم تھا اور فراغت مالی
بھی خوب رکھتا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم بھی صاف سنا دیا
تھا کہ تبوک کی طرف قصد ہے مگر میں نے یہی خیال کر رکھا تھا کہ اب سامان
کر کے چل دوں گا اور سامان چلنے کا نہ ہوا یہاں تک کہ آپ روانہ ہو گئے یہ

۱۔ مرادہ بن الربیع بضم مہم درائین مہلتین مفتوحین کذافی الباری ۱۲۔

مجھے یہی خیال ہوتا تھا کہ اب چل کے مل جاؤں گا یہاں تک کہ لشکر دوز نکل گیا تو
 سوائے ضعف کے یا ایسے شخص کے جو متمم بہ نفاق تھے اور کوئی نظر نہ آتا طبیعت
 سخت گھبرائی۔ آپ نے لشکر میں ایک دن میرا حال پوچھا۔ ایک شخص نے کہا کہ
 اپنے کپڑوں کی و صنعاری دیکھنے میں رہ گیا اور معاذ بن جبل نے کہا کہ وہ ایسا
 نہیں سے اور میری نلکے جمیل کی۔ ایک دن میں گھرا آیا میری بیبیوں نے
 انگور کی ٹٹینوں میں چھڑکاؤ کر کے میرے لیے دوپہر کے سونے کی جگہ تیار کی تھی۔
 میں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو گرمی اور لو میں ہیں اور میں ایسی جگہ
 سوؤں ہیں وہاں نہ سویا اور بڑی مشکل سے دن کٹتے تھے جب خبر آپ کی معاذ
 (دوپہری) کی سنی میں زیادہ گھبرایا۔ حیران تھا کہ کیسے منہ دکھلاؤں گا یہاں تک کہ
 آپ رونق افروز مدینہ کے ہوئے۔ دل میں طرح طرح کے منصوبے آئے آخر
 یہی ٹھانی کہ سوائے سچ کے نہ کہوں گا۔ حضور اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ نے پوچھا
 میں نے صاف صاف عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ عذر نہ تھا نہ
 بیمار تھا نہ بمقدور مگر رہ گیا حضور کے ساتھ نہ گیا۔ آپ نے کہا کہ تم ٹھہر جیسا
 کہ خدا نے تعالیٰ تمہارے باب میں حکم فرمادے کیا جاوے گا۔ میں ہاں سے
 رخصت ہوا آیا اور منافقین نے جھوٹے اور عذر حیلے کیے ان سے آپ نے
 کچھ نہ کہا۔ لوگوں نے مجھے ملامت کی اور کہا کہ اگر تم بھی کوئی عذر بنا کر کہہ دیتے
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عذر سن لیتے دیکھو جنہوں نے عذر کیا سب کا عذر
 سن لیا یہاں تک مجھے بہکایا کہ باعث ہوئے اس بات کے کہ میں حضور اقدس
 میں حاضر ہو کے پہلی بات کو بدلوں اور کوئی جھوٹا عذر بیان کروں پھر میں
 نے پوچھا کہ اور کسی کا بھی میرا سا حال ہوا ہے۔ ان دونوں صحابیوں بدلیوں
 کا نام لوگوں نے لیا۔ میں نے کہا کہ وہ دونوں آدمی اچھے ہیں میں ان ہی کے ساتھ

لہ معاذ بضم میم وفتح عین مہملہ و ذال معجم ۱۲ منہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

ہوں جو ہونا ہو یہ ہو میں اب بات نہ بدلوں گا۔ آپ نے فرمایا کہ ان تینوں آدمیوں سے کوئی ہم کلام نہ ہو۔ سب نے بولنا ہم سے چھوڑ دیا۔ میرے دونوں ساتھی تو میرے گھر بیٹھے رہتے نکلنے بیٹھتے نہ تھے۔ میں جو ان آدمی تھا مکان سے نکلتا اور مسجد شریف میں جا کے آپ کے ساتھ نماز پڑھتا اور سلام کرتا آپ جواب چلا کے تو نہیں دیتے تھے معلوم نہیں کہ آہستہ بھی جواب دیتے تھے یا نہیں۔ میں لب ہائے مبارک کو بوقت سلام خیال کرتا کہ آپ نے ہلائے یا نہیں اور میں نماز آپ کے متصل پڑھتا اور چھپی نگاہ سے آپ کی طرف دیکھتا سو جب میں نماز کی طرف متوجہ ہوتا تو آپ میری طرف دیکھتے اور جب میں آپ کی طرف دیکھتا آپ منہ پھیر لیتے ایک دن میں بازار کی طرف چلا جاتا تھا بادشاہ غستان کا بھیجا ہوا آدمی مجھے تلاش کرتا تھا لوگوں نے میرا نشان دیا اس نے لا کے اس بادشاہ کا خط مجھے دیا اس میں لکھا تھا کہ میں نے سنا ہے کہ تمہارے صاحب نے تمہیں علیحدہ کر دیا ہے اور تم سے ناخوش ہیں سو تم تو ایسے آدمی نہیں ہو کہ کوئی تم سے ناخوش ہو اگر تم ہمارے پاس چلے آؤ تو تمہاری بہت خاطر کریں اور تمہیں بہت خوش رکھیں خط پڑھ کر مجھے بہت رنج ہوا اور میں نے کہا الہی میری یہاں تک نوبت پہنچی کہ کافر مجھے بلاتا ہے اور میرے ایمان میں طمع رکھتا ہے اور میں نے تو میں اس خط کو ڈال دیا اور کچھ جواب خط کا نہ لکھا۔ سبحان اللہ کیا ایمان کامل صحابہ رضی اللہ عنہم کا تھا کہ حالت رنج و تکلیف میں بھی خوب ثابت قدم رہتے تھے۔ حضرت کعب کہتے ہیں کہ پھر آپ کا حکم پہنچا کہ تم تینوں آدمیوں میں سے زوجہ کسی کے پاس نہ رہے۔ میں نے یہ سن کے کہا کہ حکم ہو تو طلاق سے دوں۔ بیان ہوا کہ صرف علیحدہ رہنا منظور ہے طلاق کا حکم نہیں۔ میں نے اپنی زوجہ کو اس کے گھر رخصت کر دیا میرے ایک ساتھی یعنی ہلال بن امیہ کے لیے ان کی زوجہ نے پیرانہ سالی اور

۱۔ غسان بفتح غین معجمہ وسین مہملہ مشدروالف ونون ایک قبیلہ ہے یمن میں بادشاہان غسان اس میں تھے۔
 ۲۔ الذی القاسوس ۱۲۰

ہونے تکلیف کے بسبب نہ ہونے کسی ایسے شخص کے جو کام کر سکے عذر پیش کر کے اجازت اس بات کی لے لی کہ ان کی زوجہ ان کے ساتھ رہے مگر مباشرت نہ کریں۔ مجھ سے لوگوں نے کہا کہ تم بھی کوئی عذر پیش کر کے اپنی زوجہ کے لیے اجازت لے لو۔ میں نے کہا میں جو ان ہوں میں عذر پیش نہ کروں گا۔ پچاس دن ویسی ہی حالت میں گزرے اور حقیقت میں غیبا خدائی تعالیٰ نے فرمایا ہے
 حَتَّىٰ إِذَا صَافَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِأَرْحَبِّهَا (پ: ۳۷) (تنگ ہو گئی زمین پر باہمہ فراخی
 ویسا ہی ہمارا حال تھا کہ ایک بارگی صبح کے وقت ایک پہاڑی سے پکار کے ایک شخص نے کہا بشارت ہو تمہیں کعب بن مالک تمہاری توبہ قبول ہوئی۔ میں نے اسی وقت سجدہ شکر ادا کیا اور حضور اقدس میں جا کے حاضر ہوا مجلس میں سے مہاجرین میں سے طلحہ رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر میری تہنیت کی اور مجھ سے مصافحہ کیا یہ احسان طلحہ کا کبھی نہیں بھولتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے دیکھا چہرہ مبارک خوشی سے درخشاں تھا جیسے چاند کا ٹکڑا اور آپ نے فرمایا بشارت ہو تجھے ایسے دن کی جو بہت بہت سے ان سب دنوں میں جب سے تیری مال نے تجھے خرابے میں نے کہا کہ اس خوشی کے شکرانے میں جی میں آتا ہے کہ سارا مال اپنا خیرات کر دوں۔ آپ نے سارے مال کے دے ڈالنے سے منع کیا اور فرمایا کہ کچھ اپنا مال اپنے پاس بھی رہنے دو اور منافقین جلیلہ بنانے والوں کو خدا نے تعالیٰ نے فضیحت کیا۔ سورہ ہرارت میں ان ندمت اور جہنمی ہونے کی آیتیں بھیجیں اور ہمارے لیے بعد ذکر قبول توبہ کے فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ
 وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ (پ: ۴۷)

اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور تم ہو سادقین کے۔

ہم کو صادقین فرمایا حضرت کعب کہتے ہیں کہ تب سے خوبی سچ کی اور بھی میرے دل میں راسخ ہو گئی اور ہمیشہ سچ کا مجھے خیال رہتا ہے کہ سچ نے مجھے بچایا اور جھوٹے نصیحت ہو کے جہنمی ٹھہرے۔

فصل ستائیسویں فرضیت حج اور امیرالحاج ہونے ابو بکر صدیق کے بیان میں

نوں سال ہجرت سے حج فرض ہوا اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بسبب شغل تعلیم و ہدایت و فود کے اور امور غزوات کے تشریف نہ لے جاسکے
حضرت ابو بکر صدیق کو آپ نے امیرالحاج مقرر کر کے مکہ روانہ کیا کہ لوگوں کو حج
موافق شرائع اسلام کے کرا دیں اور سورہ برات واسطے سنانے احکام نقص عہد
کے ان کے ساتھ کر دی جب وہ روانہ ہوئے تب آپ نے فرمایا کہ معاملہ نقص
عہد کا اظہار زبانی کسی شخص کے ولایت سے چاہیے کہ عرب لوگ اسے امور
میں اقارب کی سی بات قبول کرتے ہیں۔ تب آپ نے حضرت علی کو اپنے نادر
عضباء پر سوار کرنے بھیجے ابو بکر صدیق کے روانہ کیا کہ سورہ برات موسم حج
میں تم جا کے سناؤ۔ ابو بکر صدیق نے آواز ناقہ کی سن کے گمان کیا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ ٹھہر کے دیکھا تو حضرت علی ہیں۔ پوچھا، امیر
او ماور یعنی امیر ہونے کے آئے ہیں یا تابع ہو کے۔ حضرت علی نے ماور یعنی تابع
ہونے کے اور بیان کیا کہ صرف سورہ برات سنانے کو آیا ہوں۔ بعد ازیں حضرت
ابو بکر صدیق نے حج لوگوں سے کرایا اور خطبہ ہائے موسم حج پڑھے اور حضرت علی
نے سورہ برات کو سنایا اور مضمون اس کا با آواز بلند پکارا اور ندا کرائی حضرت ابو بکر
نے ان کی مدد کے لیے کچھ لوگ مقرر کر دیئے باری باری سے پکارتے منادی میں

۱۔ نفع میں بہتہ و سکون خدا سبحان ربانی موحده والہ ممدودہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بقہ کالقب
ہے اور معنی عقبہ کے ہیں کان چرے ہوئے اور ناقہ مذکورہ اگرچہ ایسی نہ تھی مگر لقب اس کا یہ ہو گیا تھا۔ کذا فی التام
۱۲

یہ بات تھی کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور طواف خانہ کعبہ کوئی نہ لگا نہ کرے اور جنت میں سوا مسلمان کے کوئی نہ جائے گا اور کافروں میں جس نے عہد میعاد باندھا ہے وہ میعاد پوری کرے اور جس کا عہد بے میعاد یا مطلق عہد نہیں اُسے چار مہینے کی امان ہے بعد ازیں اگر مسلمان نہ ہو گا قتل ہوگا۔

فصل اٹھائیسویں مبلے کے بیان میں

عرب میں نصاریٰ کا ایک قبیلہ تھا بنی نجران جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نامہ لکھا تھا اور اسلام کی طرف دعوت کی تھی انہوں نے چودہ آدمی اپنی قوم میں سے منتخب کر کے حضور اقدس میں بھیجے پہلے دن لباس ریشمی اور انگوٹھیوں سونے کی پہن کے حضور اقدس میں حاضر ہوئے آپ نے ان کے سلام کا اور کسی کے کلام کا کچھ جواب نہ دیا وہ حیران ہوئے دوسرے دن بمشورہ حضرت عثمان اور عبدالرحمن کے کہ ان سے پہلے ملاقات رکھتے تھے۔ حسب رائے حضرت علی کے کہ اس وقت ان دونوں صاحبوں کے پاس تھے ریشمی کپڑے اور انگوٹھی سونے کی اتار کے رہبان کے سے کپڑے سادے بے تکلف پہن کے گئے۔ آپ نے ان کے سلام کا جواب دیا اور ان سے کلام فرمایا اور اسلام کی طرف دعوت کی۔ انہوں نے قبول نہ کیا اور بہت مباحثہ بے جا کیا اور حضرت عیسیٰ کا حال پوچھا۔ آپ نے فرمایا مٹھرو اس شہر میں تمہیں جواب ملے گا اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں:

حال عیسیٰ علیہ السلام کا نزدیک اللہ تعالیٰ کے مثل آدم کے ہے پیدا کیا اُسے اللہ نے

اِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ
اٰدَمَ وَاَخْلَقْنَا مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ

اے نجران بنون مفتوحہ وجم ساکن درائے مہملہ والفت ووزن نام قبیلہ نصاریٰ۔ ۷۷ نہ رحمتہ اللہ تعالیٰ

مٹی سے اور کہا ہو وہ ہو گئے جتنی ترے
 رب کی طرف سے ہے اس میں کچھ شک
 مت کرو پھر جو کوئی جھگڑے تجھ سے اس
 بات میں تو کہہ کہ او بلاویں ہم اپنے بیٹے اور
 تم اپنے بیٹے اور ہم اپنی عورتیں اور تم اپنی
 عورتیں اور خود ہم بھی آویں اور خود ہم بھی آویں
 کریں لعنت اللہ کی جھوٹوں پر۔

كُنْ فَيَكُونُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا يَكُونُ
 مِنَ الْمُتَرَبِّينَ فَسَمِ حَاتِلَكَ فِيهِمْ
 بَعْدَ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا
 نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا
 وَنِسَاءَكُمْ وَالْفُسْنَا وَالْفُسْلَةَ ثُمَّ
 نَبْهَلْ فَنَجْعَلُ لَعْنَةَ اللَّهِ عَلَى
 الْكَاذِبِينَ (پ: ۴، ع: ۱۴)

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیتیں سنا دیں۔ انہوں نے مضمون
 آیت کا اقرار نہ کیا اور مباہلہ کے باب میں کہا کہ کل ہم آگے اس باب میں کہیں گے۔
 اپنے مکان پر جا کے انہوں نے عاقب سے کہ ان کا سردار تھا پوچھا اس نے کہا
 کہ اے گروہ نصاریٰ تم خوب جانتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر برحق ہیں
 اور جو پیغمبر سے مباہلہ کرتا ہے بیشک تباہ ہو جاتا ہے مباہلہ مت کرو۔ مباہلہ
 اُسے کہتے ہیں کہ دو شخص آپس میں نزاع رکھتے ہوں ایک حاسو کے مباہلہ تمام
 اللہ کی جناب میں دعا کریں کہ جو باطل پر ہو اس پر خدائے تعالیٰ کی لعنت نازل
 ہو اور خدائے تعالیٰ اُسے تباہ کر دے اور زیادہ مباہلہ کی صورت مباہلہ میں
 یہ ہے کہ طرفین اپنی اولاد اور عورتوں کو محل مباہلہ میں حاضر کریں۔ خدائے تعالیٰ
 نے ایسے ہی مباہلہ کا حکم دیا تھا۔ دوسرے دن نصاریٰ حضور میں آئے۔ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم مع حضرت علی و جناب حسین و حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہم
 کے تشریف لائے اور ان سے فرمایا کہ میری دعا کے ساتھ امین کہو۔ نصاریٰ پنج
 تن پاک کی صورت دیکھ کے گھبرائے اور ابوالحارث بن علقمہ نے کہا کہ یہ ایسے لوگ
 نظر پڑتے ہیں کہ اگر خدائے تعالیٰ سے بہاڑ ٹل جانے کی دعا مانگیں تو بہاڑ ٹل جاوے
 ہرگز ان سے مباہلہ نہ کرو اور مباہلہ نہ کیا اور اطاعت اختیار کی اور نہزار مٹلے ہر
 سال بطور پیشکش کے نذر قبول کر کے رخصت ہوئے جناب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ مباحلہ کرتے تو سب بندر اور سور ہوجاتے اور یہ جنگل ان پر آگ برساتا اور ایک سال میں پرودہ زمین پر نام و نشان نصاریٰ کا نہ رہتا سب تباہ ہوجاتے۔

فصل استسویں حجۃ الوداع کے بیان میں

(۹۱)

دسویں سال ہجرت سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود حج کو تشریف لے گئے۔ اس حج میں آپ نے ایسی باتیں فرمائیں جیسے کوئی وداع کرتا ہے یعنی لوگوں کو رخصت کرتا ہے لہذا حجۃ الوداع کہلایا۔ قبائل عرب کو خبر ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حج کو تشریف لیے جاتے ہیں ہر طرف سے لوگوں نے حج کے لیے رُخ کیا۔ لاکھ آدمی سے زیادہ جمع ہو گئے تھے۔ آپ نے حج ادا فرمایا اور خطبوں میں احکام کے اور بھی مواعظ و نصائح مفیدہ ارشاد فرمائے اور یہ بھی بعض خطبوں میں ارشاد فرمایا کہ شاید سال آئندہ میں تم میں نہ رہوں مسلمانوں کے حفظ جان و مال اور ممانعت خونریزی کی بہت تاکید کی اور فرمایا کہ مرد اپنی جو رو کا حق پہچانے اور عورتوں کے ساتھ سلوک اور احسان کرو اور خدائے تعالیٰ سے ان کے معاملہ میں ڈرو یعنی بے جا تکلیف و رنج مت دو اور مردوں کے لیے عورتوں پر تالیف کی کہ اطاعت کریں اور مرد بیگانے کو گھر آنے نہ دیں اور کتاب اللہ کے موافق عمل کرنے کی تاکید کی اور فرمایا کہ جو کتاب اللہ کے احکام کو خوب مضبوط پکڑو گے گمراہ نہ ہو گے بعد تمام کرنے خطبے کے آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن خدائے تعالیٰ تم سے میرا حال پوچھے گا کہ کیا کیا معاملہ کیا اور کیسے رہے سو تمہ کیا کہو گے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ ہم نہیں گے کہ آپ نے احکام الہی بخوبی پہچانے اور نصیحت امت کی بواجبی کی۔ آپ نے آسمان کی طرف انکلی اٹھا کر تین بار فرمایا اللہم اشہد اللہم اشہد اللہم اشہد یا اللہ گواہ رہ

اور فرمایا کہ تین چیزیں سمجھوں کہ پاک صاف رکھتی ہیں۔ اخلاص عمل میں یعنی عبادت
 الہی محض خالص خدا کے لیے کرنا اور ہر کام کو دل سے بے ریا کے کرنا۔ دوسرے
 مسلمانوں کی جماعت میں شریک رہنا، تیسرے بھائی مسلمانوں کی خیر خواہی۔ پھر
 آپ نے فرمایا کہ جو لوگ حاضر ہیں غائبوں کو یہ سب باتیں پہنچادیں۔

حال احرام حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت علی مین میں تھے وہ وہاں سے

لقصد حج روانہ ہوئے اور انہوں نے احرام اس طرح باندھا کہ جیسا جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا ویسا میں بھی احرام باندھتا ہوں اس میں اختلاف
 ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام افراد کا کیا تھا یا قرآن کا یا
 تمتع کا افراد اُسے کہتے ہیں کہ حج یا عمرے کے لیے احرام کرنے اور قرآن
 اُسے کہتے ہیں کہ حج اور عمرے دونوں کے لیے احرام باندھے اور تمتع اُسے
 کہتے ہیں کہ حج کے مہینوں میں پہلے عمرہ بجالاتے بعد اُس کے حج کرے اور احرام
 حج یا عمرے کی نیت باندھنے کو کہتے ہیں کہ کپڑے بدل کے بیسے کپڑے
 پہنے اور زبان سے بھی کہے لبیک اللہم بحجۃ نمرے حج میں اور لبیک اللہم بعمرۃ
 نمرے حج میں اور لبیک اللہم بحجۃ و عمرۃ قرآن میں حضرت امام ابی حنیفہ رحمۃ
 اللہ علیہ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام قرآن کا باندھا تھا اور اسی لیے
 قرآن امام ابو حنیفہ کے نزدیک افضل ہے نسبت افراد اور تمتع کے امام نووی اور
 محققین شافعیہ نے اس مقام پر اس بات کو ترجیح دی ہے کہ احرام جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن تھا۔

حال حضرت عائشہ کو ایام حج میں حیض آگیا اور روتی تھیں آپ نے پوچھا

انہوں نے بیان کیا۔ آپ نے کہا کہ حیض ایک امر ہے کہ خدا نے تعالیٰ نے آدم کی
 بیٹیوں پر مقدر کر دیا ہے کچھ حرج نہیں سوائے طواف کے اور سب ارکان
 حج کے بجا لاؤ۔ بعد حصول طہارت کے حیض سے طواف کر لیجیو ویسا ہی کیا۔

حال ابرور عرفہ کہ جمعہ تھا یہ آیت نازل ہوئی :

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ
وَأَتَمَّمْتُ عَلَيْكُمْ لِعَمَّتِي وَرَحْمَتِي
لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا - (پ: رکوع ۵)

آج میں یہ میں نے تمہارے لیے
دین تمہارا اور پوری کی تم پر نعمت اپنی اور
پسند کیا تمہارے لیے دین اسلام کا۔

مسلمانوں کو بڑی خوشی ہوئی۔ ایک یہودی نے حضرت عمر سے کہا کہ ایسی آیت
اگر تم میں نازل ہوتی تو ہم لوگ روزِ نزل کو عید قرار دیتے۔ حضرت عمر نے کہا
میں خوب جانتا ہوں جس دن آیت نازل ہوئی یعنی عرفہ کے دن کہ جمعہ تھا نازل
یعنی مسلمانوں کی بھی اُس دن عید ہوتی ہے۔ جمعہ کا دن بھی عید ہے اور عرفہ بھی
عید ہے۔

حال | بعد فراغت ادائے حج کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کو روانہ ہوئے۔
راہ میں منزل غدیر خم میں خطبہ ولایت اور تاکیدِ محبت کا واسطے حضرت علی رضی اللہ عنہ
کے فرمایا غدیر کہتے ہیں بڑے تالاب کو اور خم اُس غدیر کا نام تھا سبب اُس خطبہ
کا یہ سوا کہ میں میں حضرت علی کے ساتھ جو لوگ تھے ان میں سے کچھ آدمیوں نے
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بہت شکایت کی اور شکایت ان کی بے جا تھی سبب
نافہمی کے اور ہر مسلمان کو ضرور ہے کہ حضرت علی سے محبت رکھے لہذا اپنے
اس منزل میں خطبہ واسطے دفعِ شکایت ان لوگوں کے اور واجب کرنے محبت
حضرت علی کے فرمایا۔ پہلے آپ نے سب لوگوں سے کہا کہ کیا میں سب مسلمانوں کے
لیے واجب المحبۃ ان کی جانوں سے زیادہ نہیں ہوں۔ سب نے عرض کیا کہ بیشک
آپ کی محبت اپنی جانوں سے زیادہ واجب ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: مَنْ
كُنْتُ مَوْلَاً فَهِيَ مَوْلَاً اللَّهُمَّ ذَا الْمَنْ وَالْآلَةِ وَعَادِمِ عَادَاةِ
میں جس کا مولا ہوں علی اس کے مولا ہیں یعنی جو مجھ سے محبت رکھے علی سے بھی محبت
رکھے یا اللہ دوست رکھ اُسے جو علی سے دوستی رکھے اور دشمنی رکھ اُس سے جو علی
سے دشمنی رکھے حضرت عمر نے بعد سماعت اس خطبہ کے حضرت علی کو
مبارکباد دی اور کہا آپ تو مولا ہر مومن اور مومنہ کے ہو گئے بعد ازیں آپ

بڑے منازلِ مدینہ میں پہنچ کر کارِ ہدایت و ارشادِ خلق و عبادتِ الہی میں مشغول ہوئے
لیکن اکثر قربِ زمانہ اجل اور کلمات و دلائل کے فرماتے۔

فصل تیسویں وفات شریف کے بیان میں

باریک بیان صحابہ نزلِ آیہ اَمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ کو قربِ زماں قیامت
نشانِ وفات سمجھ گئے تھے اس لیے کہ پیغمبر کا دنیا میں رہنا واسطے اجمالِ دین
کے ہے۔ جب دین کامل ہو گیا تب پیغمبر کو لاحقِ ملائعہ اعلیٰ ہونا چاہیے اور ان ہی
دلوں سورہ نصر نازل ہوئی۔ اذاجاد نصر اللہ وفتح آخر تک یعنی جب اللہ تعالیٰ
کی مدد نازل ہوئی اور مکہ فتح ہو گیا اور لوگ دین میں فوج فوج داخل ہونے لگے تو
تم اللہ کی تسبیح و حمد استغفار میں مشغول ہو اس سے بھی علمائے صحابہ قربِ اجل
سمجھ گئے۔ بظاہر یہ آیتیں خوشی تھیں مگر اس جہت سے سببِ نبی عظیم ہوئیں۔
حال صحیح بخاری میں باب الخولہ والمہر فی المسجد میں ہے کہ ایک بار آپ نے
خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ ایک بندے کو اختیار دیا گیا اس بات کا کہ چاہے دنیا
کی ناز و نعمت جو چاہے اُسے ملے یا اس چیز کو کہ جو خدا نے تعالیٰ کے پاس سے
اختیار کرے اس نے دنیا کو اختیار نہ کیا۔ جناب اقدس الہی میں یعنی آخرت کو اختیار
کیا۔ ابو بکر صدیق یہ سن کر رونے لگے اور کہنے لگے کہ آپ پر ہمارے مال باپِ فدا
ہوں۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم لوگ متحیر ہوئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک بندے کا
حال بیان کرتے ہیں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کیوں روتے ہیں اور کیوں مال باپ کو
قربان کرتے ہیں۔ پھر معلوم ہوا کہ اس بندے سے مراد خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
تھے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہم سب سے زیادہ سمجھ والے تھے کہ آپ کا مطلب
سمجھ گئے اور آپ نے فرمایا کہ اے ابو بکر مت رُو اور سب آدمیوں میں سے
مجھ پر احسان ابو بکر کا مال دینے اور زناقت کرنے میں زیادہ ہے اور اگر میں

کسی کو خلیل یعنی دوست جانی بناتا تو ابو بکر کو بناتا لیکن وہ اسلام کے بھائی اور دوست ہیں اور مسجد میں کسی کا دروازہ سوا ابو بکر کے نہ رہے۔

حال مشکوٰۃ شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت فاطمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں۔ آپ نے ان سے کان میں کچھ باتیں کیں وہ خوب روئیں پھر آپ نے اور باتیں کان میں کیں وہ ہنسنے لگیں۔ میں نے بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے حال سرگوشیوں کا پوچھا انہوں نے کہا کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز فاش نہ کروں گی۔ بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے میں نے بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پھر پوچھا انہوں نے کہا مضائقہ نہیں اب بتاتی ہوں پہلی سرگوشی آپ نے یہ بات کہی تھی کہ ہر سال جبرئیل علیہ السلام مجھ سے رمضان میں ایک بار قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے اس سال دوبارہ دور کیا اس لیے میں جانتا ہوں کہ میری اجل قریب ہے سو تم خدا سے ڈرتی رہو اور صبر کرو۔ میں اچھا بزرگ سب سے پہلے جاتا ہوں۔ اس پر میں روئی پھر آپ نے میرے کان میں یہ بات کہی کہ اہلبیت میں سب سے پہلے تم مجھ سے ملو گی یعنی تمہاری وفات بعد میرے وفات کے جلد ہوگی سب اہل بیت سے پہلے میں خوش ہو کے منسی۔ ف یہ پیشین گوئی آپ کی صادق ہوئی کہ حضرت بی بی فاطمہ کا سب سے پہلے انتقال ہوا اور بہت جلد یعنی بعد چھ مہینے کے آپ سے جا ملیں۔

حال مشکوٰۃ شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر سے تشریف لائے۔ میرا سر دکھتا تھا میں نے کہا واراسا ہائے میرا سر دکھتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میرا سر دکھتا ہے اور جو میرے سامنے تمہاری وفات ہو تو میں اچھی طرح تمہاری تجہیز و تکفین کروں، نماز جنازے کی پڑھوں۔ میں نے کہا کہ گویا آپ یہی چاہتے ہیں کہ میں مرجاؤں اور آپ بیشک اور بی بی کو لے کے اسی دن میری جگہ سوئیں گے۔ ازواج مطہرات براہ طرافت ایسی باتیں کہہ گزرا کرتی تھیں۔ محبت سے اور مورد عتاب نہیں ہوتی تھیں۔ آپ نے

تسبم فرمایا اور بھی مشکوٰۃ میں ہے کہ آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ وہ لقمہ جو میں نے خیبر میں کھایا تھا اس کی تکلیف میں ہمیشہ پاتا ہوں یہاں تک کہ اب میری رگ جان بسبب زہر کے کٹ گئی۔ مراد اس لقمہ سے لقمہ گوشت زہر آلود سے کہ ایک یہودیہ نے بکری کے دست کے گوشت کو زہر آلود کر کے آپ کے کھانے کو بھیجا تھا اور آپ نے اس میں سے ایک لقمہ منہ میں لے لیا اور آپ کو درد سراور بخار شدید عارض ہوا کہ وہی مرض موت ہوا۔ نکتہ اثر زہر سے مرض موت کا ہونا اس لیے ہوا کہ آپ کی وفات بطور شہادت ہو۔ ابو جبر صدیق کی بھی موت اثر زہر سانپ سے جس نے غار میں کاٹا تھا ہوئی۔ چنانچہ

مشکوٰۃ شریف میں بروایت حضرت عمر ہے۔ ف۔ بحسب ظاہر مولانا شاہ محمد عبدالعزیز صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کی تقریر سے شہادتین پر اعتراض ہوتا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ کمال شہادت بذات خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل نہیں ہوا اس لیے کہ اگر شہادت جہر یہ حاصل ہوتی تو اسلام میں بڑا فتور پڑتا اور اگر شہادت سر یہ حاصل ہوتی تو شہادت کاملہ نہ ہوتی اس لیے کہ کمال شہادت یہ ہے کہ آدمی مسافرت میں قتل کیا جاوے اور اس کے گھوڑے کی کوئی کانی جاویں اور مصیبت کی باتیں لکھی ہیں بعد ازیں انہوں نے لکھا ہے کہ اللہ جل جلالہ نے ذات حسین رضی اللہ عنہما کو بجائے ذات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرار دے کے کمال شہادتین کا بذریعہ ان کے آپ کو عنایت فرمایا انتہی سو اعتراض یہ وارد ہوتا ہے کہ حدیث مذکورہ صدر سے حصول شہادت سر یہ کا آپ کے بذات خود متحقق ہوتا ہے اور امام جلال الدین سیوطی وغیرہ علمائے تصریح کی ہے کہ آپ کی موت بشہادت بسبب اثر زہر کے ہوئی۔ جواب مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کی طرف سے یہ ہو سکتا ہے کہ مقصود مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کا یہ ہے کہ شہادت سر یہ علی وجہ الکمال آپ کو بذریعہ امام حسن کے حاصل ہوئی اس لیے کہ کمال شہادت یہ ہے کہ تاخیر نہ ہو و لہذا اثر شہادت یعنی یہ کہ بعد زخمی ہونے کے

تاخیر کر کے کچھ دوا غذا کھا کے زخمی سر سے تو موجب نقصان شہادت کا شمار کیا جاتا ہے پس اصل شہادت تو آپ کو حاصل ہوئی لیکن شہادت کاملہ جیسا کہ مقتضی آپ کے منصب عالی کا تھا بوساطت حضرات حسین کے حاصل ہوئی۔ شہادت سر یہ کاملہ بسبب حضرات امام حسن کے کہ صدمہ زمر سے بے امتداد مدت شہید ہوئے بخلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ کئی برس کے بعد اپنے ذنات پانی اور شہادت جہریہ کاملہ بسبب امام حسین کے۔ پس آپ کی شہادت شہادت جہاد انبیاء شہداء سے کامل تر ہوئی اور تقریر مولانا شاہ محمد عبدالعزیز صاحب کی صحیح ہے۔

حال | روز بروز بخار کی اور مرض کی زیادتی ہوئی یہاں تک کہ آپ مسجد میں امامت کے لیے نہ جاسکے۔ آپ نے ارشاد کیا کہ ابو بکر سے کہہ دو کہ امام ہوں۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں میں نے یہ خیال کیا کہ جو شخص آپ کی جگہ امام ہوگا پھر آپ کی وفات ہوگی تو لوگ اسے منحوس سمجھیں گے اور اس لیے میں نے عرض کیا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نرم دل ہیں محراب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی دیکھ کر بیتاب ہو جائیں گے اور مارے رقت کے نماز نہ پڑھا سکیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ ابو بکر سے کہہ دو نماز پڑھا دیں۔ پھر میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تم عمر کے لیے اجازت لے لو۔ انہوں نے اس بات کے لیے عرض کیا۔ آپ بہت ناخوش ہوئے اور فرمایا کہ ابو بکر کے ہوتے ہوئے دوسرے کو امام ہونا ہرگز نہ چاہیے اور بعضی روایت میں ہے کہ ایک بار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوقت خبر پہنچانے مؤذن کے کہ جماعت تیار ہے۔ عبد اللہ بن زبیر سے فرمایا کہ لوگوں سے کہہ دو کہ نماز پڑھ لیں۔ عبد اللہ نے ابو بکر صدیق کو نہ پایا حضرت عمر سے واسطے امامت کے کہہ دیا انہوں نے مسجد شریف میں نماز پڑھانی شروع کر دی۔ آپ نے آواز

۱۰ حفصہ بنت عمار و مہلتین و سکون با ازواج مطہرات سے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہما
خلیفہ دوم کی بیٹی۔ ۱۲ منہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت عمر کی سنی اور فرمایا کہ سوائے ابوبکر کے اور کوئی امام نہ ہو۔ خدا اور مسلمانوں کو سوائے ابوبکر کے اور کی امامت منظور نہیں

حال ابوبکر صدیق نماز پڑھانے کو کھڑے ہوئے جمہال جہاں آراہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو اس مقام پر نہ دیکھا شدت رنج سے بقیاب
ہو گئے اور رقت ایسی غالب ہوئی کہ سب اہل مسجد رونے لگے اور مسجد میں
غل مچا۔ بیت :

در نماز تم خم بر روی تو چوں یاد آمد حالتی رفت کہ محراب بفریاد آمد
سمع شریف تک وہ غل پہنچا۔ آپ نے پوچھا کیا ہے؟ حضرت فاطمہ نے
حال عرض کیا، آپ مسی بہ شریف میں تشریف لے گئے اور نماز پڑھی اور لوگوں کو تسلی
دی فرمایا کہ اے مسلمانو تمہیں خدا کے سپرد کیا۔ خدا سے ڈرتے رہو اور اطاعت
خدا سے تعالیٰ کی کرتے رہو اور اب میں دنیا کو چھوڑتا ہوں اور آیا ممرض میں کبھی غمگیناں
امت کو بایں کلمات تسلی دی اور سمجھایا کہ کوئی نبی اپنی امت میں ہمیشہ نہیں رہا
اپنے یہ بھی فرمایا کہ خوش قسمتی امت کی ہے کہ ان کا پیغمبر ان کے سامنے انتقال
کر جائے اور جس امت سے خدا نے تعالیٰ مانوش ہوتا ہے اس کے پیغمبر کو زندہ رکھتا ہے
اور اس کے سامنے امت کو ہلاک کر کے اس کی آنکھیں ٹھنڈی کرتا
ہے۔ ف۔ موافق روایات کتب حدیث کے بعد از انکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
نے نماز میں حسب الحکم امامت شروع کی۔ دو بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحالت
بخار نماز پڑھانے کو مسجد میں تشریف لے گئے۔ ایک بار آپ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ
کے پیچھے نماز پڑھی، صف میں بیٹھ گئے۔ چنانچہ صحیح ابن حبان میں ہے اور یہ آخر
نماز آپ کی تھی اور ایک مرتبہ آپ کھڑے ہوئے ہی ابوبکر صدیق کے تشریف
لے گئے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ پیچھے بیٹھیں۔ آپ نے اشارہ
کیا کہ اپنی جگہ پر رہیں اور آپ پاس ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جا بیٹھے اور
امام ہوئے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دامنہی طرف آپ کے کھڑے ہوئے لوگ ابوبکر

صدیق رضی اللہ عنہ کی نماز کو دیکھ کے نماز پڑھتے تھے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے یعنی امام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور
 ابو بکر صدیق بطور مکبر کے تھے کہ آپ امام کے ارکان سے لوگوں کو مطلع کرتے
 تھے اور یہ روایت صحیحین میں ہے اور ایک مرتبہ آپ بروز وفات یعنی صبح
 دو شنبہ کو حجرے کے دروازے تک تشریف لائے اور پردہ اٹھا کے کیفیت
 جماعت کی ملاحظہ فرمائی اور لوگوں کو نماز باجماعت پر قائم دیکھ کر خوش ہوئے۔
 ابو بکر صدیق نے اس وقت پیچھے ہٹنا چاہا تھا آپ نے اشارہ فرمایا کہ اپنی جگہ پر
 قائم رہو اور آپ مسجد شریف میں تشریف نہیں لائے۔ ف۔ حضرت ابن
 عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اپنی امت کے آدمیوں سے دو شخص کے پیچھے نماز پڑھی۔ ایک حضرت
 ابو بکر صدیق اور دوسرے عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کے ایک سفر میں۔
 چنانچہ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بن عبدالرحمان رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے روایت
 کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قضائے حاجت سے تشریف
 لانے میں دیر ہوئی۔ صحابہ نے عبدالرحمان بن عوف کو امام کر کے نماز شروع کر
 دی۔ ایک رکعت پڑھ چکے تھے کہ آپ تشریف لائے۔ عبدالرحمان بن عوف
 نے پیچھے ہٹنا چاہا، آپ نے فرمایا کہ اپنی جگہ پر رہو اور آپ نے ایک رکعت
 ان کے پیچھے پڑھ کر ایک رکعت باقی اٹھ کر پڑھ لی اور ایک بار حضرت ابو بکر
 کے پیچھے اور نماز پڑھی تھی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محلہ قبائین واسطے
 رفع ایک نزاع کے جو درمیان بنی عمرو بن عوف کے تھا تشریف لے گئے
 تھے آپ کو دیر ہوئی صحابہ نے حضرت ابو بکر کو امام کر کے نماز شروع کر دی۔
 اتنے میں آپ تشریف لائے ابو بکر صدیق نے پیچھے ہٹنا چاہا۔ آپ نے اشارہ
 کیا کہ اپنی جگہ پر رہو اور سب نے نماز ابو بکر کے پیچھے پڑھی۔
 حال اسامہ بن زید کو آپ نے واسطے انتقام لینے خون زید بن حارثہ

والد ان کے ایک لشکر پر سردار مقرر کیا اور اپنے دست مبارک سے لو ان کے لیے باندھ دی اور حکم فرمایا کہ شہر انہی لشکر کے حاکم پر لشکر لے جاویں اس کافر سے جس کی لڑائی میں زید بن عارضہ اور جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ شہید ہوئے تھے انتقام لو اجسی لیں حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو بھی اس لشکر میں تعینات فرمایا۔ حضرت اسامہ کے امیر کرنے میں یہ سہرتھا کہ ان کے باپ کے انتقام کے لیے یہ لشکر کشتی تھی ان کا جی خوش ہوا اور حضرت شیخین رضی اللہ عنہما کے متعین کرنے میں یہ سہرتھا کہ ان کی عظمت سب اصحاب کے دل میں جی ہوئی تھی ان کو اس لشکر میں دیکھ کے اور اصحاب لشکر کو عار نہ ہو کہ کم عمر ہوئی کے بیٹے کو ہم پر امیر کیوں کیا۔ بسبب بیماری آپ کے لشکر کی روانگی ملتوی رہی اور ابو بکر صدیق کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تعیناتی سے علیحدہ کر کے حضورِ غدیمت یعنی امامت مسیبت شریف پر مامور کیا۔ شنبے کے دن دو روز وفات سے پہلے آپ کو آفاقہ ہو گیا تھا۔ اس وقت رضی اللہ عنہ اور لشکر کے لوگ آپ سے رخصت ہو کر لشکر گاہ میں جا کے باہر دینے کے ٹھہرے۔ یکشنبہ کو مرض نے زیادتی کی یہ خبر سن کر اسامہ ٹھہر گئے۔ دو شنبہ کی صبح کو آپ کو تخفیف ہو گئی اسامہ پھر آپ سے رخصت ہو کر لشکر کو گئے اور روانہ ہوتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حالت نزع طاری ہوئی۔ ام ایمن والدہ حضرت اسامہ نے یہ حال انہیں کہہ دیا۔ وہ پھر آئے اور بریدہ بن الخصیب اسلمی نے کہ علم سردار اس لشکر کے تھے علم کو لا کے در مسیبت شریف پر کھڑا کر دیا۔ بعد ازیں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس لشکر کو روانہ کر دیا مگر حضرت عمر کو باجائزت حضرت اسامہ کے واسطے مشورہ امور خلافت کے رکھ لیا۔

۱۔ اپنی بضم ہمزہ و سکون با ی موحده بفتح نون والفاء مکسوره ۱۰ آخر ۱۲۔ ۱۳۔ بحمد اللہ تعالیٰ

حال خلافت کے لکھنے کا صحیحین میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ایام مرض الموت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تم اپنے باپ ابو بکر اور بھائی عبدالرحمن کو بلو اور بھیجیں ابو بکر کے لیے عہد خلافت لکھ دوں کہیں کوئی اور کہنے والا نہ کہے کہ میں خلافت کے لیے اولی ہوں۔ پھر آپ نے کہا کہ کچھ ضرورت نہیں خدا تعالیٰ اور مومنین خود سوا ابو بکر صدیق کے اور کسی کو خلیفہ نہ کریں گے۔ صحیح مسلم میں تبصریح یہ لفظ مذکور ہے کہ میں عہد نامہ خلافت ابو بکر کے لیے لکھ دوں۔ چونکہ محدثین کا دستور ہے کہ جو لفظ مطلب میں صریح ہوتا ہے اور مفید تر وہی ذکر کرتے ہیں اور جس کتاب کے لفظ کو ذکر کرتے ہیں حدیث کی اسی کی طرف نسبت کرتے ہیں اگرچہ مضمون اس حدیث کا اس کتاب سے اعلیٰ رتبہ کتاب میں واقع ہوا ہے۔ اسی سبب سے مشکوٰۃ شریف اور صواعق محرکہ میں کہ لفظ کتابت مذکور ہے۔ حدیث کو صرف مسلم کی طرف نسبت کیا ہے۔ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ العزیز نے کشف انوار عشریہ میں بھی صرف حدیث کی طرف مسلم کی نسبت کی ہے۔ رامپور کے بعض علماء نے مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب پر یہ اعتراض کیا ہے کہ حدیث بخاری میں بھی موجود ہے صرف مسلم کی طرف نسبت بے جا ہے سو یہ اعتراض بسبب نادانگی کے قاعدہ محدثین سے ہے۔

حال ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پختنبہ کے روز وفات سے

چار دن پہلے آپ نے فرمایا کہ قلم دوات کاغذ لاؤ میں ایسی باتیں لکھ دوں کہ تم سے خطا اور بے تدبیری واقع نہ ہو حاضرین خوب سمجھے نہیں، بیماری کا آپ پر بہت غلبہ تھا اور آواز بھی آپ کی مدہم پڑ گئی تھی لہذا حاضرین میں اختلاف ہوا۔ بعضوں نے کہا لے آؤ اور بعضوں نے بنظر عدم تکلیف وہی کے کہا مت لاؤ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بیماری کا غلبہ ہے اور کتاب اللہ میں کافی ہے یعنی ایسے وقت تکلیف میں آپ کو

محنت کرنا کچھ ضرور نہیں بسبب اختلاف کے آواز بلند ہوئی اور بعضوں نے کہا پھر لوچھو
 دیکھو۔ پھر پوچھنے لگے۔ آپ نے تنگ ہو کے فرمایا کہ میرے پاس سے اٹھ جاؤ
 اور پھر آپ نے قلم و دوات لانے کو نہ فرمایا اور میں باتیں متعلق تدبیراتِ مملکی
 فرمائی کہ ان میں سے ایک یہ ہے اجیز و اللود۔ جائزہ و انعام دیتے رہو
 و خود کو یعنی ان لوگوں کو جو قبائلِ عرب سے واسطے ملاقات اور سلکھنے امودین
 کے مدینہ میں آتے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ مشرکین کو جزیرہ عرب سے نکال دو
 اور تیسری بات راوی بھول گیا۔ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب نے لکھا ہے وہ
 حکم سامان کر دینے اور روانہ کر دینے لشکرِ اسامہ کا تھا کہ آپ نے مرضِ موت
 میں بھی حکم اس کی روانگی کا دیا تھا۔ ف اس قصہ کو شیعہ قصہ قرطاس کہتے
 ہیں اور اس گمان سے کہ بابِ خلافت میں لکھنا آپ کو منظور تھا۔ حضرت عمر
 کے بول اٹھنے سے وہ بات جاتی رہی۔ اس قصہ کو عمدہ مطاعن حضرت عمر
 رضی اللہ عنہ سے شمار کیا ہے اور بنظر واقعہ کے جس طرح قصہ سے اس میں کچھ
 طعن نہیں خلافت کے باب میں لکھنا منظور ہی نہ تھا پہلے ابو بکر صدیق کے
 لیے آپ نے جو لکھنا چاہا تھا اس کو موقوف رکھا۔ کچھ امور تدبیرات کے ارشاد
 کرنے تھے سوزبانی ارشاد کر دیئے اور اگر لکھنے کی ضرورت ہوتی تو آپ لکھنے کو موقوف
 نہ فرماتے۔ فرض امر کسی کے روکنے سے رک نہیں سکتا بلکہ حضرت عمر کی عرض کے
 موافق آپ لکھنے سے باز رہے۔ معلوم ہوا کہ رائے حضرت عمر کی اس معاملہ میں
 بھی مثل معاملہ حجاب و اذان و دیگر امور موافقاتِ وحی کے مقبول ہوئی۔ تھنا
 عشر یہ میں طعن و جواب طعن تفصیل تمام مذکور ہے۔

حال ازواجِ مطہرات سے کسی نے کہا کہ آپ کو مرضِ ذاتِ الجنب ہے۔
 ذاتِ الجنب ایک پسلی کی بیماری ہوتی ہے سو مشورہ حضرت ام سلمہ و اسماء
 بنت عمیس کے کہ حبشہ میں ذاتِ الجنب کا علاج لکھ دیکھائی جاتی تھیں۔ آپ کے

یہ لہو تجویز کیا۔ لہو د کہتے ہیں دوا کو کہ بیمار کے منہ میں ایک ہی جانب سے ڈالی جاوے سو آپ کے منہ میں ڈالی، بہتیرا آپ منع کرتے رہے اشارہ ہے کہ بسبب غلبہ مرض کے آپ اس وقت لول نہ سکتے تھے مگر نہ مانا اور وہ دو دہان مبارک میں ڈال دی۔ آپ کے منع کرنے کو وہ لوگ یہ سمجھے کہ جیسے بیمار کڑوی یا بد مزہ دوا کھانے کو نہیں چاہتا ہے اسی طرح آپ بھی فرماتے ہیں جب آپ کو اس حال سے افاقہ ہوا اور آپ کو معلوم ہوا کہ ذات الجنب تجویز کر کے دوا آپ کے منہ میں ڈالی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ ذات الجنب شیطان کے اثر سے ہوتا ہے انبیاء کو ایسی بیماری نہیں ہو سکتی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ جتنے آدمی گھر میں ہیں سب کے منہ میں دوا اسی طرح ڈالی جاوے سو اے عباس کے کہ وہ اس مشورے میں نہ تھے سو حسب الحکمہ سو اے حضرت عباس کے سب کے منہ میں دوا اسی طرح ڈالی گئی تھی کہ حضرت امیونہ کے بھی با آنکہ وہ روزہ دار تھیں۔

حال | مرض الموت میں آپ کو حال معلوم ہوا کہ انصار اپنے مرحلہ میں ہر سال ہیں آپ نے مسجد شریف میں تشریف لے جانے کے خطبہ میں انصار کی خاطر داری اور توقیر کی بہت تاکید فرمائی۔

حال مسواک کی فضیلت | حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبل وفات تھوڑی دیر پہلے عبدالرحمان بن ابی بکر آئے ان کے پاس مسواک تھی۔ آپ نے اس کی طرف دیکھا مجھے شوق آپ کا واسطے مسواک کے معلوم تھا میں سمجھی کہ آپ کا جی مسواک کرنے کو چاہتا ہے۔ میں نے پوچھا کہ آپ کے لیے لے لوں۔ آپ نے اشارہ کیا کہ ہاں لے لو۔ میں نے مسواک عبدالرحمان سے لے کے اپنے دانتوں سے نرم کر کے دی اور اپنے کی حضرت عائشہ فخریہ کہا کرتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے آخر عمر میں میرا آب و ہن آپ کے آب و ہن مبارک سے ملا دیا۔ وہ جہاں سے بہت خوبی مسواک کرنے کی پائی جاتی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرتے وقت بھی مسواک

فرمانی اور حدیثوں میں بہت تاکید مسواک کرنے کی ہے حتیٰ کہ آیا سے ایک رکعت مسواک سے ستر رکعت بے مسواک کے برابر ہے اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے حسب تجربہ مشائخ یہ بات نقل کی ہے کہ جو شخص التزام کرے مسواک کا توقع قوی ہے کہ مرتے وقت کلمہ شہادت اس کی زبان پر جاری ہوگا اور ایفون کھانے دے کی زبان پر جاری نہ ہوگا۔

حال حضرت ام سلمہ اور ام حبیبہ نے ایک کینسہ یعنی عبادت خانہ نصاریٰ کا ذکر کیا اور اس کی تصویروں کا حال بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ ان لوگوں کی عادت تھی جب کوئی مرد صالح ان میں مر جاتا اس کی قبر پر مسجد بنانے اور تصویریں بنانے اور بھی آپ نے فرمایا ہے لَعْنَةُ اللَّهِ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ اشْتَدُّوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ يَعْنِي خَدَّ الْعَنْتِ كَرَّ يَهُودَ وَنَصَارَىٰ كَوَانَهُمْ نَعَىٰ بِنَعْمِهِمْ دَلَّ كَقُبُورِ كَوَسْجِدٍ كَرِيًّا۔

حال بخاری میں ہے کہ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے آپ سے سنا تھا کہ پیغمبروں کو قبل موت اختیار دیا جاتا ہے چاہیں دنیا میں رہنا اختیار کریں چاہیں ملاءِ اعلیٰ میں جانا سو میں نے سنا آپ کو قبل وفات کہتے ہوئے اَللّٰهُمَّ الرَّفِيقَ الْاَعْلٰی یعنی اللہ مجھے منظور ہے اوپر والے رفیقوں کے پاس جانا تب میں سمجھی کہ آپ کو ہمارے پاس رہنا منظور نہیں۔

حال قبل وفات آپ نے یہ کلمہ فرمایا الصلوة واما ملکت ایمانکم یعنی خوب محافط کرو نماز اور لونڈی غلاموں کی وف کمال تاکید نماز کی متحقق ہوتی ہے کہ بوقت وقت بھی آپ نے اُس کی تاکید فرمائی اور بھی لونڈی غلاموں کی رعایت کی تاکید افسوس ہے کہ اب لوگ نماز میں بھی غفلت کرتے ہیں بہتیرے نہیں پڑھتے اور بہتیرے پڑھنے والے رعایت امور ضروریہ نماز کی نہیں کرتے بالخصوص رکوع کے بعد سیدھا کھڑے ہونے اور درمیان دونوں سجدوں کے بیٹھنے کو اکثر ترک کرتے ہیں اور اس سے نماز کا عدم برابر ہو جاتا ہے اور لونڈی غلاموں پر بھی ظلم کرتے ہیں چاہیے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تاکید پر خیال کر کے نماز کو خوب درست پڑھا کریں اور لونڈی غلاموں کو بہت محبت و رعایت سے رکھیں۔

حال | بقول مشہور بارہویں ربیع الاول دو شنبہ کو دوپہر ڈھلے آپ نے وفات پائی۔ نزع کی تکلیف آپ کو بہت ہوئی۔ آپ فرماتے تھے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ان لَمْ يَمُوتْ سنگرات رنگ مبارک کبھی سرخ ہو جاتا تھا کبھی زرد، حضرت عائشہ کے سینے پر آپ تکیہ لگائے تھے اس حالت میں روح مبارک آپ کی قبض ہوئی یہ بات بھی حضرت عائشہ فخریہ کہا کرتی تھیں۔ آپ کی وفات سے گویا قیامت ہوئی۔ اصحاب اہلبیت پر ایسا رنج ہوا کہ بیان میں نہیں آسکتا۔ حضرت عثمان کو سنگوں لاتی ہوئے حضرت عمر کے موش جاتے رہے عقل کٹ گئی یہاں تک کہ وہ کہنے لگے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات نہیں پائی جو کہے گا آپ نے وفات پائی میں اسے قتل کروں گا۔ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عباس سب اصحاب میں مستقل رہے۔ وفات سے پہلے کہ آپ کو افاقہ ہو گیا تھا حضرت ابو بکر صدیق بھی آپ سے اذن لے کے اپنی زوجہ بنت خاریجہ کے پاس سنج میں کہ ایک جگہ کنارے مدینہ کے تھے چلے گئے تھے خبر وفات کی پا کے آئے دیکھا کہ عمر رضی اللہ عنہ مدہوشانہ تلوار لکائے کھڑے ہیں اور لوگ ان کے گرد ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال نہیں ہوا اور آپ کو خدا نے بلا لیا جیسے کہ موسیٰ علیہ السلام کو طور پر بلا لیا تھا، آپ کے منافقین کے ہاتھ پاؤں کٹوائیں گے۔ منافقین نے خبر آپ کی موت کی جو اڑائی ہے سب اس کی سزا پائیں گے۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آتے ہوئے کسی طرف متوجہ نہ ہوئے اور جب حضرت عائشہ کو جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے چلے گئے چہرہ مبارک سے چادر اٹھا کے پیشانی مبارک کو بوسہ دیا اور روئے اور ما طہنت کیا و میتا آپ پاکیزہ ہیں حیات میں اور بعد موت کے، اور آپ پر خدا نے تعالیٰ درویش جمع نہ کرے گا جو موت آپ کی مقدر تھی ہو چکی پھر باہر نکلے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کے مقولے سے روکا۔ لوگ حضرت عمر کو چھوڑ کے ان کی طرف آئے۔ انہوں نے خطبہ پڑھا اور کہا: مَنْ كَانَتْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا أَفَاتَ

مَحْمَدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ كَانَ لِعَبْدِ اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ حَتَّى لَا يَمُوتَ (جو
 کوئی رسول اللہ علیہ وسلم کو پوجتا ہو تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو مر گئے اور جو کوئی خدا کو پوجتا ہو
 تو خدا زندہ ہے کہ کبھی نہ مرے گا) اور یہ آیت پڑھی:

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ ۖ
 قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ وَأَنَّا بِن
 مَاتَ أَوْ قَتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ
 وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقْبَيْهِ فَلَنُ
 يَضْرِبَنَّ اللَّهُ شِقْمًا ۗ وَسَيَجْزِي اللَّهُ
 الشَّاكِرِينَ ۚ (پ: ۶: ۶۰)

”نہیں ہیں محمد مگر ایک پیغمبر بیشک گزے
 ہیں پہلے ان سے بہت پیغمبر ہو چکے اگر وہ مر
 جائیں یا مارے جائیں تو تم اپنی ایڑیوں پر
 پھر جاؤ گے اور جو پھر جائے گا اپنی ایڑیوں
 پر نہ بگاڑے گا کچھ اللہ کا اور ہزاروں سے گا اللہ
 شکر کرنے والوں کو۔“

اس خطبہ کے سنتے ہی سب کو موت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یقین
 ہوا اور وہ غفلت کا پردہ جس سے موت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر تھے اٹھ
 گیا آیت وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ ہر ایک کی زبان پر جاری ہوئی۔

حال | احسن حصین میں ہے کہ ملائکہ نے صحابہ سے تعزیت کی اور کہا اِنَّ فِي اللَّهِ
 عِزًّا مِّنْ كُلِّ مَّحِيذٍ ۚ وَخَلَقْنَا مِنْ كُلِّ فَايْتٍ فَايَةً فَشَقُّوْا دَايَا ۙ
 فَارْجُوْا فَايَاَ الْمُحْرَمِ ۗ مِّنْ حُرْمِ الشَّوَابِ ۗ اَلَسَلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ
 (بیشک اللہ میں تسلی ہے ہر مصیبت کی اور بدلہ ہے ہر گئی ہوئی چیز کا پس اللہ ہی پر اعتماد کرو
 اور اسی سے امید رکھو محروم وہی ہے جو ثواب سے محروم رہے اور سلام تم پر اور رحمت
 خدا تعالیٰ کی اور برکتیں اس کی اور بھی۔)

حسن حصین میں ہے کہ ایک شخص کھڑی داڑھی موٹا گورا وہاں آیا لوگوں کو
 پھلانگ کے بھتیر پہنچا اور رویا صحابہ کی طرف منہ کر کے کہا۔ ”اِنَّ فِي اللّٰهِ عِزًّا
 مِّنْ كُلِّ مَّحِيذٍ ۚ وَخَلَقْنَا مِنْ كُلِّ فَايْتٍ فَايَةً فَشَقُّوْا دَايَا ۙ
 فَارْجُوْا فَايَاَ الْمُحْرَمِ ۗ اَلَسَلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ
 ”بے شک اللہ میں تسلی ہے ہر مصیبت کی بدلہ ہر فائت کے اور خلف ہے ہر بلاک ہونے کا

پس اللہ ہی کی طرف لوٹو اور اسی کی طرف رغبت کرو اور اس کی نظر تمہاری طرف ہے مصیبت میں۔ پس بے شک مصیبت زدہ وہی ہے جسکی مصیبت کا بدلہ نہ دیا جائے۔
وہ شخص یہ کہہ کر چلا گیا لوگ اُسے پہچانتے تھے حضرت صدیق و علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ خضر تھے۔

حال خلیفہ کا انتخاب | خبر پہنچی کہ انصار نے سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہو کے

یہ تجویز کی سے کہ سعد بن عبادہ کو امیر کر لیں۔ یہ خبر سن کے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت ابو عبیدہ بن الجراح سقیفہ بنی ساعدہ کو گئے سقیفہ کہتے ہیں ٹپے ہوئے مکان کو اور بنی ساعدہ ایک قبیلہ ہے انصار میں اس قبیلہ میں ایک مکان بطور چوپال کے تھا وہ سقیفہ بنی ساعدہ کہلاتا تھا وہاں پہنچ کر انصار نے اس باب میں گفتگو کی۔ حضرت عمر کہتے ہیں کہ میں نے اُس وقت ایک تقریر اپنے دل میں بنا رکھی تھی میں نے چاہا کہ میں کروں حضرت ابوبکر نے روکا اور خود تقریر کی اور جو باتیں میں نے سوچی تھیں بہت خوبی سے ادا کیں۔ انصار کے فضائل اور مناقب بیان کیے اور ان کے حقوق بھی تسلیم کیے۔ انہوں نے امارت کے باب میں جو دعویٰ کیا ہے وہ کل امارت چاہتے تھے پھر انہوں نے کہا کہ ایک امیر ہم میں سے اور ایک امیر تم میں یعنی مہاجرین میں۔ ابوبکر نے یہ حدیث پڑھی اَلَا بُرِّئَ مَنْ قَرَّيْتُشْ یعنی سردار اور بادشاہ قریش میں سے ہوں۔ انصار خاموش ہو رہے تب ابوبکر صدیق نے کہا کہ ان دو آدمی عمر اور ابو عبیدہ میں سے ایک کے ہاتھ پر بیعت کرو۔ حضرت عمر کہتے ہیں کہ سب تقریر میں سے مجھے ایک یہی بات ناپسند ہوئی اور جو گردن میری ماری جاتی تو مجھے گوارا تھا بہ نسبت اس بات کے کہ میں امام ہوں ایسی جماعت پر جس میں ابوبکر ہوں میں نے ابوبکر سے کہا کہ تمہارے ہوتے کون امام ہو سکتا ہے ہاتھ دراز نہ کرو۔ انہوں نے ہاتھ دراز کیا میں نے بیعت کی اور حضرت ابو عبیدہ نے اور سب حاضرین نے بیعت کی۔ صواعق محرقہ میں روایت معتبر لکھی ہے مسند امام احمد سے کہ بعد سمجھانے حضرت صدیق اکبر کے

سعد بن عبادہ بھی اسی وقت سمجھ گئے اور خلافت صدیق اکبر کو انہوں نے قبول کر لیا۔ اور یہ جو مشہور ہے کہ سعد بن عبادہ نے ساری عمر بیعت نہیں کی اور اس سبب سے مدینہ چھوڑ کے یمن کوچلے گئے معتبر نہیں ہے۔

حَالِ ذَكَرِ غَسْلِ اطِّهْرٍ | آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ غسل مجھے میرے اہلبیت میں پہلے ایک آواز آئی کہ غسل مت دو وہ خود پاک ہی کہنے والے کو تلاش کیا کوئی نہ پایا۔ پھر ایک آواز آئی کہ غسل دو۔ پہلے کہنے والا شیطان تھا اور میں حضرت علی اور عباس نے غسل دیا۔ اس میں اختلاف ہوا کہ برہنہ غسل دیں یا کپڑوں سمیت۔ پھر سب پر بنید غالب ہو گئی اور گوشہ خانہ سے آواز آئی کہ کپڑوں سمیت غسل دو۔ حضرت ابو بکر بھی وقت غسل کے حاضر ہوئے تھے۔ انصار نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ اس شرف میں سے ہمیں بھی کچھ نصیب ہو دے۔ حضرت ابو بکر نے ایک شخص انصار میں سے تعینات کر دیا کہ پانی دینے میں اور اسی طرح کے کاموں میں مدد کریں۔

حَالِ حَسْبِ الْحَكْمِ اَقْدَسِ نِمَازِ كَيْ لِيْهِ يَهْطُهَا كِهْ بَدَفَعَاتِ جَوْدُوكِ اَتِيْ جَاوِيْ | تنہا تنہا نماز پڑھتے جاویں منظور یہ تھا کہ اس شرف سے کوئی بے نصیب نہ رہے اور یہ بات تو معلوم تھی کہ جب اطہر انبیاء کرام میں بعد موت کے مطلقاً تغیر نہیں ہوتا۔ اس سبب سے تاخیر دفن کا کچھ اندیشہ نہ کیا حسب حکم عالی سب کو نماز سے شرف یاب ہونے دیا اگرچہ نماز میں تاخیر اتنی ہوئی کہ سہ شنبہ کو فوت سہ پہر یا شب چہار شنبہ کو آپ مدفون ہوئے۔

حَالِ اَقْبَرِ كَيْ بَابِ مِيْ يِهْ بَاتِ قَبْرِ اَوِيْ پَانِيْ كِهْ حَسْبِ جَلِكِهْ اَبِيْ كِي رُوْحِ قَبْضِ سُوْنِيْ دِي | جبکہ واسطے دفن کے متعین ہے اس واسطے کہ حضرت صدیق و علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت کی نبی وہیں مدفون ہوتے ہیں جہاں ان کی روح قبض ہو اور مدینہ میں دو شخص قبر کھودتے تھے ایک ابو طلحہ کہ بغلی بناتے تھے اور ایک ابو عبیدہ بن الجراح کہ سیدھی کھودتے تھے یہ قرار پایا کہ

جو پہلے آوے وہ اپنا کام کرے۔ بغلی کھودنے والے یعنی ابو طلحہ پہلے آئے سو قبر آپ کی بغلی کھودی گئی۔ ایک غلام آزاد آپ کے لئے کہ شقران ان کا نام تھا آپ کے بچانے کی کملی قبر میں آپ کے تلے بچھا دی اور کہا میرا دل نہیں چاہتا کہ بعد آپ کے کوئی اس پر بیٹھے اور حجرہ شریفہ عائشہ رضی اللہ عنہا میں آپ مدفون ہوئے۔ ان علماء نے لکھا ہے کہ متعدد نماز جنازے کی ہونا اور بے جماعت ہونا اور پھر گھر میں مدفون ہونا خاص نبی کریم سے ہے۔

حال حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خواب میں دیکھا کہ تین چاندان کے حجرے میں اترے۔ حضرت ابو بکر صدیق سے بیان کیا انہوں نے بقبر کی کہ تمہارے حجرے میں تین شخص ایسے مدفون ہوں گے کہ بہترین اہل ارض ہوں گے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدفون ہوئے حضرت ابو بکر صدیق نے حضرت عائشہ سے کہا کہ یہ ایک چاند تمہارے میں اور دو چاند باقی حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر ہوئے۔ ایک قبر کی جگہ حجرہ شریفہ میں باقی ہے سو روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہاں مدفون ہوں گے۔

حالا حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو ایسا رنج ہوا کہ بسبب غم کے جب تک جیتی رہیں مطلق نہ بنیں اور چھ مہینے ہی بعد آپ کی وفات کے زندہ رہیں۔ بعد دفن کے قبر شریف پر آئیں اور اصحاب سے کہا کہ تمہارے دل نے کیسے گوارا کیا کہ تم نے مٹی اپنے پیغمبر کے بدن پر ڈالی۔ اصحاب نے کہا اے بنت رسول اللہ خدا کے حکم سے مجبوری ہے پھر حضرت فاطمہ نے تھوڑی سی مٹی قبر اطہر کی ہاتھ میں لے کر سونگھی اور یہ اشعار پڑھے۔ **نظم**

مَا ذَا عَلَا مِنْ شَمِّ تَرْبِيَةِ أَحْمَدَا | أَنْ لَا لَيْشْتُمْ مَدَى الزَّمَانِ غَوَالِيَا
حَسْبُ عَلَيَّ مَصَابِكُ لَوَانَهَا | حَسْبُ عَلَيَّ الْآيَامِ هَمَزَاتِ نِيَالِيَا

ترجمہ کیا چاہئے اُسے جو سونگھے خاک قبر احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پانے: سونگھے ساری عمر خوشبو۔

۱۰ پڑیں مجھ پر وہ مصیبتیں جو پڑتی ہیں اوپر دونوں کے تو سو جاتیں باتیں۔
 حال ایک اعرابی تین دن بعد دفن سے قبر شریف پر آیا اور اس نے کہا کہ خدا تعالیٰ
 نے فرمایا:

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ
 جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ
 الرَّسُولُ لَوَعَدْنَا اللَّهُ تَوَابًا حَسَنًا
 ۱ پ - ۵ - ۴ : ۶

اور اگر وہ لوگ جب ظلم کریں اپنی جانوں
 پر یعنی گناہ کریں آویں تیرے پاس اور مغفرت
 مانگیں خدا سے اور مغفرت مانگیں ان کے لیے
 رسول بیشک پاویں خدا تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے
 والا بڑا مہربان۔

سو میں نے ظلم کیا ہے اپنی جان پر یعنی گناہ گار ہوں حضور میں آیا ہوں کہ آپ میرے
 لیے استغفار کریں تاکہ خدا تعالیٰ مجھے بخش دے۔ قبر شریف سے آواز آئی قَدْ
غَفَرَ اللَّهُ لَكَ بِشِكْرِ اللَّهِ تَعَالَى نے تجھے بخش دیا۔ جذب القلوب میں ہے کہ اس
 حدیث کو سب علمائے مذاہب اربعہ جنہوں نے مناسک میں کتابیں تصنیف کی ہیں
 لائے ہیں اور استحسان کیا ہے۔ فائدہ عظیم زیارت قبر شریف بڑے
 ثواب کی بات ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ
حَجَّ ذَرَارَ قَبْرِي بَعْدَ مَوْتِي فَكَانَ مَا زَارَنِي فِي حَيَاتِي یعنی جو کوئی حج کرے بعد
 اُس کے میری قبر کی زیارت کرے میری موت کے بعد گویا کہ اُس نے زیارت کی میری حالت
 حیات میں اور حالت حیات کی زیارت کے لیے آیا ہے لَا تَدْخُلُ النَّارَ مَنْ
رَأَى رِجْلِي یعنی دوزخ میں نہ جائے گا جس نے مجھے دیکھا۔ پس دونوں حدیثوں کے ملنے
 سے یہ بات ثابت ہوئی کہ جو کوئی زیارت قبر شریف کرے وہ دوزخ میں نہ جائے
 گا اور یہ لفظ حدیث بھی یاد پڑتا ہے مَنْ زَارَ قَبْرِي وَحَدَّثَ لَكَ شَفَاعَتِي یعنی جو

۱۰ اس حدیث کو فتح القدیر نے دارقطنی سے نقل کیا ہے۔ ۱۱ اس حدیث کو دارقطنی اور برزازی
 نے فتح القدیر اور ابن حجر سے ملا علی قاری نے شرح شفا میں نقل کیا ہے۔ ۱۲

کوئی میری قبر کی زیارت کرے اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوئی۔ سلف نے
 خلف تک یہ عادت رہی ہے کہ جب حج کو جلتے ہیں اس سعادت کو بھی حاصل
 کرتے ہیں۔ خدای تعالیٰ اپنے فیض عمیم سے بہ طفیل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے اس گناہگار تباہ روزگار کو جلدیہ سعادت نصیب کرے۔ آمین۔ ثم آمین



باب سوم

حلیہ شریفیہ اور اخلاق کریمہ اور معجزات نبی کریم

فصل اول حلیہ شریفیہ کے بیان میں

قد مبارک میانہ تھا، نہ بہت لمبانا نہ بہت ٹھنگنا، فی الجملہ لمبائی سے قریب تھا اور جس مجمع میں آپ کھڑے ہوتے سب سے سر بلند معلوم ہوتے۔ رنگ مبارک سرخ و سفید تھا مگر بانمکینی و ملاححت۔ بعضی روایات میں وارد ہے کہ حضرت عائشہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ زیادہ خوبصورت ہیں یا یوسف علیہ السلام، آپ نے فرمایا اَنَا اَمْلَحُ رَاٰخِي لِيُوسُفُ اَصْبَحُ میں طبع ہوں یعنی گورا بانمکینی اور بجائی میرے یوسف خوب گورے تھے۔ فائدہ اہل نکات نے لکھا ہے کہ آپ کے بانمک ہونے میں یہ نکتہ تھا کہ نمک کی یہ خاصیت ہے کہ دوسرے کو آپ سا کر لیتا ہے عین ہر چیز کو درکان نمک رفت نمک شد۔ اور بھی کھانے کو مزیدار کر دیتا ہے چونکہ اللہ جل جلالہ کو منظور تھا کہ عالم کو آپ کی کیفیت سے مکیف کرے اور خلق کو آپ کے سبب سے بانداق معرفت کر دے۔ ظاہر عنوان باطن کا ہوتا ہے لہذا رنگ مبارک میں ملاححت عنایت ہوئی۔ سر مبارک بڑا تھا کہ موئے مبارک خوب سیاہ تھے نرم تھوڑے پھلے ہوئے بہت گھونگر والے نہ سیدھے کھڑے۔ کبھی دوش مبارک تک ہوتے، کبھی نرمہ گوش تک اور بالوں کے بیچ میں آپ فرق کرتے تھے جسے مانگ کہتے ہیں اور گوش مبارک نہ بڑے ایسے کہ

قد مبارک، رنگ مبارک، نکتہ ملاححت سر مبارک، موئے مبارک، گوش مبارک، پیشانی مبارک، ابروئے مبارک، چشمان مبارک، مژگان مبارک۔

۱۲۔ جو چیز نمک کی کان میں گئی نمک ہو گئی ۱۲۔

بدناموں، نہ چھوٹے۔ پیشانی مبارک کشادہ تھی کھلی ہوئی روشن۔ ابرو سے مبارک
 باریک تھیں کمان کی صورت ملی ہوئی معلوم ہوتی تھیں اور واقع میں ملی۔ تھیں دونوں
 کے بیچ میں کچھ فرق تھا درمیان دونوں ابروؤں کے ایک رگ تھی کہ غصہ کے وقت
 پھول جاتی تھی۔ چشمان مبارک بڑی تھیں اور سفیدی میں سرخی ملی ہوئی تھی اور تپتیاں
 خوب سیاہ تھیں اور بغیر سرمہ لگائے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سرمہ لگا سے۔ شرکان
 شریف بڑی تھیں۔ خوبصورت رخسار مبارک نرم تھے پر گوشت لیکن نہ پھولے
 ہوئے اور نہ دبے ہوئے۔ بینی (ناک) مبارک بلند تھی اور نورانی دہن مبارک
 بڑا تھا لیکن نہ بہت فراغ کہ بدنام ہو۔ لبھائے مبارک بہت خوبصورت تھے۔
 دندان مبارک سفید و محلی تھے بوقت کلام نور آپ کے دانتوں سے نکلتا معلوم
 ہوتا تھا اور بوقت بستم کے چمک مانند بجلی کے معلوم ہوتی تھی۔ دندان مبارک میں
 کشادگی تھی آگے کے دانتوں میں کھڑکی تھی۔ چہرہ مبارک لمبا تھا۔ ایسا گول کہ
 بدنامو مانند چودھویں رات کے چاند کے درخشاں تھا بلکہ چودھویں رات کا
 چاند۔ آپ کے چہرے کی خوبی کو نہیں پہنچتا تھا۔ چنانچہ حضرت جابر بن سمرہ
 سے روایت ہے کہ میں نے چاندنی رات میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے چہرہ کو دیکھا سو میں چاند کی طرف دیکھتا تھا اور چہرہ مبارک کی طرف دیکھتا
 تھا سو بال اللہ کہ چہرہ مبارک چاند سے زیادہ اچھا تھا۔ ریش مبارک بھری ہوئی
 تھی۔ گھنے بال سینے کو پر کرتے تھے گردن مبارک بہت خوبصورت تھی جسے
 صورت کی گردن سانپے میں ڈھالی ہوتی ہے، خوب صاف و شفاف روشن مبارک
 پر گوشت و خوبصورت۔ دونوں ہونڈھوں میں فرق تھا۔ دست مبارک لمبے تھے۔ جوڑ
 ہاتھوں کے اور کندھوں کے بڑے قوی اور مضبوط بلکہ سارے بدن کے جوڑ ایسے
 ہی تھے۔ کف دست مبارک پر گوشت اور بہت کشادہ اور بہت نرم کہ کسی دیا و
 حریر کی نرمی ان کی نرمی کو نہیں پہنچتی۔ بعلیں آپ کی سفید تھیں خوشبو ان سے آتی
 تھیں اور بال ان میں نہ تھے جیسا کہ قرطبی نے ذکر کیا ہے اور سینہ مبارک چوڑا تھا۔

پشت مبارک گویا چاندی کی ڈھلی ہوئی تھی۔ انگلیاں دست مبارک کی لمبی اور خوشنما۔ درمیان دونوں کندھوں کے مہر نہوت تھی اور وہ گوشت پارہ تھا بھرا سوا مانند بیضہ کبوتر کے اور گرد اس کے تل تھے اور بال چھوٹے چھوٹے اور یہ جو مشہور ہے کہ اس میں کلمہ طیبہ لکھا ہوا تھا یا لَوْ جَاءَ حَيْثُ شِئْتَ مَا نَكَ مَمْنُونًا سو یہ بات محدثین کے نزدیک ثابت نہیں چنانچہ ملا علی قاری نے شرح شمائل میں لکھا ہے ہاتھوں پر اور کندھوں پر اور سینے پر اور نیندلیوں پر آپ کے بال تھے اور ایک خط باریک بالوں کا سینہ سے تا بناف تھا بہت خوشنما اور سوا اس کے بدن مبارک پر بال نہ تھے۔ شکم ایسا صاف و شفاف و نرم تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا خوب سفید و شفاف کاغذ کے تختے تھے کیسے ہیں۔ سینہ و شکم مبارک برابر تھا یعنی نہ شکم سینے سے اونچا تھا کہ تو نہ ہونہ نیچا و با سوا کہ بدن سوا ساق مبارک ہوا و صاف و گول تھیں۔ فی الجملہ باریکی ان میں تھی۔ قدم مبارک کے کف پائے گوشت تھے اور بیچ سے خالی اور انگلیاں پائے مبارک کی قوی اور خوشنما اور انگوٹھے کے پاس کی انگلی انگوٹھے سے بڑی تھی۔ سر نیکہ سب خوبی و لطافت جیسی کہ چاہیے بدن مبارک و ہر عضو میں تھی ایسی کہ سب خوب صورتوں پر ترجیح رکھتی تھی گویا سب کا حسن آپ میں جمع کر دیا تھا۔ بیت:

خوبی و شکل و شمائل حرکات و سکانات — انچہ خوباں ہمہ دارند تو مہا داری

پس پشت سے بھی آپ کو ویسا ہی نظر آتا تھا جیسا کہ سانس سے اور سر اس کا یہ ہے کہ آپ کا بدن نور تھا جیسا کہ شمع کی رو پشت اس کا ایک ہوتا ہے اور جو چیز کہ اس کے مقابل ہو کسی طرف ہو روشن اور منکشف ہو جاتی ہے اور اسی سبب سے آپ کا سایہ نہ تھا۔ اس لیے کہ سایہ جسم کثیف ظلمانی کا ہوتا ہے نہ لطیف و نورانی کا مولوی جامی حرمہ علیہ نے آپ کے سایہ نہ ہونے کا خوب نکتہ لکھا ہے اس قطعہ میں قطعاً:

پنجمہ انداشت سایہ | تاشک بدل لقیں نیفتد

یعنی ہر گس کہ پیرا دست | پیداست کہ بر زمین نیفتد

جسم مبارک سے خوشبو آتی تھیں جو آپ سے مصافحہ کرتا تمام دن، اس کے ہاتھ

میں خوشبو آتی تھی اور عرق شریف ایسا خوشبودار تھا کہ بعضی بیبیوں نے شیشہ میں
بھر رکھا تھا، دلہنوں نے بجائے عطر یہ لگا دیتی تھیں۔ سب خوشبو لوں سے اس
کی خوشبو غالب رہتی تھی۔ جس کو چہ میں آپ نکل جاتے اس سے خوشبو آتی۔ یہاں
تک کہ پھر جو دباں نکلتا خوشبو سے پہچان لیتا کہ آپ ادھر سے تشریف لے گئے
ہیں۔ آپ جہاں قضائے حاجت کو بیٹھتے وہاں سے خوشبو آتی اور زمین آپ کے
فضلہ کو چھپا لیتی۔ پیشاب میں آپ کے قذارت اور بدبو نہ تھی۔ رات میں ایک
بار آپ نے برتن میں پیشاب کیا تھا ام امین نے دھوکے سے پی لیا مطلق نہ جانا
کہ پیشاب ہے۔ آپ نے سن کر فرمایا کہ تیرا پیٹ کبھی نہ دکھے گا۔ لہذا فقہانے
لکھا ہے کہ بول و براز آب کا نجس نہ تھا۔ چنانچہ عینی شارح بخاری نے لکھا ہے
اور کہا ہے۔ مذہب امام ابو حلیفہ رحمۃ اللہ کا یہی ہے۔ خوشبو آپ کو دنیا
کی چیزوں میں بہت پسند تھی اس لیے کہ آپ کی نم جنس تھی اور بھی دنیا کی چیزوں
میں آپ کو عورتیں بہت پسند تھیں اور آپ کو خدائے تعالیٰ نے
چالیس مرد کے برابر طاقت دی تھی اور بھی دنیا کی چیزوں میں آپ کو اچھا کھانا
پسند تھا۔ راوی حدیث نے کہا کہ دو چیزوں سے تو آپ نے حظ اٹھایا یعنی خوشبو
اور نساء سے اور تیسری چیز یعنی طعام سے آپ متمتع نہ ہوئے بلکہ قصداً آپ
بھوکے رہتے یہاں تک کہ شکم مبارک پر پتھر باندھتے اور باوصف ایسے رہنے
کے مباشرت نساء پر قادر ہونا کہ ایک رات میں سب ازواج مطہرات کے پاس
ہو آتے تھے از قبیل معجزات ہے بدن مبارک کو روحانی طاقت تھی محتاج طعام
و نیوی کا حصول طاقت میں نہ تھا اس لیے آپ کو طے کا روزہ رکھنا جائز تھا اور
امت کو ناجائز ہے۔ آپ نے فرمایا کہ کون تم میں مجھ سے اسے میں خدائے تعالیٰ کے

فہم اس بات کا آپ کو طے کا روزہ رکھنا جائز تھا امت کو جائز نہیں۔ ۱۲
۱۳ روزہ وصال یعنی بغیر انظار پے در پے روزہ رکھنا۔

پاس رات کو رہتا ہوں۔ خدا نے تعالیٰ مجھے کھلا پلا دیا ہے یعنی بسبب غنائے روحانی کے ذیوی کھانے کی مجھے حاجت نہیں ہوتی۔ مکھی بدن مبارک پر نہیں بیٹھتی تھی اس سبب سے کہ مکھی نجاست پر بیٹھتی ہے ایسے جدا طہر پر کیسے بیٹھے جس جانور پر آپ سوار ہوتے جب تک آپ سوار رہتے بول و براز نہ کرتا۔ آپ دہن مبارک سبب ہو جاتا تھا کھاری کنوؤں کے شیریں ہو جانے کا اور کبھی ایک قطرہ اس کا طفل شیر خوار کے منہ میں ڈالتے بہتر از شیر مادر اُسے قوت دیتا کہ دن بھر حاجت اُس کو دودھ پینے کی نہ ہوتی اور سوتے میں اگرچہ آنکھیں آپ کی بند ہوتیں لیکن دل آپ کا بیدار رہتا لہذا جو اُس وقت آپ کے پاس باتیں کرتا سب آپ سنتے اور سونے سے آپ کا وضو نہیں جاتا تھا اور سونے میں آپ کا نفس یعنی سانس لینا ظاہر ہوتا۔ آپ خراٹا کبھی نہیں لیتے تھے اس لیے کہ خراٹا ایک آواز ناپسند ہے۔ اور خدا نے تعالیٰ نے سب ناپسند باتوں سے آپ کو منزه کیا تھا۔ شاہ ولی اللہ محدث نے اسی تقریر سے بد ہونا خراٹے کا بیان کیا ہے۔ بدن مبارک اور جامہ مبارک میں جوں نہیں پڑتی تھی اور یہ جو حدیث میں آیا ہے **كَانَ لِقَلْبِي لَشَوْبَةٌ** یعنی آپ اپنے کپڑوں کی جوں دیکھ لیا کرتے تھے۔ محدثین نے لکھا ہے مراد یہ ہے کسی اور کی جوں جو آپ کے کپڑوں پر چڑھا آتی تھی اس کو دفع کرنے کے لیے آپ کپڑا دیکھ لیتے تھے اور بعضوں نے لکھا ہے جس دخاشاک وغیرہ سے صاف کرنے کو کپڑا دیکھ لیتے تھے اور فی الواقع امکان نہ تھا کہ ایسے جدا طہر اور لطیف اور لباس معطر و معنبر میں جوں پڑے۔ جوں تو بہت کثافت میں پیدا ہوتی ہے اور آپ کو پاکیزگی اور صفائی بہت پسند تھی اور میلا کچھلا پریشان رہنے کو بہت ناپسند فرماتے تھے بلکہ ایسے شخص کو آپ نے مثل شیطان فرمایا۔ بالوں کو دھونے اور کنگھی کرنے کا اور تیل پھیل لگانے کا آپ نے حکم دیا ہے لیکن نہ اس قدر کہ اکثر اوقات اسی میں مشغول رہے اور عورتوں کی طرح بناؤ سنگار کیا کرے۔

فصل دوسری اخلاق کریمہ کے بیان میں

خدا نے تعالیٰ نے فرمایا اِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ یعنی بیشک تمہارا خلق بہت بڑا عمدہ ہے کہ جب حق تعالیٰ نے آپ کے خلق کو عظیم فرمایا یہ خیال کرنا چاہیے کہ کیسے عمدہ اخلاق کریمہ تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے آپ کے اخلاق کو پوچھا۔ انہوں نے کہا كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ آپ کا خلق قرآن تھا یعنی جو اخلاق حمیدہ قرآن مجید میں مذکور ہیں آپ ان سے متصف تھے۔ وضع آپ کی باوقار تھی جو ایک بارگی آپ کو دیکھتا ہیبت کھاتا مگر جب شرف حضور سے مشرف ہوتا اور بات چیت کرتا تو آپ کی محبت اُس کے دل میں آجاتی۔ ملاقات میں تقدیم سلام کی فرماتے منتظر اس بات کے نہ رہتے کہ وہ شخص سلام کرے۔ ہر ایک سے بکشادہ پیشانی و روئے خنداں ملتے۔ کبھی آپ کی زبان پر فحش یا کلام درشت جاری نہ ہوتا۔ جو کوئی آپ کو پکارتا آپ فرماتے لبیک یعنی حاضر ہوں اصحاب میں کبھی پاؤں نہ پھیلاتے۔ جس مجلس میں تشریف لے جاتے کنارہ مجلس پر بیٹھ جاتے، قصد بالانشینی اور صدر محفل کا نہ کرتے اگر کوئی شخص آپ کا ہاتھ پکڑ لیتا جب تک وہ نہ چھوڑتا آپ نہ چھڑاتے کبھی کسی شخص کو آپ نے اپنے ہاتھ سے نہیں مارا مگر جہاد میں اور اپنی ذات کے لیے بھی آپ نے بدلہ نہیں لیا اور کسی پر غضب نہیں کرتے تھے مگر جب کہ حدودِ الہی سے تجاوز ہو اور اس وقت میں خدا نے تعالیٰ کے واسطے ایسا آپ کو غضب ہوتا کہ کوئی تاب نہیں لاسکتا۔ بھی عورتیں جو آپ کو اپنے کام کے لیے ساتھ لیتیں آپ ساتھ ہو لیتے اور کلام کر دیتے۔ ایک یہودی نے آپ پر کچھ دین تھا بوعده معینہ ہوز و عده منقضی نہیں ہوا تھا کہ

نہ قصہ ہرگز کہ سبب آپ کے علم کے مسلمان ہو گیا۔

لے یہ قصہ شرح شمائل ملا علی قاری میں بروایت طبرانی و حاکم و ابن حبان بیہقی مذکور ہے۔

اس نے آکے تقاضائے شدید کیا۔ جوں جوں وہ درستی کرتا تھا آپ نرمی فرماتے تھے۔ اس نے کہا کہ تمہارے خاندان میں ایسی ہی نادہندی چلی آتی ہے۔ اس بات کو سن کے حضرت عمر بے تاب ہو گئے۔ اس یہودی کو زجر (ڈانٹا) کیا اور کہا کہ اگر تو اس مجلس شریف میں نہ ہوتا تو میں تیری گردن مارتا۔ آپ نے حضرت عمر سے فرمایا کہ تمہیں چاہیے تھا کہ مجھ سے ادا کے لیے کہتے اور اس سے تقاضا نرمی کے لیے کہتے اس کو زجر نہ چاہیے تھا جاؤ اس کو قرضہ ادا کرو اور بیس صاع عوض اس سے جھکڑنے کے زیادہ دو۔ جب اس یہودی نے یہاں تک دیکھا اسی وقت ایمان لایا اور کہا کہ میں نے کتب سابقہ میں پیغمبر آخر الزمان کی صفت میں دیکھا ہے کہ جوں جوں کوئی ان سے درستی کرے وہ نرمی کریں۔ مجھے اس صفت کا امتحان منظور تھا سو ویسا ہی پایا آپ بیشک پیغمبر آخر الزماں ہیں۔ آپ کی نرم خوئی یہاں تک تھی کہ خدائے تعالیٰ نے اس کی تعریف فرمائی :

” اللہ کی بڑی مہربانی ہے کہ تم نرم خو ہوئے
مسلمانوں کے لیے اور اگر تم درشت خوشمت فل
ہوتے تو بیشک پریشان ہو جاتے تمہاری گردی سے

فَمَا رَحِمَهُ مِنَ اللَّهِ لَئِن لَّمْ يَكُنْ
وَلَوْ كُنْتَ فَظًا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَأَفَضْنَا
مِنْ حَوْلِكَ (پک: ع ۸)

برکت کے لیے مدینہ کے نوٹری غلام غلام برتن پانی کالا کے درخواست کرتے کہ آپ دست مبارک اس میں ڈال دیں۔ آپ ان کی خاطر سے اگرچہ جاڑے کے دن ہوتے ہاتھ ان کے برتنوں میں ڈال دیتے باآنکہ بسبب سردی کے تکلیف ہوتی تھی۔ مجلس میں اصحاب سے بے تکلف رہتے اور اصحاب ہر جنس کی باتیں جو خلاف شرع نہ ہوں اگرچہ ظرافت کی ہوں آپ کی مجلس میں کرتے۔ ایک صحابی نے آپ کی مجلس میں ذکر کیا کہ یا رسول اللہ مجھے تو میرے بت نے خوب نفع دیا لوگ متحیر ہوئے انہوں نے کہا کہ میں سفر کو جاتا تھا میں نے پرستش کے لیے ایک ستود کا بت بنایا، راہ میں توشہ ختم ہو گیا میں نے اس بت کو توڑ کے کھایا سو مجھے تو بت نے نفع دیا۔ ایسی باتیں منسی کی بھی مجلس شریف مذکور ہوتی تھیں۔ آپ بھی کبھی مزاح

یعنی ہنسی کی بات اصحاب سے فرماتے تھے مگر سوائے سچ کے نہیں فرماتے تھے۔ ایک شخص نے آپ سے سواری مانگی آپ نے فرمایا کہ میں تیری سواری کو اڑھنی کا بچہ دوں گا۔ اس نے کہا کہ میں اڑھنی کا بچہ لے کر کیا کروں گا۔ آپ نے فرمایا کہ اڈنٹ اڑھنی کے بچے نہیں ہوتے ہیں تو کس کے ہوتے ہیں۔ سو یہ بات سچی تھی براہِ ظرافت آپ نے اس طرح فرمایا۔ ایک شخص زاہر نام گاؤں میں رہتے تھے۔ گاؤں کی چیزیں بطور ہدیہ کے حضور اقدس میں لایا کرتے تھے اور آپ انہیں شہر کی چیزیں خرید کر دیا کرتے تھے اور فرمایا آپ نے زاہرُ بَادِيْتَنَا وَنَحْنُ نَحْنُ ہا یعنی زاہر ہمارا گاؤں کا آدمی ہے اور ہم اُس کے شہری ہیں یعنی وہ گاؤں کی چیزیں ترکاری وغیرہ لے آتے ہیں اور ہم شہر کی چیزیں اُن کو خرید دیتے ہیں۔ ایک دن زاہر بازار میں کچھ چیزیں بیچ رہے تھے آپ نے جب کے اُن کو پس پشت سے لٹالیا۔ انہوں نے دیکھا نہ تھا کہنے لگے کون ہے چھوڑ دے پھر جب اُن کو معلوم ہوا کہ آپ ہیں پٹھاپنی بدن مبارک سے خوب چٹا دی۔ پھر آپ نے فرمایا کون مول لیتا ہے اس غلام کو۔ زاہر نے کہا قیمت تو میری بہت کم ملے گی وہ سیاہ فام تھے اور صورت اُن کی اچھی نہ تھی اس سبب سے انہوں نے یہ بات کہی آپ نے فرمایا لیکن خدائے تعالیٰ کے نزدیک تم کم قیمت نہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم بیش قیمت ہو مقبول ہو اور نہ کیسے مقبول خدا ہوتے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محب اور مقبول تھے۔ ایسی ایسی باتیں ظرافت کی آپ کے واسطے طیب قلوب مسلمین کے براہِ شفقت فرمایا کرتے تھے۔ آپ اپنے کام اپنے ہاتھ سے کر لیا کرتے تھے جیسے اپنا کپڑا سی لیتا یا اپنی بکری کا دودھ دیتا اور کام گھر کا کر لیتا۔ حضرت انس بن مالک آپ کے خادم تھے وہ کہتے ہیں کہ میں نے دس برس آپ کی خدمت کی قسم ہے خدا کی کہ سفر و حضر میں جس قدر میں آپ کا کام کرتا تھا اس سے آپ میرا کام زیادہ کر دیتے تھے اور کبھی دس برس کے عرصہ میں آپ نے جھڑکا نہیں اور نہ آفت کہا اور نہ کبھی یہ کہا کہ فلانا کام کیوں نہیں کیا۔ یا فلانا کام کیوں کیا اور سواری

فرماتے تھے براہ تواضع ہر سواری پر اونٹ پر گھوڑے پر چھپرے پر دراز گوش پر اور
اصحاب کے ساتھ کام میں شریک ہو جاتے تھے۔ ایک سفر میں ایک اصحابی
نے ایک بکری ذبح کی کھانے کے واسطے اور آپس میں کام تقسیم کر لیے۔ ایک
نے کہا کہ کھال صاف میں کروں گا۔ ایک نے کہا کہ گوشت میں بناؤں گا۔ ایک
نے کہا کہ میں پکاؤں گا۔ آپ نے فرمایا کہ جنگل سے لکڑیاں میں اٹھالائوں گا۔ اصحاب
نے کہا کہ یہ کام بھی ہم کر لیں گے آپ کا ہے کو تکلیف کریں۔ آپ نے فرمایا کہ
خدا سے تعالیٰ ناپسند کرتا ہے اس بات کو کہ ایک آدمی اپنے رفیقوں میں ممتاز
ہو کے بیٹھے اور کام میں شریک نہ ہو۔ اور آپ جل کے لکڑیاں اٹھالائے۔
مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ جب آپ کو مسجد میں تشریف لائے دیکھتے اصحاب
بیٹھے رہتے کھڑے نہ ہوتے اس سبب سے کہ جانتے تھے کہ آپ کو یہ بات ناپسند
ہے یعنی بنظر شفقت بایں خیال کہ بار بار کھڑے ہونے میں کہ ہر وقت کی آمدورہ سے
لوگوں کو تکلیف ہوگی اجازت دے رکھی تھی کہ کھڑے نہ ہوا کریں۔ صحابہ بمقتضائے
الاکم مؤذوق الاذیب کار بند ہوئے۔ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ کھڑا
ہونا تعظیم کے لیے منع ہے۔ امام نووی نے رسالہ البیان فی آداب حملۃ القرآن
میں اس مسئلہ کو لکھا ہے اور ایک رسالہ بالخصوص اس مسئلہ میں انہوں نے علیحدہ
تصنیف کیا ہے اور احادیث سے بدلائل قویہ جواز قیام کو ثابت کیا ہے۔ آپ
سکینوں سے بہت محبت رکھتے تھے۔ ہر امیر اور غریب اور غلام اور آزاد کی
دعوت قبول فرماتے۔ اہل شرف اور عزت کی توقیر کرتے۔ بحسب مرتبہ ہر ایک
سے معاملہ کرتے۔ اپنے اصحاب کو بہت دوست رکھتے تھے جو بیمار ہوتا اس کی
عبادت کو تشریف لے جاتے اور غمزدہ کے گھر واسطے ماتم پرسی کے تشریف
لے جاتے۔ جو کوئی بدیہ لانا قبول فرماتے اور اکثر اس کا بدلہ کر دیتے اسی قدر یا
اس سے زیادہ اور نشست اکثر آپ کی قبلہ رو ہوتی اور ایک مجلس میں تھوٹوا
بار استغفار کرتے اور نماز لمبی پڑھتے اور خطبہ چھوٹا اور بایں کثرت نماز پڑھتے اور

تہجد میں قیام کرتے کہ پاؤں مبارک درم کر جاتے لوگوں نے عرض کیا آپ اتنی محنت کیوں کرتے ہیں۔ خدائی تعالیٰ نے آپ کی اگلی پھلی خطائیں معاف کر دی ہیں۔ آپ نے فرمایا اَفَلَا اَكُوْنَ عَبْدًا شَكُوْرًا یعنی جب اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ایسی مہربانی کی ہے تو کیا میں بندہ شکر گزار نہ ہوں اور شکر اس مالک کی نوازش کا ادا نہ کروں۔ آپ جو سنتے تھے تو تبسم فرماتے تھے کبھی آواز سے نہیں سنتے تھے اور کلام اس طرح فرماتے تھے کہ سامع اچھی طرح سمجھ لے اکثر کلام کو واسطے تقنیم سامع کے تین بار مکر فرماتے اور ہر ایک سے اُس کے فہم کے موافق کلام کرتے اور اللہ جل جلالہ نے آپ کو جو امع الکلم عنایت فرمائے تھے یعنی ایسا کلام کہ عبارت تھوڑی ہو اور معنی بہت ہوں جیسے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ سب عمل موافق نیت کے ہیں یعنی جیسی نیت ہو ویسا ہی عمل کا پھل ملے گا۔ اس حدیث سے صدہا مسائل

دینی و دنیاوی ثابت ہوتے ہیں اور علمائے محدثین اور فقہانے ایک فقر اس کی شرح میں لکھا ہے مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ یعنی آدمی کی خوبی اسلام میں سے یہ بات ہے کہ جس بات میں کچھ فائدہ نہ ہو نہ کرے۔ یہ حدیث بھی صدہا امور دینی و دنیوی میں کارآمد ہے۔ اسی طرح بہت سی حدیثیں ہیں۔ شجاعت اور سخاوت میں آپ سب سے غالب تھے۔ شجاعت کا یہ حال تھا کہ جنگ حنین میں جس وقت لشکر کو ابتداء میں نہر میت ہوئی تھی آپ نے اپنے بغلہ شہبا کو جس کا نام دلدل تھا آگے بڑھایا اور رجز پڑھتے تھے:

اَنَا الْمَنِيُّ لَا كَذِبُ | اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَلِبِ
میں نبی ہوں جھوٹ نہیں | میں ہوں بیٹا عبدالمطلب کا

اور صحابہ نے بیان کیا کہ جو زیادہ خوف کی جگہ لڑائی میں ہوتی تھی آپ ہیں تشریف رکھتے اور ہم لوگ جا کے آپ کی پناہ لیتے اور سخاوت کا یہ حال تھا کہ کبھی کسی سائل کے جواب میں لا نہیں فرماتے تھے حتیٰ الوسع اُس کا مطلب پورا کر دیتے تھے اور جو نہ ہو سکتا تھا لازمی و خوش اخلاقی سے جواب دیتے اور اس طرح خرچ کرتے کہ

فقر و ناداری سے نہ ڈرتے حتیٰ کہ بعض کفار جیسے صفوان بن امیہ بسبب آپ کی سخاوت کے مسلمان ہو گئے۔ ان کے حق میں آپ کی سخاوت ہی معجزہ ہو گئی۔ صفوان نے کہا کہ غیر نبی سے ایسی سخاوت ممکن نہیں۔ سب عادات میں فروتنی اور تواضع فرماتے۔ کھانے پینے میں نشست غریب کی طرح رکھتے تکیہ لگا کے نہ کھاتے اور فرماتے میں بندہ ہوں بندوں کی طرح کھاتا ہوں اور کھانے کو کبھی بُرا نہ کہتے پسند ہوتا تو کھا لیتے نہیں تو اٹھا دیتے۔ دودھ اور شیرینی اور گوشت پسند فرماتے۔ بکری کے دست کا گوشت آپ کو بہت مرغوب تھا۔ مرغی کا گوشت بھی آپ نے کھایا ہے۔ بسم اللہ کر کے کھاتے اور ہر کام کو بسم اللہ سے شروع کرتے اور سیدھے ہاتھ سے کھانا کھاتے مگر استنجا یا ناک جھاڑنے میں ایسے کام بائیں ہاتھ سے کرتے۔ جس چیز میں بگو آؤ سے جیسے کچا لہسن یا کچی پیاز اس کو نہ کھاتے اور ناپسند فرماتے۔ مسواک کو بہت دوست رکھتے اس سبب سے کہ باعث ہوصفائی اور لطافت کا سواری میں آپ کو گھوڑا بہت پسند تھا۔ دست مبارک گھوڑے کی پیشانی پر پھیرتے اور آپ نے فرمایا کہ گھوڑے کی پیشانی سے برکت بندھی ہے۔

فصل تیسری معجزات کے بیان میں

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ جل جلالہ نے بیشمار معجزات عنایت فرمائے اور جو جو معجزے ہر پیغمبر کو ملے تھے آپ کو سب ملے اور علمائے محدثین اور اہل سیر نے معجزات آپ کے بقدر اپنے علم کے لکھے ہیں بعضوں نے صرف معجزات ہی کے بیان میں کتاب لکھی ہے جیسے امام جلال الدین سیوطی نے خصائص الکبریٰ تصنیف کی۔ اگرچہ راقم الحروف نے یہ کتاب نہیں دیکھی لیکن میں نے اہل علم سے سنا ہے کہ ایک ہزار معجزے اس میں مندرج ہیں اور محقق سنا ہے کہ علمائے محدثین نے لکھا ہے کہ تین ہزار معجزے آپ سے صادر ہوئے۔ فقیر نے بھی رسالہ الکلام البین

فی آیات رحمۃ للعالمین صرف معجزات عالیہ کے بیان میں تصنیف کیا ہے اور التزام کر کے وہی معجزات مندرج کیے ہیں جو بروایات معتبرہ کتب حدیث میں وارد ہیں اور تین سو معجزے اس میں مندرج ہیں اور برکت آیت کریمہ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ۔ ایسی تمہید اور تقریر و ترتیب نا در اس رسالہ کی ہوئی ہے کہ مقبول طبائع جملہ اہل علم و دین سے۔ امید ہے کہ خدائے تعالیٰ اور اس کے حبیب نے بھی مقبول فرمایا ہو۔ مطاویٰ حالات اس کتاب میں بہت معجزات مذکور ہو چکے ہیں اس لیے کہ معجزات کی ایسی کثرت تھی کہ کم کوئی معاملہ آپ کا معجزات سے خالی ہوتا تھا۔ اس مقام میں پچاس معجزات شریفیہ لکھے جاتے ہیں:

معجزہ ۱۔ عمدہ ترین معجزات قرآن مجید ہے کہ ایسا معجزہ اور کسی پیغمبر کو عنایت نہیں ہوا سب انبیاء کے معجزے ایک وقت میں ظاہر ہونے کے معدوم ہو جاتے تھے اور یہ معجزہ آپ کا اب تک کہ ابتدائے نزول سے بارہ سو اٹھتیر برس ہوئے باقی ہے اور قیامت تک باقی رہے گا۔ فصحاء عرب کہ فصاحت و بلاغت میں بعید تھے اور فی البیہ قصیدہ طویلہ اور عبارت نثر مسجع طویل بے تکلف کہہ دیا کرتے تھے اس کے مقابلہ سے عاجز رہے آپ نے برملا ان سے کہا:

فَأَتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ
وَأَدْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِمَّنْ دُونِ اللَّهِ
إِنْ كُنْتُمْ هَادِقِينَ۔ (پ: ۳۷)

یعنی لاؤ تم کوئی سورۃ قرآن کی سی
اور بلا لو اپنے مددگاروں کو سوائے اللہ
کے اگر تم سچے ہو۔

وہ برابر سورہ اِنَّا اعطینک انکوثر کے سب سورتوں میں چھوٹی ہے نہ بنا سکے اور آج تک دشمنان دین کہ فکر میں تخریب اسلام کی ہمیشہ رہتے ہیں اس بات پر قادر نہ ہوئے اور قرآن شریف بہت سی پیشین گوئیوں پر مشتمل ہے کہ آئندہ جیسی خبر دی تھی ویسا ظہور میں آیا مثل قبل زماں ہجرت فارسیوں اور رومیوں میں ایک زمین متصل عرب پر رٹائی ہوئی اور فارسی ہلاک۔ آئے رومیوں پر جو اہل کتاب ہیں مکہ کے کفار خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ فارسی اہل کتاب نہیں ہیں وہ غالب آئے رومیوں پر جو اہل کتاب

اس معجزے پر ضمن حالات میں مذکور ہو چکے ہیں اور پچاس یہاں مذکور ہوتے ہیں کل ایک سو گیارہ ہوتے اور چار پیشین گوئیاں قرآن مجید کی نکل رہی ہیں علامہ اعجاز قرآن مجید کے پس کل ایک سو پندرہ معجزے ہوئے۔

ہیں۔ اسی طرح ہم کہ اہل کتاب نہیں بوقت جنگ محمدیوں پر کہ اہل کتاب ہیں غالب آئیں گے۔ اللہ جل جلالہ نے ابتدائے سورہ روم میں خبر دی کہ فی الحال تو فارسی رومیوں پر غالب آگئے ہیں پھر رومی فارسیوں پر غالب آجاویں گے۔ چند سال میں نو برس کے اندر سو مطابق اس واقعہ کے ہوا اور جس روز کہ مسلمانوں کی فتح کفار پر بدر میں ہوئی، اسی دن فارسیوں پر رومی غالب آئے اور اللہ جل جلالہ نے اسی دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع کیا اور اس آیت میں ایک اور پیشین گوئی کا بھی ظہور ہوا۔ اس آیت میں ہے یَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ بِنَصْرِ اللَّهِ (یعنی) اس دن خوش ہوں گے مسلمان اللہ کی مدد سے۔ مطابق اس کے بھی واقع ہوا کہ جس دن رومی فارسیوں پر غالب آئے اسی دن کہ روز بدر تھا مسلمانوں کی مدد ہوئی خدا نے تعالیٰ کی جانب سے کہ خوش ہوئے فرشتے مسلمانوں کی مدد کے لیے نازل ہوئے اور فتح عظیم کہ باعث تقویت عظیمہ ہووے مسلمانوں کو حاصل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں خبر دی تھی کہ یہودی کبھی کسی لڑائی میں مسلمانوں پر غالب نہ ہوں گے اور مطابق اس کے واقع ہوا کہ یہودی بنی قریظہ اور بنی لثیمہ اور بنی قنیقاع اور خیمہ دالے سب کے سب مسلمانوں سے لڑائی میں مغلوب ہوئے کسی نے مسلمانوں پر غلبہ نہیں پایا اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں خبر دی کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خلافت راشدہ ملے گی اور ان کے دین کو ان کے وقت خوب قوت و شوکت ہوگی مطابق اس کے چار یار باصفاء خلیفہ راشد ہوئے اور دین اسلام کی ان کے وقت میں بڑی قوت ہوئی۔ اسی طرح اور بھی پیشین گوئی قرآن مجید میں ہیں کہ کتب تفسیر وغیرہ میں مذکور ہیں اور رسالہ الکلام المبین میں بھی فی الجملہ تفصیل مذکور ہوئی ہیں۔ معجزہ صحیح بخاری اور مسلم میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے ملک حجاز میں اک آگ نکلے گی کہ اس

لے بفتح قاف و سکون یا و ضم نون بعد اذان قاف پس الف پس عین مہملہ - ۱۲

کی روشنی سے شہر بصرہ کی پہاڑیاں جن کا نام اعناق الابل ہے روشن ہوں گی۔ ۵۲ھ
 میں متصل مدینہ طیبہ کے آگ بطور شہر کے زمین سے نکلی اور ایک مدت تک رہی
 پھر معدوم ہو گئی۔ تفصیل سے حال اس آگ کا جبل الایجاز فی الاعجاز بنابر الحجاز میں
 کہ اسی زمانہ ظہور میں قطب الدین قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے تصنیف کی ہے اور
 تاریخ خلاصۃ الوقایا بخبار دارالمصطفیٰ میں کہ سید سمنہودی کی تصنیف ہے اور
 جذب القلوب الی دیار المحبوب تصنیف شیخ عبدالحق دہلوی میں مذکور ہے اور کلام البین
 میں بھی احوال اس کافی الجملہ مشرح ہے۔ معجزہ ملاسنن ابوداؤد میں کہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبل قیامت کے ترک مسلمانوں کے ایک شہر ہو کہ مسلمانوں نے
 آباد کیا ہو گا اور اس کے بیچ میں دجلہ ہو گا گھیریں گے اور مسلمان وہاں کے تین قسم
 ہو جائیں گے بعض بادشاہ ترک کی پناہ میں آجائیں گے وہ ہلاک ہوں گے اور
 بعض اپنا مال و اسباب اور عیال و اطفال لے کے بھاگیں گے وہ بھی ہلاک ہوں گے
 اور بعض ہتھیار لیں گے اور لڑیں گے شہید ہوں گے۔ انتہی مطابق اس کے
 واقع ہوا کہ ترکان تاری نے شہر بغداد کو بیچ میں اس کے دجلہ سے۔ عہد مستعصم
 باللہ خلیفہ عباسی میں آکر گھیرا اور خلیفہ بغداد اور قاضی وغیرہ پناہ چاہ کے بادشاہ
 اتراک کے پاس حاضر ہوئے اس ظالم نے بغداد سے کوچ کیا۔ دوسری منزل میں
 ان سب کو قتل کیا اور کچھ لوگ مع عیال و اطفال بھاگ گئے وہ بھی مارے گئے
 اور تباہ ہوئے اور ایک جماعت نے جہاد کیا ان کا چہرہ گلگونہ شہادت سے رنگین
 ہوا۔ معجزہ ۵۲ھ۔ عمار بن یاسر کے لیے آپ نے فرمایا کہ گروہ باغیوں کا انھیں قتل کر دیکھا۔
 مطابق اس کے واقع ہوا کہ وہ حضرت علی کے ساتھ تھے اور لشکر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
 کے ہاتھ سے مقتول ہوئے۔ معجزہ ۵۲ھ۔ آپ نے خبر دی تھی کہ حضرت عثمان بلوے میں شہید

۱۔ اعناق الابل جو اس حدیث میں واقع ہے اس کی شرح اکثر شارحان حدیث نے کر دیں انہوں کی لکھی ہیں
 مگر سید نے شرح مشکوٰۃ شریف میں لکھا ہے کہ اعناق الابل بصرہ کی چوٹیوں کا نام ہے اور یہ معنی بہت مناسب ہیں۔ ۱۲۰
 ۲۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت علی خلیفہ برحق تھے اور حضرت امیر معاویہ سے اجتہادی خطا واقع ہوئی جس پر
 شرعاً کوئی مواخذہ نہیں ہو سکتا۔ ۳۔ حضرت امیر معاویہ پر طعن کرنا کسی طرح جائز و روا نہیں۔ ۱۲۰ (ناشر)

ہوں گے مطابق اس کے واقع ہوا۔ معجزہ ۱۱ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں آپ نے شہادت کی خبر دی تھی کہ اُن کا قاتل سر میں تلوار مارے گا۔ وارٹھی پر خون بہے گا۔ مطابق اس کے ہوا۔ معجزہ ۱۲ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے حق میں آپ نے فرمایا تھا کہ ان کے سبب سے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرا دے گا۔ مطابق اُس کے ہوا کہ حضرت امام حسن نے حضرت امیر معاویہ سے صلح کر لی۔ معجزہ ۱۳ حضرت امام حسین کے لیے آپ نے خبر دی تھی کہ کربلا میں شہید ہوں گے مطابق اُس کے ہوا۔ معجزہ ۱۴ فتح بیت المقدس کی آپ نے خبر دی تھی ابو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وقت میں فتح ہوا۔ معجزہ ۱۵ آپ نے خبر دی تھی کہ سفید محل کسریٰ میں جو خزانہ ہے مسلمانوں پر تقسیم ہوگا۔ مطابق اس کے عہد حضرت عمر میں ہوا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص نے شہر مدائن دارالسلطنت یزدجرد بادشاہ فارس کو فتح کیا اور محل سفید کا خزانہ کہ اسی شہر میں تھا مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ معجزہ ۱۶ خار جیوں کے ظہور اور ہونے ذوی الشہداء کے اُن میں اور اُن کے مقتول ہونے کی ہاتھ اشخاص اہل حق سے آپ نے خبر دی تھی مطابق اُس کے عہد حضرت علی میں واقع ہوا کہ خار جیوں نے جماؤ کیا عبداللہ بن وہب ان کا سردار تھا اور حضرت علی نے لشکر ان پر لے جا کے انھیں قتل کیا۔ حضرت ابو سعید خدری راوی اس حدیث کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور ذوی الشہداء کہ اس کا ایک ہاتھ مانند پستان عورت کے تھا جیسا کہ آپ نے ارشاد کیا تھا خار جیوں میں پایا گیا۔ معجزہ ۱۷ رافضیوں کے پیدا ہونے کی آپ نے خبر دی تھی اور فرمایا تھا کہ وہ لوگ سلف کو بُرا کہیں گے اور حضرت علی کو بہت بڑھا دیں گے۔ مطابق اس کے ہوا کہ حضرت علی کے وقت میں باغوائے عبداللہ بن سبا فرقہ روافض پیدا ہوا۔ معجزہ ۱۸ حضرت عمر کی نسبت آپ نے خبر دی تھی کہ فتنہ اور فساد اُن کے سبب سے بند

۱۱ ذوالشہداء ثنائے ثمنہ مضمومہ و فتح دال مہملہ ویائی مشدودہ و ہا بصیغہ تصغیر لقب بر قوس

ابن زہیر کا کہ یہ سردار تھا خوارج میں۔ کذافی القاموس ۱۲ منہ رحمۃ اللہ علیہ

رہے گا یعنی دین اسلام کا انتظام ان کے عہدِ خلافت تک خوب رہے گا۔ مطابق اسی کے
 معجزہ ۱۴ ہوا۔ معجزہ ۱۵ آپ نے خبر دی تھی کہ کنگن بادشاہ فارس کے سراقہ بن مالک کے ہاتھوں
 میں پہنائے جاویں گے۔ مطابق اس کے حضرت عمر کے عہد میں ہوا کہ حضرت سعد بن
 ابی وقاص نے غنائم فارس میں کنگن نیزہ دگر د بادشاہ کے بھیجے تھے حضرت عمر نے
 سراقہ کے ہاتھوں میں پہنائے۔ اتنے بڑے تھے کہ سراقہ کے کندھے تک پہنچے۔
 ف بعضوں کو اس مقام پر یہ شبہ ہوتا ہے کہ کنگن سونے کے تھے اور زیور پہننا مردوں
 کو مطلقاً حرام ہے بالخصوص سونے کا پھر حضرت سراقہ نے وہ کنگن کیسے پہنے اور
 حضرت عمر نے کیسے پہنائے۔ سو جواب یہ ہے کہ سراقہ ان کنگنوں کو پہنے نہیں
 رہے بلکہ حضرت عمر نے واسطے تطبیق خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سراقہ
 کے ہاتھوں میں ڈال دیئے تھے پھر سراقہ نے اتار ڈالے۔ معجزہ ۱۵ آپ نے خبر دی تھی معجزہ ۱۵
 کہ مصر فتح ہوگا اور ابو ذر سے فرمایا تھا کہ مصر میں تم دو آدمیوں کو ایک اینٹ کی جگہ پر
 جھکڑتے ہوئے دیکھو گے تب وہاں سے علیؑ آئیں۔ مطابق اس کے واقع ہوا۔ حضرت
 عمر کے وقت میں مصر مفتوح ہوا۔ حضرت ابو ذر نے ایک دن غلامان شریک بن
 حسنہ اور ربیعہ اس کے بھائی کو ایک اینٹ کی جگہ پر جھکڑتے دیکھا اور وہاں سے
 چلے آئے۔ معجزہ ۱۶ حضرت عمر نے فرمایا تھا کہ شہید ہونے کے مطابق معجزہ ۱۶
 اس کے ہوا۔ ابولولو مجوسی کے ہاتھ سے کہ نماز پڑھنے میں صبح کے وقت اس نے
 زخمی کیا شہید ہوئے۔ معجزہ ۱۷ عدی بن حاتم سے آپ نے فرمایا تھا کہ ملک عرب معجزہ ۱۷
 میں بسبب انتظام اسلام کے ایسا امن طریق ہو جائے گا کہ تم دیکھو گے کہ ایک عورت
 تنہا کجاوہ شتر پر سوار ہو کے حیرہ سے حج کے لیے آوے گی اور کچھ خوف اس کو
 سوائے خدا کے کسی کا نہ ہوگا مطابق اس کے ہوا اور عدی بن حاتم نے زن شتر سوار
 کو تنہا حیرہ سے حج کے لیے آئی تھی دیکھا۔ معجزہ ۱۸ آپ نے خبر دی تھی کہ حمار الزیت
 پر کہ پتھر میں ایک طرف دینے کے چکنے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان میں تیل چیرا ہے

لے حیرہ شہر ہے عراق میں کوفہ کے متصل مکہ سے بہت دور ہے زیادہ ہے ایک مہینہ کی راہ سے۔

خون بہے گا۔ مطابق اس کے عہد میں نیرید پلید کے واقعہ حبرہ وہیں واقع ہوا۔ مدینہ کے لوگ نیرید سے منحرف ہو گئے اور اس کے حاکم اور سب بنی امیہ کو مدینہ سے نکال دیا۔ تب نیرید نے مسرت بن عقبہ کو ایک بڑا لشکر خو خوار لے کر مدینہ پر بھیجا اور اس نے جا کر بڑی خونریزی کی اور نہایت ظلم کیا۔ خون احجار الزیت پر بہا کرہ کہتے ہیں پتھریلی زمین علی ہوئی کو ایسی ہی جگہ پر لڑائی ہوئی تھی لہذا واقعہ حبرہ اس کا نام ہوا۔ معجزہ ۱۹ آپ نے خبر دی تھی کہ میری ملت کے لوگ دریائے شور میں معجزہ ۲۰ جہاز پر سوار ہو کر جہاد کریں گے اور ام حرام بنت لمحان ان میں ہوں گی۔ مطابق اس کے عہد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میں ہوا کہ بامارت حضرت معاویہ دریا میں جہاد ہوا اور ام حرام بھی وہاں تھیں بلکہ سواری کے اوپر سے گر کے پھرتے وقت مر گئیں۔ معجزہ ۲۱ آپ نے خبر دی تھی کہ ازدواج مطہرات میں سب سے پہلے وفات ان بی بی کی ہوگی جو بہت سخی ہیں۔ حدیث میں لمبے ہاتھ والی کنایہ سے زیادہ سخی سے پہلے ازدواج مطہرات معنی حقیقی سمجھی گئیں مگر ی سے آپس میں ہاتھ ناپنے پھر حضرت زینب کا سب سے پہلے انتقال ہوا تو سمجھیں کہ مراد لمبے ہاتھ ہونے سے سخاوت تھی اس لیے کہ سب بیبیوں میں زیادہ وہی سخی تھیں۔ معجزہ ۲۲ حضرت شامیت بن قیس بن شماس انصاری رضی اللہ عنہ کی نسبت آپ نے خبر دی تھی کہ ان کی موت بشارت ہوگی مطابق اس کے واقع ہوا کہ جنگ یمامہ میں وہ شہید ہوئے۔ معجزہ ۲۳ ایام منام میں کفار مکہ ابو جہل وغیرہ نے آپ سے درخواست کی کہ چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھا دیں۔ آپ نے چاند کو دو ٹکڑے کر کے دکھا دیا۔ دونوں ٹکڑے اتنے فرق سے ہو گئے کہ جبل حرا دونوں کے درمیان میں نظر آتا تھا۔ آپ نے پکار کے کہا ان لوگوں سے کہ گواہ رہو سب نے اس معجزے کو مشاہدہ کیا لیکن سبب شقاوت انہی کے ایمان نہ لائے بلکہ کہنے لگے کہ یہ جادو گر ہے کہ ہمیشہ ہی

۱۰ حرام بخاورائے مہلتین لمحان بکسر میم و سکون لام و حائے مہملہ ۱۲ نہ رحمۃ اللہ علیہ

ایسا کیا کرتے اور اپنے مشاہدہ کو یہ ٹھہرایا کہ نگاہوں پر ہماری جادو کیا کہ ہمیں ایسا
نظراً بالعمیظ نطقت به کبر۔ اسی محض کے کلام اللہ میں بھی ذکر ہے :

اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَالشَّقَاقِمَةُ
وَإِنْ يَرَوْا آيَةً يُعْرِضُوا وَيَقُولُوا سِحْرٌ
مُسْتَمِرٌّ

(پ: ۲۴ - سورہ قمر)

(یعنی) قریب ہوئی قیامت اور بھٹ
گیا چاند اور اگر دیکھتے ہیں کوئی معجزہ منہ
پھیرتے ہیں اور کہتے ہیں جادو ہے کہ ہمیشہ
سے چلا آتا ہے۔

اور احادیث متواترہ سے بھی یہ معجزہ ثابت ہے کفار نے باہم یہ کہا کہ اگر نظر بندی
ہے تو باہر کے لوگوں کو ایسا معلوم نہ ہوا ہوگا دور کے شہروں سے ان دنوں جو
اشخاص مکہ آئے ان سے پوچھا سب نے بیان کیا فی الواقع ایسا ہوا ہے اور
ہم نے چاند کو دو ٹکڑے دیکھا۔ اس معجزے پر بے دینوں نے دو اعتراض کیے
ہیں ایک یہ کہ چاند اور سورج اور سب اجرام علویہ میں خرق والتیام نہیں ہوتا
سو ہر اعتراض محض یہودہ ہے۔ اہل ملت یعنی اہل اسلام اور یہود اور نصاریٰ
ہرگز اس بات کے قائل نہیں اور حکماء میں صرف مشائخ اس بات کے قائل ہیں
سو کوئی دلیل اس بات پر کہ چاند اور سورج اور ہر ستارہ قابل خرق والتیام
نہیں قائم نہیں کی۔ چنانچہ صدر شیرازی نے شرح ہدایت الحکمۃ میں کہ مشہور لصدرا
اپنے اس بات کو دو مقام پر لکھا ہے اور حکمائے انگلستان نے کہ بر وضع فیتاغورس
اشراقی ہیئت کو قائم کیا ہے بھی ثابت کیا ہے کہ سب ستارے مثل زمین کے
قابل خرق والتیام ہیں۔ دوسرا یہ کہ اگر امر واقع ہوتا تو بلا دور دست کے لوگ
بھی اُسے دیکھتے اور ان کی تواریخ میں بھی مندرج ہوتا سو اس کا جواب یہ ہے
کہ دور دست کے لوگوں سے بوقت وقوع جو اہل مکہ نے دریافت کیا سب نے
مشاہدہ بیان کیا اور تاریخ فضلی میں مشاہدہ کرنا ہندوستان کے ایک راجہ کا اپنے
محل پر سے چاند کا شق ہونا اور اپنے ہنڈیوں کے تباہی سے دریافت کرنا کہ یہ
معجزہ پچھمبر آخر الزمان کا ہوگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں ایچی بھیجا اور

مسلمان ہو کے مسیٰ لعبد اللہ ہونا مذکور ہے اور سوانح الحرمین میں بھی یہ قصہ مذکور ہے اور لکھا ہے کہ وہ شہر دھار کا راجہ تھا اور کنارہ شہر پر اس کی قبر ہے اور بہتیری جگہ اس وقت دن ہوگا کہ قواعد سمیت سے ثابت ہوتا ہے اور بہتیری جگہ چاند برف میں یا ابر میں چھپا ہوگا ایسی جگہوں کے لوگ چاند کے حال پر اس وقت کیے مطلع ہوتے۔ قطع نظر ازیں رات کو لوگوں کی عادت ہے مسقف مکان میں بیٹھے ہیں ہر آدمی کی نظر چاند پر نہیں ہوتی اور مثل کسوف اور خسوف کے ہلے سے اس امر کا انتظار نہ تھا اور پھر دوپہر تو وقت اس امر کو نہیں ہوا تھا پس اکثر اشخاص کا مطلع نہ ہونا اور اپنی تواریخ میں نہ لکھنا موجب تعجب نہیں تو ریت متداول یہود اور نصاریٰ میں حضرت یوشع کے لیے آفتاب کا ٹھہر جانا مذکور ہے اس کو اور بلاد کے لوگوں نے نہیں دیکھا اور نہ اپنی تواریخ میں کسی نے درج کیا حالانکہ وہ قصہ دن کا تھا پس جس طرح بسبب عدم اندراج کے تواریخ دیگر اہم میں اس قصہ کی تکذیب لازم نہیں آتی اس قصہ کی کہ رات کا تھا بطریق اولیٰ تکذیب نہیں ہو سکتی۔ رسالہ الکلام المبین میں راقم نے اس مقام کو زیادہ تفصیل سے لکھا ہے اور مولوی رفیع الدین صاحب کا ایک رسالہ خاص اسی اعتراض کے جواب میں بہت اچھا ہے۔ معجزہ ۱۳۱ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خیر میں ایک دن حضرت علی کے زانو پر تکیہ لگائے سوتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز عصر کی نہیں پڑھی تھی اور آفتاب غروب ہو گیا تھا۔ آپ جاگے حضرت علی نے عرض کیا کہ میری نماز عصر کی فوت ہو گئی ہے۔ آپ نے دعا مانگی آفتاب پھر آیا اور دھوپ اُس کی پہاڑ پر پڑی حضرت علی نے نماز عصر کی پڑھ لی۔ ف یہ بھی معجزہ محققین محدثین کے نزدیک طرق معتبرہ سے ثابت ہے۔ معجزہ ۱۳۲ حضرت ابو ہریرہ کی مال ان کے پاس مدینہ میں آئیں انہوں نے اس سے اسلام لانے کو کہا۔ اسی نے انکار کیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو برا رنج ہوا اور روتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

معجزہ ۱۳۱

معجزہ ۱۳۲

کے حضور میں آئے اور حال عرض کیا اور آپ سے دعا اپنی ماں کی ہدایت کی چاہی
 آپ نے فرمایا اللّٰهُمَّ اَبْدِ اُمِّ اَبِي بَرْزَةَ (یا اللہ ہدایت کر ابو ہریرہ کی ماں کو) اس کے
 بعد ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے گھر کو گئے دیکھا کہ کوارٹر بند تھے اور پانی گرنے کی
 آواز جیسے کوئی نہاتا ہو آتی تھی۔ ابو ہریرہ نے کوارٹر کھلوائے اُن کی ماں نے کہا ٹھہر،
 جب نہا چکیں حضرت ابو ہریرہ کو بلایا اور کہا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ
 اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ابو ہریرہ نہایت خوش ہوئے یہاں
 تک کہ بسبب خوشی کے انہیں رونا آیا اکثر شدت خوشی میں بھی رونا آجاتا ہے سو
 روتے ہوئے حضور اقدس میں حاضر ہوئے اور اپنی ماں کے اسلام کا حال عرض کیا
 سبحان اللہ کیا تصرف ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ یا ماں ابو ہریرہ کی ایسی کافرہ
 شدیدۃ العناد تھی یا آپ کے دعا مانگتے ہی جھٹ پٹ نہا کے مسلمان ہو گئیں اَللّٰهُمَّ
 حَسْبِ عَلٰی اَشْرَفِ الْمُرْسَلِيْنَ حَبِيْبِكَ وَصَنِيْعِكَ وَاللّٰهُ اَجْمَعِيْنَ معجزہ ۲۵ جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو ہریرہ کے لیے تھوڑے چھوہاروں میں دعائے
 برکت کی اور فرمایا کہ اپنے گوشہ دان میں ڈال رکھو اُن چھوہاروں میں ایسی برکت
 ہوئی کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ قریب تیس برس کے ہمیشہ اس میں سے خرچ
 کرتے رہے اور منوں چھوہارے اللہ کی راہ میں دیئے اور وہ کم نہ ہوئے پر روز شہادت
 حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وہ گوشہ دان کھو گیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بڑا
 رنج ہوا۔ شعران کا اس باب میں مشہور ہے۔

لِلنَّاسِ هَمٌّ وَّلِيٌّ فِي الْيَوْمِ هَمَّانٍ | فَقَدْ الْجِرَابِ وَقَتْلُ الشُّيْخِ عُثْمَانَ
 یعنی لوگوں کو ایک غم ہے اور آج مجھے دو غم ہیں ایک گم ہو جانا گوشہ دان کا دوسرا مقتول ہونا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا۔
 معجزہ ۲۶ سلمہ بن اکوع کی جنگ خیبر میں نینڈلی میں ایسا زخم آیا تھا کہ لوگ کہتے تھے معجزہ ۲۶
 کہ سلمہ نہ بچیں گے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک پھیر دیا فوراً زخم
 ایسا اچھا ہو گیا کہ گویا لگا ہی نہ تھا۔ معجزہ ۲۷ قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی ایک غزوة
 میں بسبب زخم کے آنکھ نکل کر رخسار سے پر بہہ آئی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے دست مبارک سے آنکھ کو اُس کی جگہ پر رکھ دیا فوراً اچھی ہو گئی دوسری آنکھ سے
اس میں زیادہ روشنی تھی۔ فت یہ معجزہ مشہور ہے اور اولاد قتادہ رضی اللہ عنہ میں
میں اس کا تفاخر تھا۔ عمر بن عبدالعزیز خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کو قتادہ رضی اللہ عنہ
کے بیٹے گئے اور انہوں نے یہ اشعار پڑھے

أَنَا بِنُ الذِّي سَأَلْتُ عَلَى الخَدِّ عَيْنُهُ
فَرَدَّتْ بِكَفِّ المِصْطَفَى أَيَّمَا رَجَبٍ
فَعَادَتْ كَمَا كَانَتْ بِأَحْسَنِ وَجْهِهَا
فِي أَحْسَنِ عَيْنٍ وَ يَا أَحْسَنَ خَدِّ

ترجمہ میں بیٹوں اُس شخص کا کہ بہہ آئی رخسار سے پر آنکھ اُس کی پہن پھیر رکھی تھی
کف مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا اچھا پھیر رکھنا تھا سو ہو گئی جیسی تھی خوب اچھی طرح
سو کیا اچھی آنکھ تھی اور کیا اچھا رخسار ہے۔

معجزہ ۱۸ ایک صحابی کے ہاتھ میں غرود تھا ایسا سخت کہ بسبب اس کے تلوار نہیں پکڑ
سکتے تھے۔ آپ نے کف مبارک اس پر رکھ کے اُسے دبا کے ہاتھ کو چکر دیا اور فوراً
اچھا ہو گیا۔ معجزہ ۱۹ حضرت علی کے لیے آپ نے دعا فرمائی تھی کہ سردی گرمی کی
تکلیف انہیں کبھی نہ پہنچے ایسا حال اُن کا ہو گیا کہ گرمیوں میں جاڑوں کے کپڑے
اور جاڑوں میں گرمیوں کے پہنتے تھے اور کچھ تکلیف گرمی سردی کی نہیں معلوم ہوتی
تھی۔ معجزہ ۲۰ حضرت سعد بن ابی وقاص کے لیے آپ نے دعا فرمائی کہ خدا سے تعالیٰ معجزہ
اُن کی دعا قبول کرے۔ پھر جو دعا حضرت سعد کیا کرتے تھے قبول ہوتی تھی۔ معجزہ ۲۱
حضرت انس بن مالک کے لیے آپ نے طول عمر اور کثرت اولاد اور برکت کی دعا
کی تھی سو نوبتوں سے زیادہ اُن کی عمر ہوئی اور اولاد کی بھی کثرت ہوئی یہاں تک کہ
اُن کی حیات میں سو سے زیادہ اُن کی اولاد بیٹے پوتے ہو چکے تھے اور برکت کا حال
اُن کے اموال میں یہ تھا کہ باغ اُن کا ہر سال میں دو بار پھل لاتا تھا۔ معجزہ ۲۲ ایک
اندھا حضور اقدس میں آیا اور اُس نے درخواست کی کہ میری آنکھیں اچھی ہو
جائیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اچھی طرح وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے
یہ دعا پڑھے :

کے ساتھ اس طرح ہولیا جیسے اونٹ اپنی مہار پکڑنے والے کے ساتھ ہولیا سے
 آپ نے اُس کو اُس جگہ ٹھہرایا جو بیجا بیج مسافت کا دونوں درختوں میں تھا اور
 دوسرے درخت کو بھی اسی طرح شاخ پکڑ کے لے آئے اور دونوں درختوں سے
 آپ نے فرمایا کہ مل جاؤ، دونوں مل گئے۔ آپ نے اُن کی آڑ میں قضائے
 حاجت سے فرائع حاصل کیا۔ حضرت جابر کہتے ہیں کہ میرا خیال اور طرف تھا
 پھر میں نے دیکھا کہ آپ تشریف لاتے ہیں اور اپنی جگہ دونوں درخت جا کر قائم
 ہو گئے۔ معجزہ ۲۵ آپ ایک جنگل میں چلے جاتے تھے۔ ایک بہرنی نے آپ کو
 پکارا یا رسول اللہ۔ آپ نے دیکھا کہ ایک اعرابی سو رہا ہے اور بہرنی بندھی ہے
 آپ نے پوچھا کیا کہتی ہے اس نے عرض کیا کہ اس اعرابی نے مجھے شکار کیا ہے
 میرے بچے اس پہاڑ میں ہیں وہ بھوکے ہیں اور میرے تھن دودھ سے بھرے
 ہیں اگر آپ مجھے کھول دیں تو بچوں کو دودھ پلا کے پھر آ جاؤں گی۔ آپ نے
 اس سے عہد لیا۔ اس نے کہا میں بیشک پھر آؤں گی۔ آپ نے بہرنی کو کھول دیا
 وہ حسب وعدہ بچوں کو دودھ پلا کے آگئی۔ آپ نے اُسے پھر باندھ دیا۔ اس
 عرصہ میں وہ اعرابی جاگا آپ کے وہاں تشریف رکھنے کا سبب پوچھا۔ آپ نے
 بیان کیا اور آپ کی مرضی کے موافق اس اعرابی نے بہرنی کو چھوڑ دیا اور بہرنی
 جنگل میں کہتی تھی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ف بہرنی کے اس
 قصہ کی روایت میں بعضے محدثین نے کلام کیا ہے اور اس کو موضوع کہا، مگر
 محققین محدثین کے نزدیک یہ روایت معتبر ہے اور موضوع کہنا بے جا ہے۔
 معجزہ ۲۶ مسجد شریف میں آپ ایک ستون سے تکیہ لگا کے خطبہ فرمایا کرتے معجزہ ۲۷
 تھے۔ جب آپ نے منبر نوایا آپ خطبہ منبر پر فرمانے لگے ستون ایک بارگی چلا چلا
 کے رونے لگا اس طرح کہ قریب تھا کہ پھٹ جائے آپ نے منبر پر سے اتر کے
 اس ستون کو چٹا لیا تب آہستہ آہستہ رونے سے چپ ہوا۔ ف حدیث گریہ
 ستون بھی متواتر ہے اور حسن بصری نے فرمایا کہ مسلمانو ایک لکڑی جناب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے شوق سے ایسی بقیار ہوئی کہ ہمیں اس سے زیادہ شوق خواب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہونا چاہیے۔ معجزہ ۳۰ ایک بار منبر پر آنے

خطبہ فرمایا کہ خدای تعالیٰ اپنی بزرگی بیان فرماتا ہے اَنَا الْجَبَّارُ اَنَا الْكَبِيرُ الْمَتَعَا

۱ میں جبار ہوں میں بڑا ہوں بہت بلندی والا، منبر خوب تھرتھرا رہا۔ آپ نے جو

عظمت الہی کو بیان کیا اس کی ایسی تاثیر منبر پر ہوئی۔ معجزہ ۳۱ حضرت عباس

سے ایک دن آپ نے فرمایا کہ تم مع اپنی اولاد کے اپنے مکان پر صبح کو ہونا میں

آؤں گا۔ صبح کو آپ نے ہاں تشریف لے گئے اور حضرت عباس اور ان کی اولاد کو

ایک کپڑا اڑھا دیا اور دعا کی الہی ان کو اپنے عذاب سے محفوظ رکھ جیسے میں نے

۲ اس کپڑے سے ڈھانک لیا ہے۔ اسی وقت مکان کی چوکھٹ اور بازو نے

۳ آئین آئین کہا۔ معجزہ ۳۲ ایک سفر میں آپ کی ایک اونٹنی گم ہو گئی۔ ایک منافق

نے ایک صحابی کے ڈیرے میں یہ بات کہی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آسمان کی

خبریں بتاتے ہیں یہ معلوم ہی نہیں کہ ان کی اونٹنی کہاں ہے۔ اسی وقت اللہ جل جلالہ

نے منافق کے اس مقولہ کی آپ کو خبر دی اور سبھی مطلع کیا کہ فلانی جگہ درخت میں

مہار اونٹنی کی اٹک گئی ہے وہاں ہے۔ آپ نے اپنے خیمہ میں ان صحابی کے

دوبروجن کے ڈیرے میں منافق نے یہ طعن کیا تھا ارشاد کیا کہ ابھی ایک منافق نے

یہ طعن کی ہے سو میں تو دعویٰ نہیں کرتا کہ بے تپائے اللہ تعالیٰ کے مجھے کچھ معلوم

ہو جاتا ہے۔ اب خدائے تعالیٰ نے مجھے مطلع کر دیا کہ فلانی جگہ اونٹنی کی مہار

ایک درخت میں الجھ گئی ہے لوگوں نے اسی جگہ اسی کیفیت سے اونٹنی کو پایا اور

لے آئے اور ان صحابی نے اپنے ڈیرے پر جا کے جب اس قصہ کا ذکر کیا تب

معلوم ہوا کہ ان میں سے ڈیرے میں منافق نے یہ بات کہی تھی اور نام اس منافق

کا زید بن نصیب تھا بہ لام و صا و مہملہ۔ معجزہ ۳۳ عبداللہ بن جحش کی تلوار غزوہ احد

میں ٹوٹ گئی۔ آپ نے ایک لکڑی ان کو دے دی۔ بہت خاصی تلوار ہو گئی

اور ہمیشہ ان کے پاس رہی۔ معجزہ ۳۴ جابر بن عبداللہ سجلی رضی اللہ عنہ گھوڑے

رضی اللہ عنہ گھوڑے پر نہیں ٹھہر سکتے تھے انھوں نے یہ حال عرض کیا۔ آپ نے ان کے سینہ پر ہاتھ مارا اور ان کے لیے آپ نے دعا کی کہ گھوڑے پر ثابت رہیں نہ گریں بعد اس کے وہ کبھی گھوڑے پر سے گرے۔ معجزہ ۴۱ ابو طلحہ انصاری کا ایک گھوڑا بہت کند رفتار تھا۔ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سوار ہوئے ایسا تیز رفتار ہو گیا کہ مانند دریا کے چال چلتا تھا۔ معجزہ ۴۲ ایک بلع میں آپ گھسٹ لے گئے وہاں کچھ بکریاں تھیں سب نے آپ کو سجدہ کیا۔ معجزہ ۴۳ اونٹ نے آپ کو سجدہ کیا اور اپنا حال عرض کیا قلت علف اور کثرت محنت کی شکایت کی اور آپ نے اس کے مالکوں سے اس کی سفارش کی ف اونٹ کا سجدہ کرنا آپ کو بہت طریقوں سے محمدین کے نزدیک ثابت ہے۔ معجزہ ۴۴ رکانہ مکے میں ایک بڑا پہلوان تھا کسی سے اس کی پیٹھ زمین پر نہیں لگی تھی۔ ایک دن آپ اس کے پاس جنگل میں جہاں وہ بکریاں چراتا تھا پہنچے۔ اس نے کہا کہ تم ہمارے معبودوں کو برا کہتے ہو آج مجھے خوب لکھنے ملے۔ آپ نے اس سے کہا کہ تو مسلمان ہو جا۔ اس نے کہا کہ تم مجھ سے کشتی لڑو اگر تم مجھے پھار دو تو میں دس بکریاں دوں گا آپ اس سے کشتی لڑے اور اس کو پھارنا اس نے کہا کہ میری لات وعزی نے مدد نہ کی اور تمہارا رب غالب آیا آج تک میری کسی نے پیٹھ زمین پر نہیں لگائی پھر لڑو اور دس بکریاں دوں گا اگر تم مجھے پھار دو گے۔ آپ نے پھر اسے پھارنا۔ پھر اس نے ویسی ہی تقریر کی اور میری بار بھی آپ نے اسے پھارنا۔ اس نے کہا کہ تیس بکریاں میری بکریوں میں سے پسند کر لو۔ آپ نے نہ لیں اور کہا کہ میری خوشی یہ ہے کہ مسلمان ہو جاتا کہ دوزخ سے نجات پاوے۔ اس نے معجزہ طلب کیا کہ ایک درخت سمرہ کا وہاں تھا سو آپ نے اس درخت کو بلایا وہ درخت چرکے دو ہو گیا اور ایک ان میں سے وہاں چلا آیا اور رکانہ کے درمیان کھڑا ہو گیا۔ رکانہ نے کہا کہ معجزہ تو خوب دکھایا (اب) اس سے کہہ دو کہ چلا جاوے۔ آپ نے فرمایا کہ جو چلا جاوے تو تو مسلمان ہو جاوے گا اس نے کہا۔ ہاں۔ آپ کے کہنے

سے وہ چلا گیا اور دونوں مل کے ایک ہو گئے۔ آپ نے رکاز سے کہا کہ اب مسلمان ہو جا۔ رکاز نے کہا کہ اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو عورتیں مکہ لی مجھے کہیں گی کہ رکاز مارے ڈر کے مسلمان ہو گیا اس وقت تو رکاز مسلمان نہ ہوا لیکن فتح مکہ میں مسلمان ہو گیا۔ معجزہ ۲۹۰ ایک اعرابی نے حضور اقدس میں خشک سالی کی شکایت کی اور کہا کہ مینہ نہ برسے سے لڑکے با لے اور چار پائے مرے جلتے ہیں۔ آپ مینہ کے لیے دعا فرمائی۔ آپ مسجد شریف میں اس وقت تشریف رکھتے تھے اور جمعہ کا دن تھا اور بوقت خطبہ کے اس اعرابی نے یہ بات کہی تھی آپ نے مینہ کے لیے دعا فرمائی اسی وقت مینہ برسنا شروع ہوا اور دوسرے جمعہ تک اتنا برسا کہ لوگ کھہ گئے۔ اسی اعرابی نے یا اور کسی شخص نے پھرا کر عرض کی اب مینہ کی کثرت سے بڑی تکلیف ہے۔ آپ نے فرمایا الہی گرد ہمارے بر سے ہم پر نہ برسے اور آپ نے جدھر کو اشارہ کیا مینہ کھل گیا اور گردا گرد مدینہ کے برستا رہا۔ معجزہ ۲۹۱ نجاشی بادشاہ حبشہ کا جس وقت انتقال ہوا اسی وقت آپ نے مدینہ میں خبر دی اور اس کے جنازے کی نماز غائبانہ پڑھی ف اسی حدیث کے موافق امام شافعی کے نزدیک نماز جنازہ غائب پر جائز ہے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ اس وقت جنازہ نجاشی کا جناب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر تھا۔ آپ نے غائب پر نماز نہیں پڑھی۔ معجزہ ۲۹۲ ایک یہودی متصل مدینہ طیبہ کے بکریاں چراتا تھا ایک بھیڑ یا اس کی ایک بکری لے گیا۔ چرانے والے نے جھپٹ کے بھیڑیے سے بکری کو چھین لیا بھیڑ یا ایک ٹیلے پر جا بیٹھا اور کہنے لگا تو نے میرا قوت (رزق) جو مجھے حق تعالیٰ نے دیا تھا مجھ سے چھین لیا۔ بکری چرانے والا تاجر بکری کے کہنے لگا کہ بھیڑ یا آدمی کی طرح باتیں کرتا ہے۔ بھیڑیے نے کہا اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ درمیان ان دونوں پہاڑوں کے یعنی مدینہ طیبہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم باتیں گزری اور آنے والی بیان کرتے ہیں۔ اس یہودی نے اسی وقت حضور اقدس میں حاضر ہو کے حال بیان کیا اور مسلمان ہو گیا۔ معجزہ ۲۹۳ ایک

بار ابو جہل نے کہا کہ جو میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھوں گا مٹی میں منہ ملتے یعنی
 سجدہ کرتے اپنی لات سے اُن کی گردن دبا دوں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 مسجد حرام میں تشریف لائے اور نماز پڑھنے لگے۔ بوقت سجدہ اس ملعون نے
 بارادہ مذکور آپ کی طرف قصد کیا اور پاس پہنچنے سے پہلے بے تحاشا بھاگا لوگوں
 نے کہا کہ کیا ہوا اس نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ میرے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے
 درمیان ایک خندق آگ کی ہے اور میں نے پر دیکھے فرشتوں کے اس لیے میں ڈر
 کے بھاگا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ آگ بڑھتا تو فرشتے اُس کی بوٹی بوٹی لے جاتے۔
 معجزہ ۵۰ ایک مرتبہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے آپ سے درخواست کی کہ
 حضرت جبرئیل علیہ السلام کو مجھے دکھا دیجئے آپ نے فرمایا کہ تم دیکھ نہ سکو گے۔
 انہوں نے اصرار کیا۔ آپ نے کہا کہ کعبہ کی طرف دیکھو انہوں نے کعبہ شریف کی
 چھت پر حضرت جبرئیل کو دیکھا پھر اُن کے زبرجد کے نہایت درخشاں اُس
 کی چمک سے حضرت حمزہ کی آنکھیں خیرہ ہو گئیں اور غش کھا کے گرے بعد اس
 کے حضرت جبرئیل غائب ہو گئے اور حضرت حمزہ ہوش میں آئے۔

خاتمہ شفاعت کبریٰ کے بیان میں

اللہ جل جلالہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے عالم سے
 اشرف بنایا اور محبوب خاص اپنا کیا ظہور اس کا بر ملا ہر وجہ اتم پرور قیامت
 بوقت قائم ہونے آپ کے مقام محمود میں اور کرنے شفاعت کبریٰ کے ہو گا او
 اخیر معاملہ آپ کا جو متعلق اس عالم سے ہے شفاعت کبریٰ ہے لہذا ختم کرنا
 تواریخ حبیب الہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیان شفاعت کبریٰ پر مناسب معلوم
 ہوا اور ایک نکتہ اختتام کتاب میں بیان شفاعت کبریٰ پر تفادول نیک ہے جیسے
 امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم کو بیان وسعت رحمت الہی پر پختہ کیا ہے۔

اور تفاعل اس طرح قائم کیا ہے کہ جس طرح کتاب کا خاتمہ بیان وسعت رحمت الہی پر ہو خدائی تعالیٰ مولف کا خاتمہ ایسا ہی کرے کہ رحمت واسعہ الہی اس کے شامل ہو ایسے ہی فقیر گنہگار کو اس رسالہ کے ختم میں بیان شفاعت کبریٰ سے تفاعل بایں وضع منظور ہے کہ جیسے اس کتاب کا خاتمہ بیان شفاعت کبریٰ پر ہوا خدائے تعالیٰ مولف حقیر کا خاتمہ ایسا ہی کرے کہ شفاعت جناب حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کو نصیب ہو۔

بیان شفاعت کبریٰ

صحیح بخاری وغیرہ کتب معتبرہ حدیث میں وارد ہے کہ قیامت کے دن بسبب درازی اس دن کے اور شدت نکالینے کے گرمی شدت کی بسبب قرب آفتاب کے ہوگی اور زمین نہایت گرم ہوگی۔ مشہور ہے کہ تانبے کی زمین ہوگی اور عرق (سپینہ) بقدر اعمال لوگوں کے بدن پر ہوگا کسی کے ٹخنوں تک کسی کے زانو تک اور کسی کے زیادہ اس سے اور کافروں کے منہ تک ہو کے بطور لگام ہو جائیگا اور کسی کو اونٹوں نے یا بیل گائے مینڈھی بکریوں نے بسبب نہ دینے زکوٰۃ کے پھارٹا ہوگا اور اونٹ کاٹتے ہوں گے اور پاؤں سے کھونڈتے ہوں گے اور گائے بیل اور مینڈھے بھیڑ بکریاں سینگوں سے مارتی ہوں گی اور پاؤں سے کھونڈتی ہوں گی اور بھی تکلیفیں شدید ہوں گی اور خدائے تعالیٰ کمال غضب میں ہوگا اور متوجہ طرف حساب کے نہ ہوگا لوگ بہت گھبراہٹیں گے اور نوبت یہاں تک پہنچے گی کہ کہیں گے چاہے جہنم ہی کا حکم ہو جائے ناپرسانی سے نجات ہو آپس میں مشورہ کر کے کہیں گے کہ کوئی شفیع قائم کرنا چاہیے کہ اللہ جل جلالہ کے حضور میں سفارش کر کے ہم لوگوں کو اس بلا سے نجات دلوائے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور کہیں گے کہ خدائے تعالیٰ کے حضور میں ہماری شفاعت کرو کہ ہم مصیبت سے نجات پادیں وہ کہیں گے لَسْتُ هُنَاكُمْ مِيرَاتِبِهِ يَوْمَئِذٍ - آج اللہ تعالیٰ ایسے غضب میں ہے کہ ایسا کبھی نہیں ہوا اور میں نے خلاف حکم الہی کے گہیوں بہشت

میں کھالیا تھا اس سبب سے میری جرأت نہیں ہوتی کہ شفاعت کروں لیکن تم لوگ نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ پہلے پیغمبر بڑی دعوت والے ہیں لوگ نوح علیہ السلام کے پاس جاویں گے اور ان کی تعریف بیان کر کے ان سے شفاعت کے واسطے کہیں گے وہ بھی فرمادیں گے لَسْتُ هُنَاکُمْ میں اس کام کا نہیں ہوں میں نے خلاف مرضی الہی اپنے بیٹے کے لیے جو کافر تھا دعا کی تھی کہ ڈوبنے سے بچ جاوے مجھے اس گناہ کا ڈر ہے لیکن تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ کہ وہ دوست خدائے تعالیٰ کے ہیں۔ لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاویں گے اور ان کی تعریف کر کے شفاعت کے واسطے کہیں گے وہ بھی فرمائیں گے لَسْتُ هُنَاکُمْ میں اس کام کا نہیں ہوں اور عذر یہ کریں گے کہ میں نے اپنی عمر میں تین جھوٹ بولے تھے ان کے مواخذے کا مجھے ڈر ہے تم موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس جاؤ۔ ان سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا اور تورات ان پر نازل کی۔ تین جھوٹ کہا حضرت ابراہیم نے تین باتوں کو کہ ظاہر میں جھوٹ تھیں حقیقت میں جھوٹ نہ تھیں۔ ایک یہ کہ جب کفار میلے کو جاتے تھے اور ان کو ساتھ لے جانا چاہتے تھے انہوں نے تساروں کی طرف دیکھ کے کہا کہ میں بیمار ہوں منظور یہ تھا کہ آگے ساتھ نہ جاویں اور بیماری سے بیماری روحانی مراد تھی کہ یہ سبب ان کی صحبت اور حرکات مشرک کے تکلیف دہ ہیں تھے۔ ظاہر میں تساروں کی طرف دیکھ کے یہ کلمہ کہا ان کے ذہن میں یہ بات ڈالنے کو کہ تساروں کی گردش سے انہوں نے اپنا آئینہ بیمار ہونا دریافت کیا ہے وہ لوگ معتقد نجوم کے تھے لہذا انہیں چھوڑ گئے۔ دوسرے یہ کہ بتوں کو حضرت ابراہیم نے بعد ازاں کہ کفار میلے کو چلے گئے تھے تبر سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور تبر (کلباڑا) کو ایک بڑے بت کے گز سے پردہ دیا۔ جب کفار نے پوچھا کہ بتوں کو کس نے توڑا حضرت ابراہیم نے

۱۰۔ ان کا یہ کہنا بطور تواضع ہے ورنہ انبیاء گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں۔ (نامشر)

کہا اس بڑے بت نے توڑا ان بڑے بتوں سے پوچھ دیکھو اگر بولتے ہوں۔ یہاں
 بھی حقیقت کلام مراد نہیں تھی بلکہ منظور یہ تھا کہ کفار کی زبان سے اقرار اس بات
 کا کہ بت ایسا کام نہیں کر سکتے کہ اگر الزام ان پر قائم کریں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا تبیر کے
 یہ کہ جب حضرت ابراہیمؑ ہجرت کر کے اپنے وطن سے چلے مصر میں وارد ہوئے وہاں ایک
 بادشاہ ظالم تھا خوبصورت عورتوں کو چھین لیتا تھا اور شوہر کو جو اس کے ساتھ ہوتا
 تھا مار ڈالتا تھا۔ حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ بی بی سارہ تھیں بہت خوبصورت حضرت
 ابراہیمؑ نے ان لوگوں سے کہا کہ یہ میری بہن ہے مقصود بہن ہونا باعتبار دین کے
 تھا۔ اگرچہ یہ تین باتیں جھوٹ اور قابل مواخذے کے نہ تھیں لیکن انبیائے کرام
 کا مقام بہت عالی ہے اور جس قدر قرب جناب الہی سے زیادہ ہوتا ہے اتنا ہی
 خوف زیادہ ہوتا ہے لہذا حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام کو ان باتوں کا خوف ہوگا اور
 شفاعت میں غدر کریں گے۔ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاویں گے اور
 ان کی تعریف کر کے ان سے شفاعت کے لیے کہیں گے وہ بھی یہی کہیں گے میں
 اس کام کا نہیں ہوں میرے ہاتھ سے قبطی مارا گیا تھا مجھے اس کا ڈر ہے۔ مراد
 وہ قصہ ہے جو سورہ قصص میں مذکور ہے کہ ایک قبطی ایک بنی اسرائیل کو بیگار میں
 پکڑے لیے جاتا تھا اور حضرت موسیٰ ادھر سے نکلے بنی اسرائیل نے ان سے فریاد
 کی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک گھونسا اس قبطی کے مارا وہ مر گیا جو کہ حکم قتل کفار
 کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نہیں ہوا تھا لہذا نادم ہوئے اور خدائے تعالیٰ نے بخش
 دیا۔ سو با آنکہ وہ گناہ (غرض) معاف ہو گیا ہے حضرت موسیٰ پر بنظر شان جلال الہی
 و روز پر ہول قیامت اس کا خوف ہوگا اور شفاعت کرنے میں غدر کریں گے اور
 کہیں گے کہ تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ خداوند تعالیٰ نے اپنے کلمہ کن سے ان
 کو پیدا کیا ہے بغیر باپ کے۔ لوگ حضرت عیسیٰ کے پاس جاویں گے وہ بھی فرماویں
 گے کہ میں اس کام کا نہیں ہوں میرے بعد نصاریٰ نے مجھے معبود قرار دیا مجھے اس
 بات کے مواخذہ کا ڈر ہے لیکن تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ خدائے تعالیٰ

نے ان کے اگلے پچھلے گناہ سب معاف کیے ہیں لوگ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حضور میں آویں گے اور درخواست شفاعت کی کریں گے۔ آپ اس وقت مستعد ہو کے فرماویں گے کہ اتنی کہا میں اس کام کے لیے ہوں اور آپ اس وقت اللہ جل جلالہ کے حضور میں حاضر ہو کے سجدہ کریں گے اور سجدے میں اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کریں گے۔ آپ نے فرمایا کہ میں اس وقت ایسے محامد الہی بیان کروں گا۔ کہ اس وقت میرے ذہن میں نہیں ہیں اسی وقت خدا تعالیٰ میرے دل میں ڈالے گا اور جتنی دیر تک خدا تعالیٰ چاہے گا میں سجدے میں رہوں گا پھر اللہ تعالیٰ فرماوے گا یا محمد ارفع رأسک و سل تعط و اشفع تشفع (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) سر اٹھاؤ جو تم مانگو گے ملے گا اور جس کی شفاعت کرو گے قبول ہوگی) سبحان اللہ کیا رتبہ ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ایسے وقت میں کہ اللہ جل جلالہ غضب ناک ہوگا اور سب انبیائے کرام اولوالعزم مارے ڈر کے تھر تھراتے ہوں گے ہمارے پیغمبر صاحب سے اللہ تعالیٰ ایسا کلمہ فرماوے گا جیسا کمال خوشی و رضامندی میں بادشاہ اپنے تابعین اور مقربین سے کہتے ہیں مانگ کیا مانگتا ہے سبب اس کا یہی ہے کہ آپ محبوب و معشوق الہی ہیں اس وقت شان محبوبیت کا مجمع اولین و آخرین میں ظہور ہوگا۔ آپ سر اٹھائیں گے اور کہیں گے یا رب اُمَّتِی اُمَّتِی۔ قربان ایسے پیغمبر رؤف و رحیم کے ایسے وقت میں کہ سب انبیائے اولوالعزم نفسی نفسی کہیں گے آپ اپنی اُمت کے لیے درخواست مغفرت کی کریں گے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی الرَّسُوْلِ الْکَرِیْمِ بِالْمُسُوْمِیْنَ رُوْفًا وَرَحِیْمًا۔ اس مقام شفاعت میں قائم ہونا اور خلاق کو مول محشر سے چھڑانا اور پھر دوزخ سے نجات دلانا یہی قائم ہونا آپ کا مقام محمود میں ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ عَلَیْهِ اَنْ یَّبْعَثَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (پ) بالجملہ اللہ جل جلالہ بندوں کا حساب کر کے بہشت اور دوزخ کا حکم جاری کرے گا اور سب موطن یعنی مقامات محشر کے طے ہوں گے پلصراط وغیرہ اور آپ اپنی اُمت کی رفاہ

ہر جگہ چاہیں گے اور فضل الہی شامل حال آپ کی امت کے ہوگا جو لوگ بسبب شامت
 اعمال کے دوزخ میں پڑیں گے ان کے لیے خدائے تعالیٰ آپ سے فرمائے گا
 کہ جس کے دل میں جو برابر ایمان ہو اس کو دوزخ سے نکال لے جاؤ۔ آپ دوزخ
 پر تشریف لے جاویں گے اور موافق حد مذکور کے دوزخ سے نکلوا کے بہشت میں
 داخل کریں گے۔ پھر آپ اللہ جل جلالہ کے حضور میں جا کے سجدہ کریں گے اور
 محامد الہی زبان سے کہیں گے اور حتیٰ دیر تک خدائے تعالیٰ چاہے گا سجدے
 میں رہیں گے پھر اللہ تعالیٰ فرمادے گا يَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَأْسَكَ سَلِّ تَعَطَّ
وَابْتَغِ بُشْفَعُ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) سر اٹھاؤ اور جو کچھ مانگو گے پاؤ گے اور جس کی
 سفارش کرو گے قبول ہوگی) آپ سر اٹھا کر کہیں گے يَا رَبِّ اُمَّتِي اُمَّتِي پھر اللہ تعالیٰ
 یہ حد مقرر کرے گا کہ جس کے دل میں رانی برابر ایمان ہو اس کو دوزخ سے نکال لے
 جاؤ۔ آپ دوزخ پر جا کے اس حد کے موافق لوگوں کو نکال لے جاویں گے اور
 بہشت میں داخل کریں گے پھر اللہ جل جلالہ کے حضور میں جا کے سجدہ کریں گے اور
 حمد الہی بدستور سابق بجالا دیں گے پھر خدائے تعالیٰ فرمادے گا يَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ
رَأْسَكَ سَلِّ تَعَطَّ وَاَبْتَغِ بُشْفَعُ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) سر اٹھاؤ جو کچھ مانگو گے
 پاؤ گے اور جس کی سفارش کرو گے قبول ہوگی) آپ سر اٹھا کر کہیں گے يَا رَبِّ اُمَّتِي اُمَّتِي
 پھر اللہ تعالیٰ یہ حد مقرر کرے گا کہ جس کے دل میں بقدر ذرہ کے ایمان ہو اسے نکال
 لے جاؤ۔ آپ دوزخ پر جا کے اس حد کے موافق جہنم سے نکال کے بہشت میں
 داخل کریں گے۔ آخر کار کوئی جہنم میں نہ رہے گا مگر وہی لوگ جن کو قرآن نے جس
 کیا ہے یعنی جن کا خاتمہ قرآن پر نہیں ہوا اور مستحق خلود میں خدائے تعالیٰ کی رحمت
 اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے سب اہل ایمان بہشت
 میں داخل ہو جاویں گے۔ الحمد للہ کہ یہ رسالہ تمام ہوا خدائے تعالیٰ قبول فرمائے
 اور بظیفیل اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے مولف گنہگار کا خاتمہ بخیر کر کے اپنے
 حبیب کی شفاعت بظیفیل کرے اور مکارہ دنیوی سے جلد نجات دے کر اپنے

اور اپنے حبیب کے آستانے پر پہنچا دے اور مشفق اور محسنی محمد امیر خاں صاحب
باعث تالیف کتاب ہذا کو توفیق اپنے مرضیات کی دے اور سب مرادات
دینی اور دنیوی بر لاوے اور جمیع احباب مخلصین اور کرم فرمائے محسنین کی عافیت
بخیر کرے اور دنیا میں بھی سب کو ہر طرح کی عافیت فرماوے۔ یہ رسالہ فقیر نے
بغیر موجود ہونے کسی کتاب کے صرف از روئے حافظہ لکھا تھا پھر بفضلہ تعالیٰ
بعد معاودت (واپسی) کے وطن میں کتب حدیث و سیر معتبرہ سے حرف بحرف
مطابق کیا۔ الحمد للہ یہ رسالہ بہت معتبر سیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں
تالیف ہوا۔ زبان اردو میں کوئی کتاب ایسی نہیں ہے۔ رسائل میلاد نبر بان اردو
بیان حالات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جو پائے جاتے ہیں اکثر حالات
صحیحہ پر مشتمل نہیں ہیں۔ کتب تواریخ غیر معتبرہ کے موافق ہیں یا جہاں سے چاہا
افسانے بے تحقیق اور غلط محض لکھ دیئے ہیں مثلاً رسالہ میلاد میں کہ فی الحال
بنگالہ میں بہت مروج ہے لویہ کا دودھ پلانا بعد حلیمہ سعدیہ کے لکھا ہے یا
صلح حدیبیہ کے قصہ کو اس طرح لکھا ہے کہ بعد فرضیت حج کے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم حج کو تشریف لے گئے تھے تب وہ قصہ واقع ہوا۔ سو یہ باتیں
یقیناً غلط ہیں اور مخالف کتب احادیث اور سیر معتبرہ کے اور قیامت مؤلف رسالہ
نے یہ کی ہے کہ لکھا ہے کہ میں نے مولوی کرامت علی صاحب کو یہ رسالہ سنا دیا اور
اب سب روایات مندرجہ موافق رائے ان کے ہیں سو مولوی کرامت علی صاحب
نے کہ فاضل معتبر ہیں ایسی روایتوں کو کبھی معتبر نہ بتلایا ہوگا۔ اور بھی رسالے اکثر
اسی طرح کے ہیں۔ بیان قصہ معراج اور ذوات شریف میں بعضی کتب تواریخ میں
بہت روایتیں نامعتبر لکھی ہیں کہ رسائل میلاد شریف میں انھیں نقل کیا ہے۔
فقیر نے یہ حالات بیشتر موافق روایات صحیح بخاری و دیگر کتب معتبرہ حدیث کے
لکھے ہیں سب صاحب مطالعہ فرمانے والے اس رسالہ میں اس بات کا بھی لحاظ
رکھیں اور جس طرح لوگ اردو کے افسانے کی کتابوں کو دل لگی کے لیے اور بھی

واسطے تکھینے زبان اردو کے سیر میں رکھتے ہیں اگر اس رسالہ کو مطالعہ میں رکھیں دل نگلی بھی ہے کہ قصتے اس میں بھی مندرج ہیں اور زبان اردو بھی مطابق روزمرہ کے فصیح اس میں ہے اور اس کے دیکھنے میں ثواب سے اور امور دنیا کے انتظام کی بھی عقل آدمی کو حاصل ہوتی ہے اس واسطے کہ آپ کے اور آپ کے اصحاب کے معاملات و تدبیرات خوب مطابق عقل صحیح کے ہوتے تھے پس چاہیے کہ ضرور اس رسالہ کو مطالعہ میں رکھیں اور اپنے اقارب اور غور توں اور احباب کو سنائیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةَ وَالسَّلَامَ عَلٰى اٰجِزِيْهِ
سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ وَعُلَمَائِهِ اُمَّتِهِ وَاَوْلِيَآئِهِ اَجْمَعِيْنَ



خاتمة لطبع

بعد تحمید و تجمید و نعت احمید و ثنائی و حید کے شائقان اخبار سردار اخبار کو نوید تازہ اور طالبان آثار سید ابرار کو نشید بے اندازہ کہ اس زمان مہمنت اقران و آوان سعادت تو ارمان میں کتاب فیض انتساب مجموعہ افادات جریدہ حسنت زبده اتحاد نبوی خلاصہ تاریخ رسول عربی مرغوب بہر لبیب محبوب بہر ادیب مقبول خلق اللہ اسم تاریخی ستوارح نجیب اللہ مؤلفہ عالم نبیل فاضل جلیل مفتی شرع متین معین دین مبین مروج احکام شریعت موسس اصول طریقت حامی سنت حاجی بدعت قطب فلک علوم مرکز دائرہ درایات و قہوم مجمع الفقہ و الفتویٰ منہج الزہد و التقویٰ غزلی دبیائے رحمت حضرت رحمان مولانا مفتی عنایت احمد ادخلہ فی قراؤتہم الجہان باہتمام احقر العباد محمد رفیق قادری رضوی تاجر کتب مکتبہ مہر یہ ضویہ کالج روڈ نزد جامع مسجد نور ٹرسٹ ۱۹۸۰ء شائع ہوئی۔



چند منتخب ایمان افروز کتابیں



ردِ سیفِ ایمانی

مصنفہ

مولینا علامہ الشاہ محمد اجمل صاحب قادیان سرہ۔

یہ کتاب مولوی منظور سنبھلی کی کتاب "سیفِ ایمانی"

کے رد و ابطال میں مولینا نے لکھی ہے۔ مذکورہ کتاب

کا حرف بحرف مفصل و مدلل جواب ہے۔

"سیفِ ایمانی" کے مکائد اور وہابیہ کی گستاخیاں اور

ان کے عقائد کو بیان کر دیا گیا ہے اور اس کے تمام سوالات کا محققانہ ایسا جواب دیا گیا ہے

جو اپنی نظیر آپ ہے۔



اسلوب بیان عالمانہ، کتابت عمدہ، طباعت افسٹ، سفید کاغذ پر

مجلد — ٹائٹل رنگین — ہدیہ



الْقَوْلُ الْبَدِيعُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْحَبِيبِ الشَّفِيعِ

مصنفہ: علامہ شمس الدین محمد بن عبدالرحمن سخاوی علیہ الرحمۃ

فضائلِ درود شریف پر عربی میں معتبر کتاب ہے۔

— جسمینی —

احکامِ درود، اوقاتِ درود، کون سا درود افضل، آدابِ درود۔ نماز کے بعد، اذان

کے بعد درود شریف کا ثبوت و دیگر مضامین با حسن و جود بیان کیے گئے ہیں۔

عربی آسان ہے۔ کتابت و طباعت افسٹ اور سنہری ڈائی دارجلد

● ہدیہ — — ۲۱۱ روپے

نغمہ محبوب اول دور

مرتبہ: محمد رفیق قادری رضوی

پنجابی، فارسی اور اردو کی مشہور و معروف نعتوں کا مجموعہ ہے جس کے کئی ایڈیشن شائع ہو گئے اور ملک کے گوشہ گوشہ میں گونج پڑ گئی اور عشاق میں بہت مقبول ہو گیا بلکہ حاسدوں نے اپنے حسد کا ثبوت دیتے ہوئے کئی نقلی مجموعے بھی اسی نام پر شائع کیے ہیں۔

اس شعری مجموعے میں اس بات کا التزام ہے کہ کوئی شعر خلاف شرع نہیں ہے۔

نقاہوں سے بچئے! ہدیہ ہر جھتہ ۵۰/۳ روپے

اسلامی پردہ کے روز پر لا جواب کتاب

پردہ

جسماہی:

● پردہ کے متعلق عقلی بحث

● پردہ کے متعلق شرعی بحث

● پردہ اور اس کے احکام

حضرت مولانا ابوبشر محمد صالح نقشبندی قادریؒ

● پردہ کے متفرق احکام ● آزادی نسواں کے بارے میں حقائق اور مدلل اسلوب بیان

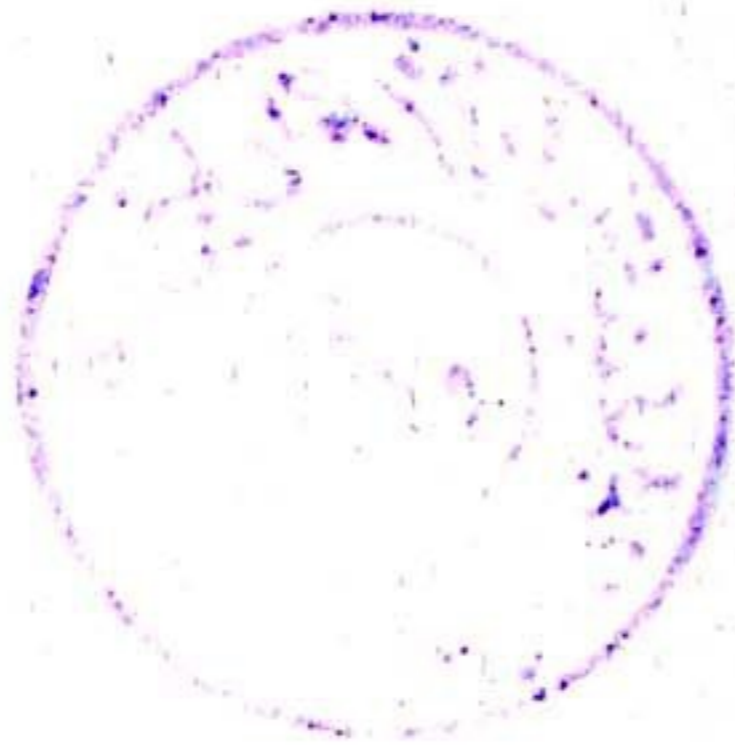
● مخالفین پردہ کے مختلف عقلی و نقلی اعتراضات کے مسکت جواب — جیسے اہم

عنوانات پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ اس کتاب کا ہر گھر میں ہونا لازمی و ضروری ہے

ضخامت ۱۶۰ صفحات، طباعت عمدہ

قیمت: ۵۰/۴ روپے

ملنے کا پتہ: مکتبہ مہرہ رضویہ نزد جامع مسجد نور کالج روڈ دسکھ ضلع میانکوٹ



ہمارے دیگر مطبوعات

ذکر محبوب

نفسہ محبوب کی طرز اردو یا
پنجابی کی مستند کیفیت اور
فتول کا پیشال مجموعہ

نغمہ محبوب

اردو، پنجابی کی مستند اور ایمان افروز
فتول کا بے مثال مجموعہ
حصہ اول، دوم



موتِ ماحمر

جس میں مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مصطفیٰ رضا خاں
نوری علیہ الرحمۃ نے اکابر اور بزرگ مغلطوں
پر آبا تحریر فرمائے ہیں

بیعتِ خلافت

بیعت و خلافت اور سجادہ نشینی سے
متعلق امام اہلسنت اعلیٰ حضرت امام
احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ
کی لا جواب تفسیر

مکتبہ مہریہ رضویہ نزد جامع مسجد نور کالج روڈ ٹن، 2884

ہمارے دیگر مطبوعات

ذکر محبوب

نفسہ محبوب کی طرز اردو یا
پنجابی کی مستند کیفیت اور
فتول کا پیشال مجموعہ

نغمہ محبوب

اردو، پنجابی کی مستند اور ایمان افروز
فتول کا بے مثال مجموعہ
حصہ اول، دوم



موتِ ماحمر

جس میں مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مصطفیٰ رضا خاں
نوری علیہ الرحمۃ نے اکابر اور بزرگ مغلطوں
پر آبا تحریر فرمائے ہیں

بیعتِ خلافت

بیعت و خلافت اور سجادہ نشینی سے
متعلق امام اہلسنت اعلیٰ حضرت امام
احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ
کی لا جواب تفسیر

مکتبہ مہریہ رضویہ نزد جامع مسجد نور کالج روڈ ٹن، 2884